

آنسو

خوفِ الہی سے بہنے والے



وَالْجَارُونَ لَا أَقَاتِلُ يَتَكُونُ وَزَيْدٌ هُمَ

تألیف

ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی

تخریج و اضافہ

حافظ حامد محمود الخضری

انصار السنہ پبلی کیشنز

خوفِ الہی سے بہنے والے

الانسی

تالیف

ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی

تخریج و اضافہ

حافظ حامد محمود انصاری

مقدمہ

فنیہ لا شیخ ابی الحسن بن مہدی احمد زکریا

تقریر

فنیہ لا شیخ عبداللہ ناصر رحمانی



اسلامی اکادمی

۷ اردو پورہ لاہور فون: ۰۴۲-۷۳۵۷۵۸۷

انصارِ اثنیۃ پہلی کیشنرز



انتساب

اپنی والدہ محترمہ کے نام

جس نے توحید کے سائے، دُرودِ پاک کی چھاؤں اور صوم و صلوة کی ٹھنڈی
ہواؤں تلے میری پرورش فرمائی، مجھے کامل یقین ہے کہ اللہ رب العزت
نے اپنے فضل و کرم، اور میری والدہ، بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں سے
مجھے گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں، شیطانی راستوں اور دنیا کی رعنائیوں
سے ہٹا کر صراطِ مستقیم اور منجِ صالحین پر لا کھڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی
توفیق عطا فرمائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے، میرے اہل خانہ، میرے والدین اور
میری بہنوں کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

ابو حمزہ عبدالحق صدیقی

فہرست مضامین

۱۳ مقدمہ	✽
۲۵ تقریظ	✽
۲۷ مقدمہ مؤلف	✽

باب نمبر ۱ آنکھ! ایک زہریلا تیر

۳۱ آنکھ عظیم نعت ہے	✽
۳۳ نگاہ نیچی رکھنے کا حکم	✽
۳۶ نظر نیچی کیوں؟	✽
۳۶ آنکھ کا زنا	✽
۳۷ نظر کی خرابی، دل کی خرابی ہے	✽
۳۸ نظر کی حفاظت کیسے؟	✽
۴۴ نظر نیچی رکھنا ایک عبادت ہے	✽
۴۸ نظر کی حفاظت کے لیے مسنون وظیفہ	✽

باب نمبر ۲ گریہ، زاری کرنا

۴۹ گریہ زاری کی اقسام	✽
۵۰ سب سے افضل اور قابل تعریف گریہ	✽
۵۳ کم ہنسنا، زیادہ رونا	✽
۵۵ میت پر بین کرنا حرام ہے نہ کہ آنسو بہانا	✽

۵۷ خشیتِ الہی سے آنسو بہانے کے متعلق اقوالِ سلف

باب نمبر ۳ دل کی نرمی کے اسباب

۶۱ پہلا سبب: کلامِ الہی میں تدبّر

۶۲ رسول اللہ ﷺ کا قرآن میں غور کرنا اور آنسو بہانا

۶۳ صحابہ اور سلف صالحین کا کلامِ الہی میں تدبّر کرنا اور رونا

۶۶ دوسرا سبب: نصیحت و موعظت پر کان دھرنا

۶۶ نصیحت کا معنی

۷۰ نصیحت کرنا رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ تھا

۷۰ سلف صالحین کا نصیحت و موعظت سن کر آنسو بہانا

۷۳ نصیحت کب نفع دیتی ہے؟

۷۳ تیسرا سبب: اپنی لغزشوں پر یاد دہانی اور ندامت

۷۴ سلف صالحین کا اپنی لغزشوں پر آنسو بہانا

۷۶ چوتھا سبب: انابتِ الہی

۷۶ انابت اور توبہ کا معنی

۷۶ توبہ کا حکم

۷۷ سببِ توبہ

۷۷ توبہ کی شروط

۷۹ توبہ کی فضیلت

۸۱ بے مثال توبہ کے چند واقعات

۸۳ مغفرت طلب کرنے کے لیے چند دعائیں

- ۸۴ گناہوں کو دھو دینے والے اعمال
- ۹۰ پانچواں سبب: کثرتِ نوافل
- ۹۰ نفل کا معنی و مفہوم
- ۹۰ نوافل کی فضیلت
- ۹۴ چند نفلی عبادات کا بیان
- ۱۰۰ چھٹا سبب: دنیا سے بے نیازی
- ۱۰۰ دنیا کی زندگی محبوب اور دلپسند
- ۱۰۱ دنیا و آخرت کی بھلائی مانگنا
- ۱۰۲ دنیا کی حقیقت
- ۱۰۲ دنیا کی وقعت
- ۱۰۴ دنیا سے محبت اور موت سے نفرت
- ۱۰۵ ثوابِ دنیا
- ۱۰۷ حیاتِ دنیا کیا ہے؟
- ۱۱۱ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہونا
- ۱۱۱ طالبِ دنیا کا انجام
- ۱۱۲ دنیا میں منہمک نہ ہو جاؤ بلکہ اس سے بے نیازی برتو
- ۱۱۴ رسول اللہ ﷺ کی دنیا سے بے نیازیاں
- ۱۱۷ ساتواں سبب: موت کو یاد کرنا اور فکرِ آخرت
- ۱۱۷ موت کو یاد کرنا
- ۱۱۹ آخرت پر یقین رکھنے کا مفہوم
- ۱۱۹ فکرِ آخرت

- ۱۲۳ زیارتِ قبور اور اس کے فوائد
- ۱۲۴ موت کے بعد پیش آنے والے ہولناک مناظر کا بیان
- ۱۲۷ عذابِ قبر سے پناہ مانگنا
- ۱۲۷ اثباتِ عذابِ قبر
- ۱۳۱ جہنم سے پناہ مانگنا
- ۱۳۵ آخرت کے صدقات کے بارے میں چند اقوال
- ۱۳۹ آٹھواں سبب: خشیتِ الہی
- ۱۳۹ خشیتِ الہی کا معنی
- ۱۳۹ خشیتِ الہی کی فضیلت
- ۱۴۲ جنات، حیوانات، جمادات اور فرشتوں کا خوفِ الہی
- ۱۴۳ خوفِ الہی سے رونے کا ثواب
- ۱۵۰ خشیتِ الہی سے رونے کے ثمرات
- ۱۵۳ نواں سبب: ذکر و محبتِ الہی
- ۱۵۳ اللہ کی محبت کی فرضیت
- ۱۵۵ اللہ کی محبت کے اسباب
- ۱۸۵ ذکر اور محبت میں آنسو بہانے کی فضیلت
- ۱۸۸ باب نمبر ۴ انبیاء علیہم السلام کے آنسو
- ۱۸۹ سیدنا آدم علیہ السلام کے آنسو
- ۱۹۱ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنسو
- ۱۹۲ سیدنا داؤد علیہ السلام کے آنسو
- ۱۹۴ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے آنسو

باب نمبر ۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو ۱۹۶

- ۱۹۶ نبی کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے.....
- ۱۹۶ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کا ہاردیکھا تو بے اختیار آنسو بہانے لگے.....
- ۱۹۷ رسول اللہ ﷺ اپنے جگر گوشہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر بیٹھ کر رونے لگے.....
- ۱۹۸ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی وفات پر نبی کریم ﷺ کے آنسو.....
- ۱۹۸ نبی کریم ﷺ کا اپنے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جدائی میں آنسو بہانا.....
- ۱۹۹ نبی کریم ﷺ کے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مرض پر آنسو بہہ نکلے.....
- ۲۰۰ نبی کریم ﷺ کو جب تین سپہ سالاروں کی شہادت کا علم ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے.....
- ۲۰۰ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ملاقات کے شوق میں رسول اللہ ﷺ کے آنسو بہہ جانا.....
- ۲۰۱ رسول اللہ ﷺ کا اپنی اُمت پر خوف کے آنسو بہانا.....
- ۲۰۲ فکرِ آخرت سے رسول اللہ ﷺ کا ساری ساری رات روتے رہنا.....
- ۲۰۲ نبی ﷺ کا غزوہ بدر کے دن درخت کے نیچے آنسو بہانا.....
- ۲۰۳ سورج کو گہن لگنے پر نبی ﷺ کا تضرع و عاجزی سے آنسو بہانا.....
- ۲۰۴ نبی کریم ﷺ کا اپنی اُمت پر شفقت کے طور پر آنسو بہانا.....
- ۲۰۶ عذاب کا منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے آنسو بہہ جانا.....

باب نمبر ۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آنسو ۲۰۸

- ۲۰۸ فضائل صحابہ.....

- ۲۱۱ صحابہ و خلفاء راشدین کا احترام ایمان کی نشانی ہے ❀
- ۲۱۲ صحابہ کی عیب جوئی غیبت ہے ❀
- ۲۱۳ خلفاء راشدین کے متعلق مہاتما گاندھی کے تاثرات ❀
- ۲۱۴ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۲۷ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۰ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۱ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۲ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۳ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۶ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۷ سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۷ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۸ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۹ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۳۹ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۴۲ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۴۳ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۴۴ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۴۵ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۴۷ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۴۸ سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۴۹ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀

- ۲۵۰ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۵۱ سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۵۲ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۵۳ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

باب نمبر ۷ صحابیات رضی اللہ عنہن کے آنسو

- ۲۵۵ سیدہ فاطمہ رضی اللہا عنہا کے آنسو
- ۲۵۶ سیدہ ام ایمن رضی اللہا عنہا کے آنسو
- ۲۵۷ سیدہ عائشہ رضی اللہا عنہا کے آنسو
- ۲۶۵ سیدہ ام سلمہ رضی اللہا عنہا کے آنسو

باب نمبر ۸ سلف صالحین کے آنسو

- ۲۶۷ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۶۷ محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۶۸ سیار بن وردان رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۶۸ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۶۹ احمد بن ابی الحواری رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۶۹ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۶۹ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۷۰ عمر بن ذر رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۷۰ محمد بن المسیب رضی اللہ عنہ کے آنسو
- ۲۷۱ ابوالحسین محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے آنسو

- ۲۷۳ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۷۳ مروان بن رباب الاسدی رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۷۵ ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۷۵ عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۷۶ مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۷۶ عطاء السلمی رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۷۷ یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ کے آنسو ❀
- ۲۷۸ محمد بن رادیس الشافعی رحمہ اللہ کے آنسو ❀
- ۲۷۸ ثابت البنانی رحمہ اللہ کے آنسو ❀
- ۲۷۸ وہیب بن الورد رحمہ اللہ کے آنسو ❀

باب نمبر ۹ صالحات کے آنسو ۲۸۰

- ۲۸۰ معاذہ بنت عبداللہ رحمہما اللہ کے آنسو ❀
- ۲۸۰ مدیفہ بنت ابی طارق رحمہما اللہ کے آنسو ❀
- ۲۸۱ عجرہ بصریہ رحمہما اللہ کے آنسو ❀

باب نمبر ۱۰ اہل جہنم کا آنسو بہانا ۲۸۲



مقدمہ

(محدث العصر، عالمی مبلغ، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ)

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ
شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ
وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ
مِنْهَا زَوْجًا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۚ يُضْلِحْ لَكُمْ
أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۚ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ
فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الأحزاب: ۷۰-۷۱)

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ
(صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ
بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلْضَلَالَةُ فِي النَّارِ .

اللہ رب العزت کی نعم جلیلہ میں سے ایک گراں قدر نعمت یہ ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی
خشیت عطا فرمادے، اور اس کے ظاہر و باطن کو اپنی خشیت کے نور سے منور فرمادے، طہرانی اوسط

میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی خشیت کو منجیات میں شمار کیا ہے:

((وَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ: فَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ، وَالْقَصْدُ

فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى، وَخَشْيَةُ اللَّهِ تَعَالَى فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ)) •

”یعنی ”نجات دینے والے تین عمل ہیں: (۱) ہر غضب و رضا میں حق و انصاف کی

بات کہنا (۲) ہر فقر و غنی میں میانہ روی اختیار کرنا (۳) اور ہر ظاہر و باطن میں اللہ

تعالیٰ کی خشیت اختیار کیے رہنا۔“

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک دعاءِ ماثور میں اللہ تعالیٰ سے انہی تین چیزوں کا سوال

فرمایا:

((أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَوْ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ

وَالرِّضَا، وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى)) •

ہر غیب اور شہادت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے مراد یہ ہے کہ بندے کا ہر سری و مخفی

معاملہ اور ظاہری و اعلانی امر پر اللہ تعالیٰ کی خشیت کا پورا رنگ ہو اور تقویٰ کے زیور سے

آراستہ و پیراستہ ہو۔

ظاہر و اعلانیہ خشیت کا روپ دھارنے والے ہیں، لیکن سرّ و خفیہ خشیت کا مظاہرہ کرنے

والے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ واضح ہو کہ خشیتِ الہی ہر حال میں مطلوب ہے، بندے کا ظاہر بھی

خشیت کے ساتھ ہو باطن بھی۔

کھلم کھلا معصیوں کا ارتکاب، خشیت فی الشہادۃ کے مقام کے منافی ہے، رسول اللہ ﷺ

کا فرمان ہے:

① طبرانی الأوسط، رقم: ۵۵۸۴، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۴۵، سلسلة الأحادیث الصحیحة، رقم: ۱۸۰۲۔

② رواہ الإمام احمد فی مسنده والنسائی فی سننه من حدیث عمار بن یاسرؓ والبیہقی فی الدر

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَاْفِي إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ))^۱

”یعنی پوری امت معافی کی مستحق ہے، سوائے علی الاعلان گناہ کرنے والوں کے۔“

اسی طرح سرِ او باطناً بھی خشیت کے مقام و مقاضیات کی حفاظت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کی پہاڑوں کے حجم کے برابر نیکیاں ”ہباءً منثوراً“ کر دی جائیں گی جو لوگوں کے سامنے تو نیک اعمال کرتے تھے، مگر خلوت میں اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کر دیا کرتے تھے۔

((وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْ بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا))^۲

ان نصوص سے واضح ہوا کہ جس طرح ظاہر و علانیہ خشیت و تقویٰ کے مقام کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح سرِ او باطناً بھی خشیتِ الہی کی صفتِ عظیم سے متصف ہو کر رہنا ضروری ہے۔ بلکہ یہ ایک انتہائی اہم مطلوب ہے، جس کی شریعت نے توجہ بھی دلائی اور بے تحاشہ اجر و ثواب کے وعدے بھی فرمائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِمَّن السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۝﴾

(الانبیاء: ۴۹)

”ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے اُسے بغیر دیکھے ڈرتے تھے، اور جو قیامت کے تصور سے کانپتے تھے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ۝ ادْخُلُوا

بِسَلَامٍ ط ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝﴾ (ق: ۳۳، ۳۴)

”جو رحمن سے، اُسے بن دیکھے ڈرتا تھا، اور اس کی طرف رجوع کرنے والا دل لے

۱ أخرجه البخاری فی الصحيح، برقم: ۶۰۶۹ من حدیث أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ.

۲ أخرجه ابن ماجہ فی السنن برقم: ۴۲۴۵، وصححه الألبانی فی سلسلة الأحادیث الصحیحة، رقم: ۵۰۰.

کر آیا ہے۔ تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ دن اُن کے لیے بیشک کا ہوگا۔“

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ﴾ (المائدہ: ۹۴)

”تاکہ اللہ ظاہر کر دے کہ کون اُس سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے۔“

اور سورۃ الملک میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾

(الملک: ۱۲)

”بیشک جو لوگ اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں، ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر

ثواب ہے۔“

تنہائیوں کی خشیت کا عظیم صلہ و ثواب جاننے کے لیے سورۃ السجدہ کی آیت (۱۶-۱۷) پر خوب غور و خوض کیا جائے، یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک عجیب نظارہ و مظاہرہ ہے۔

﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا زُوًّا

مِمَّا رَزَقْنَهُمْ يُنفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ

جَزَاءً ۚ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ (السجدہ: ۱۶، ۱۷)

”رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے عذاب

کے ڈر سے اس کی جنت کی لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو روزی دی

ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے نیک اعمال

کے بدلے آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔“

واضح ہو کہ راتوں کے اندھیروں میں نرم و گرم بستروں سے علیحدہ ہو کر، اللہ رب العزت

کے ساتھ راز و نیاز یقیناً ایک سزئی عمل ہے جو کہ اخلاص کا مظہر اتم ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی محبت

اور پیار کا انداز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جزاء بھی انتہائی مخفی رکھی ہوئی ہے۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (السجدہ: ۱۷)

چنانچہ چھپا کر نیکیاں کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا پروگرام مخفی کر کے رکھا ہوا ہے اس کی حقیقت، ماہیت یا کیفیت کا نہ کسی کو علم ہے نہ اندازہ نہ تصور، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)) ❶

تب ہی آگے ارشاد فرمایا: ﴿جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ یعنی یہ ان کے اخلاص سے پر مخفی عمل کی، ہماری محبت پر مخفی جزا ہے جو ان کے عمل کے عین مطابق ہے۔ واضح ہو کہ تنہائی کے اس خوف و خشیت کے ساتھ۔ جس کی اساس قلب انسانی۔ اگر آنکھوں کے آنسو بھی شامل ہو جائیں تو یہ ایک ایسی عظیم سعادت ہے جس کی عظمت کے ادراک کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ تو انبیاء و مرسلین کی قابل اتباع و امتثال سنت ہے۔ سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کا ذکر کر کے فرمایا:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ فَأَوْمَمْنَ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَءِيلَ ذُو مِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرَوْا سُجَّدًا وَبُكِيًا﴾ (مریم: ۵۸)

”یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں تھے جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں

ہم نے جن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔“

اہل علم کی خشیت اور ان کا تقویٰ ان کی کثرتِ بکاء کا آئینہ دار ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۖ وَيَقُولُونَ سُبْحَنَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۖ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَسْكُونُ ۖ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۱۰۷، ۱۰۹)

”بے شک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا تھا، جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب ہر عیب سے پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے، اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں، اور قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔“

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حقیقی خشیت، علماء کرام کا وظیفہ و خاصہ بیان فرمائی ہے، اور ظاہر ہے علماء کرام ہی انبیاء کے وارث ہیں، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ)) ❶

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ط﴾ (فاطر: ۲۸)

”بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ط﴾ (الأحزاب: ۳۹)

”وہ انبیاء جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے رہے اور اس سے ڈرتے رہے، اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے۔“

امام مسروق جو علماء تابعین میں سے ہیں، فرمایا کرتے تھے:

((كَفَى بِالْمَرْءِ عِلْمًا أَنْ يَخْشَى اللَّهَ))^①

”کسی شخص کے عالم ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ خشیتِ الہی اختیار کیے ہوئے ہو۔“

خلوتوں اور تنہائیوں میں خشیتِ الہی سے بننے والے آنسوؤں کی زبردست فضیلت، صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی عیاں ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے سات قسم کے ان انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے سائے عظیمِ نعمت کا ذکر کیا، جس سائے سے لطف اندوز ہونے والے انسان کے لیے پچاس ہزار سال کے برابر طویل دن یوں گزر جائے گا جیسے محض ایک نماز کا وقت۔ ان سات انسانوں میں ایک انسان کا ذکر ان الفاظ سے وارد ہے:

((وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))^②

”وہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کے سائے تلے ہی ہوگا جو تنہائی میں اسے یاد کر کے رو

پڑے۔“

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ

بَسْغَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ

غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانٌ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرِي مُسْلِمٍ أَبَدًا))^③

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خشیت سے

رونے والا شخص جہنم میں نہیں جاسکتا تا آنکہ تھنوں سے نکلنے والا دودھ دوبارہ تھنوں

① سنن دارمی، رقم: ۳۲۱.

② أخرجه البخاری فی الصحيح برقم: ۶۸۰۶ و مسلم فی الصحيح برقم: ۲۳۸۰

③ رواه أحمد و الترمذی و أبو داؤد و الحاكم و سندہ صحیح، راجع جامع الترمذی، کتاب الجہاد،

رقم الحديث: ۱۶۳۲.

میں داخل ہو جائے، اور کسی مسلمان کی ناک میں اللہ کی راہ میں پہنچنے والا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتا۔“

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ، وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الدُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، ثُمَّ تُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حَرِّ وَجْهِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ)) ①

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مؤمن بندے کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ خوف سے آنسو نچکے خواہ وہ کبھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دے گا۔“

خشیتِ الہی، رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ مبارکہ ہے، بلکہ کائنات میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خشیت آپ ﷺ کو حاصل ہے۔ صحیح بخاری میں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہا سے مروی ہے ایک طویل حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے:

((فَوَ اللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً)) ②

”یعنی اللہ کی قسم! میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا، اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔“

آپ ﷺ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

((فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيرٌ كَأَزِيرِ الْمَرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ)) ③

① سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم الحدیث: ۴۱۹۷۔

② صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم الحدیث: ۶۱۰۱۔

③ راجح، سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۹۰۴، سنن ترمذی، ابواب الشماثل المحمدیہ، رقم

”رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے اس طرح

آواز نکلتی تھی، جیسے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے نکلتی ہے۔“

آپ ﷺ قیام اللیل میں آیاتِ تحریف بار بردہرایا کرتے اور رویا کرتے تھے، عبد اللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار آپ کے کہنے پر سورۃ نساء کی تلاوت کی، جب قیامت کا یہ منظر آیا:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ

شَهِيدًا﴾ (النساء: ۴۱)

”پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ

کو ان پر گواہ بنائیں۔“

تو آپ ﷺ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور مزید تلاوت سننے کی سکت بھی نہ رہی۔

آپ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا))

”اے امت محمد ﷺ! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تم بہت زیادہ رونے لگو

اور بہت کم ہنسو۔“

ایک حدیث میں ہے کہ:

((وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعَدَاتِ

تُجَارُونَ إِلَى اللَّهِ))

”بستروں کی لذتیں اور نیندیں بھول جاؤ اور گھر والوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں جا نکلو

اور مسلسل آہ وبکا کرتے رہو۔“

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۳۵۸۲، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۸۰۰.

② صحیح بخاری، کتاب الايمان والنذور، رقم: ۶۶۳۱.

③ سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، رقم الحديث: ۴۱۹۰.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے امورِ نجات کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَمْلِكُ عَلَيْكَ لِسَانَكَ ، وَلْيَسْعَكَ يَتْنُكَ وَابْنُكَ عَلَى خَطِيئَتِكَ)) ❶

”یعنی اپنی زبان کو قابو میں رکھ، اور زیادہ تروقت اپنے گھر میں گزرا اور اپنے گناہوں

پر خوب رو۔“

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ آنسو تیری پذیرائی اور انتہائی قدر و منزلت کے مستحق ہیں، بشرطیکہ ان

آنسوؤں کا محرک محض اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔

اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بیان کردہ وعدہ وعید کے نصوص

پر توجہ دی جائے، نیز اس کی سخت پکڑ، انتقام اور قہر و غلبہ پر غور کیا جائے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا

کرتے تھے: ”اے ابنِ آدم! کیا تیرے اندر اللہ تعالیٰ سے محاذ آرائی کی طاقت ہے؟ اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی کرنے والا دراصل اس سے اعلانِ جنگ کر رہا ہے۔“

بعض علماء سلف کا قول ہے: اس ضعیف پر تعجب ہوتا ہے جو اس قوی کی نافرمانی کرے۔“ ❷

اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ہمیشہ مراقبت کا یقین ہو اور یہ

کہ اللہ تعالیٰ ہر بندے کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال سے باخبر ہے، اور کسی لحظہ، کسی بندے کا

ظاہر و باطن اس سے مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ

مَسَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا

كَانُوا ۚ ﴾ (المجادلہ: ۷)

”جب بھی تین اشخاص آپس میں سرگوشی کرتے ہیں تو وہ چوتھا اُن کے ساتھ ہوتا ہے،

اور جب پانچ اشخاص ایسا کرتے ہیں تو وہ چھٹا ان کے ساتھ ہوتا ہے، اور چاہے اس

❶ جامع الترمذی، کتاب الزہد، رقم الحدیث: ۲۴۰۶، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۸۸۸۔

❷ مجموع رسائل ابن رجب: ۱/۱۶۴۔

سے کم افراد ہوں یا زیادہ، اور جہاں کہیں بھی ہوں، وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔“

اور سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ
مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ ط وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا﴾

(النساء: ۱۰۸)

”وہ لوگوں سے چھپانا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نہیں چھپاتے، حالانکہ وہ تو اُن کے

ساتھ ہوتا ہے جب وہ ایسی باتوں کی سرگوشی کرتے ہیں جسے وہ پسند نہیں کرتا، اور اللہ

تعالیٰ اُن کے کیے کو خوب جانتا ہے۔“

زیر نظر کتاب ”خوفِ الہی سے بننے والے آنسو“ اپنے موضوع میں ایک مکمل کتاب ہے

جس میں موضوع سے متعلق تقریباً ہر بات تفصیلاً اجمالاً مذکور ہے، رقائق کے باب میں یہ ایک عظیم

اور مؤثر اضافہ ہے۔ یہ تصنیف لطیف ہمارے دو انتہائی عزیز بھائیوں اور دوستوں کی مخلصانہ

مساعی کا نتیجہ ہے، ہم ان کی اس عظیم کاوش کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کے اضافہ علم

و عمل کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتے ہیں۔

ان میں سے ایک محترم بھائی ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو منہج سلف صالحین کے

نور سے منور، علماء کے محبت اور زمرہ محدثین کے سچے خادم ہیں۔ حدیث کی نشر و اشاعت کے

جذبہ سے سرشار ہیں، اور چونکہ اخلاص و تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہیں ﴿وَذَلِكَ فَضْلُ

اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (الحديد: ۲۱) لہذا ان کے دل سے نکلی ہوئی باتیں سیدھا چڑھنے

والوں کے دلوں میں داخل ہو جاتی ہیں، فجزاء اللہ عنا و عن المسلمین خیر الجزاء

دوسرے ہمارے انتہائی قابل احترام ساتھی فضیلۃ الشیخ حامد محمود رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ

نے علم و عمل کے رسوخ و اتقان سے نوازا ہے، بڑی لگن، محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے علم اور

بالخصوص حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ بہت سی عربی اور اردو کتب کے

ایک زندہ و پابندہ دلیل ہے۔ لیکن اگر انسان اس نگاہ سے صحیح اور کما حقہ فائدہ نہیں اٹھاتا تو یہ سہم مسموم کا کام دیتی ہے، اور ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس لیے شرع میں نگاہ کی حفاظت اور اس کی آفات و ہلیات سے بچنے پر بڑی تاکید کی گئی ہے۔ زیر نظر کتاب ”خوفِ الہی سے بننے والے آنسو“ میں اس اہم مسئلہ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

سچ یہ ہے کہ جو شخص فساداتِ قلبی کا مریض ہو جائے، وہ خالقِ حقیقی کو بھول جاتا ہے، اور کئی گمراہیوں اور ضلالتوں کی خاردار وادیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگتا ہے، اور رقبۂ قلبی کے باعث آنکھ سے خشیتِ الہی کے آنسو بہتے ہیں، اور آدمی اپنے گناہوں کی سیاہیاں دھو ڈالنے کے لیے رقبۂ قلبی سے کام لیتا ہے۔ جو فرد یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل نرم ہو، خشیتِ الہی سے لرز اٹھے اور احساسِ ندامت میں اس کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑیں اور وہ اپنے مالکِ حقیقی کو راضی کر لے تو وہ اس کتاب کا عمیق نظروں سے مطالعہ کرے، اور انبیاء و رسلِ علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ رحمہم اللہ اجمعین کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ برگزیدہ کو پڑھ کر اپنی عارضی زندگی کو سنوار لے، اور آخرتِ سیدھی کر لے، کیونکہ قیامت والے دن صحیح عقیدہ اور درست عمل ہی نجات کا وسیلہ و ذریعہ ہوگا۔

اس اخروی زندگی کو سنوارنے کی خاطر محترم المقام، خادمِ الحدیث و اہلہ ابو حمزہ عبدالحق صدیقی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور واجب الاحترام، فاضل ذی شان بھائی حافظ حامد محمود انصاری حفظہ اللہ نے اس میں کچھ جاندار اضافے، اس کی تحقیق و تخریج کا ان تھک کام کیا اور کتاب کو تحقیق و تعلیق سے چار چاند لگا دیے۔ یہ کتاب اس موضوع پر ایک مرجع کی حیثیت رکھتی ہے اور آثارِ سلف کا ایک گنجینہ، علم و حکمت کا خزانہ، رقبۂ قلبی کا دفتینہ اور غرض بصر کا شاہکارِ زرینہ ہے۔

مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

مقدمہ مؤلف

أَحْمَدُهُ، وَأُصَلِّي وَأُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَّا بَعْدُ !
فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
﴿ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ ﴾ (المائدہ: ۸۳)

”تم دیکھتے ہو کہ (حق شناسی کے اثر سے) ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔“

﴿ وَيَخْرُوْنَ لِلاَذْقَانِ يَسْكُونُ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ ﴾

(بنی اسرائیل: ۱۰۹)

”اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں، اور اسے سن کر ان کی عاجزی و خشوع بڑھ جاتا ہے۔“

آنسو (اشک) دراصل وہ پانی ہے جو حالت تکلیف یا خوشی میں آنکھوں سے جاری ہو جاتا ہے۔ بندہ مومن کے آبدیدہ ہونے کے لیے کافی ہے، خواہ جنت کے حصول کی ترغیب ہو یا جہنم سے چھٹکارے کی ترہیب۔

خصوصاً خوف و خشیتِ الہی کے نمودار ہونے کے نتیجے میں آنکھوں سے سیل رواں ہونا ناگزیر ہے بشرطیکہ قلب انسانی میں دھیما پن پایا جاتا ہو۔ دل کی نرمی اور رقت کی پیدائش کے کئی ایک

اسباب ہوا کرتے ہیں:

اولاً: نصیحت و موعظت پر کان دھرنا ہے

ثانیاً: انابت الہی

ثالثاً: کثرتِ نوافل

رابعاً: دنیا سے بے نیازی

خامساً: کلامِ الہی میں تدبر

سادساً: اپنی لغزشوں پر یاد دہانی، اور ندامت

سابعاً: فکرِ آخرت، اور موت کو بھولنے سے گریز

ثامناً: اللہ رب العزت کا ڈر

تاسعاً: ذکر و محبتِ الہی

ان مذکورہ نوعیتوں کا وجود چشم سے پانی کی رو بہنے کو مستلزم ہے۔۔

﴿فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا﴾ (التوبہ: ۸۲)

”وہ لوگ تھوڑا ہنسیں اور روئیں زیادہ۔“

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول نہایت مفید ہے:

((مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَبْكِيَ فَلْيَبْكْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ

فَلْيَتَبَاكَ)) •

”تم میں سے جو رونے کی استطاعت رکھتا ہے، پس اسے (خشیتِ الہی سے) رونا

چاہیے، اور جو رونے کی طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم بناوٹی رونا رو لے یعنی رو ہاں سامنے

ہی بنا لے۔“

اس سے گریہ زاری اور آنسو بہانے کی تاکید مزید ثابت ہو جاتی ہے، دیارِ غیر میں اقامت کے دوران اتفاقاً ایک سفر میں جو میرے وطن عزیز سے ارسال کردہ آڈیو کیسٹوں کے حصول کے لیے تھا، مجھے ایک خطبہ بنام ”حشر کے دن کا منظر“ از شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمائی حفظہ اللہ، سننے کا موقع میسر آیا، اور میرے ہم سفر فقہاء بشمول میرے تمام کی آنکھوں سے اشک کا بہاؤ تھم ہی نہ رہا تھا۔ چونکہ اس بیان میں تاثیر ہی ایسی تھی کہ میرے دیگر ساتھیوں پر بھی اس کے سماع کا یہ اثر تھا کہ تمام ساجھیوں کی آنکھیں بھرا آئیں۔ اس بنا پر میرے گوشہ قلب میں ایک خیال نے انگڑائی لی جو کہ عزمِ مصمم سے تغیر کرتے ہوئے اب اس کتاب کی صورت میں پیش خدمت ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کا نام ”خوفِ الہی سے بننے والے آنسو“ رکھا ہے۔ اور اس میں تمام بحث و مباحث اسی سے متعلقہ ہیں۔ مزید برآں ہم نے رقتِ قلبی کے اسباب و علل کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر رسولِ مکرم سیدنا محمد ﷺ کے آنسوؤں کا تذکرہ کیا ہے، اور سلفی منہج کی زد سے اور ذہنِ انسانی پر دستک دینے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعاتِ قلم بند کیے ہیں اور سلف صالحین کے رقت آمیز حالات اور ان کے آبدیدہ ہونے کا سپردِ قلم و قریح کرنے کا مقصود یہ تھا کہ کہیں یہ پہلو تشنہ نہ رہ جائے تاکہ ہمیں اس سلسلہ میں بہترین و عمدہ قدوہ و نمونہ حاصل ہو جائے۔

آخر میں اس بات کی تذکیر ہے کہ ہم شریعت پر عمل پیرا ہو کر دوزخ سے نجات پا کر روزِ محشر حسرت اور بے جا اشکِ بہائی سے رہائی حاصل کر سکیں۔

مجھے اُمید واثق ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ ایمان کو تازگی و شادابی ملے گی، اور خوفِ الہی سے لبریز ہونے میں مدد و معاون ثابت ہوگی، از روئے حدیث:

((لَا يَشْكُرُ اللَّهُ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ)) ۱

”جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا۔“

اپنے معاونین کی قدردانی نہ کرنا ناسپاسی ہوگی، چونکہ شکرِ الہی اللہ کی نعمت کا اعتراف اس کی حمد و ثناء کے ساتھ ہوتا ہے، جبکہ لوگوں کا شکر یہ اللہ کی نعمت و احسان کا اعتراف دعا کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہذا میں بارگاہِ الہی میں دستِ بدعا ہوں کہ کیپوزر، ناشر، خصوصاً مرتب و مخرج حافظ حامد محمود الخضری رحمۃ اللہ جنہوں نے کتاب میں جاندار اضافے کیے، اس کی تحقیق و تخریج کا ان تھک کام کیا اور کتاب کو ترتیب و تعلیق سے چار چاند لگا دیے، اور جملہ معاونین خاص کر جناب ابو موسیٰ منصور احمد رحمۃ اللہ اور بھائی محمد رمضان محمدی کی محنت شاقہ حوصلہ افزا ہے، کتاب کی طباعت ان کے حصہ میں آئی، جب کہ کیپوزنگ بھائی عبدالرؤف نے کی ہے، ان کو دنیا و آخرت میں کامرانی و کامیابی سے نوازے۔

و کتبہ

ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

آنکھ! ایک زہریلا تیر

واضح رہے کہ آنکھ اللہ کی طرف سے نعمتِ عظمیٰ ہے، جو کہ انسان کو ذاتِ باری تعالیٰ کی قدرت کے کرشموں کا ادراک و مشاہدہ کراتی ہے، یہ ایک ہلکا سا حاسہ پل بھر میں انسان کو کائنات کے دل کش مناظر اور نظامِ فلکی و ارضی کی بے شمار اشیاء کا نظارہ کرا لیتا ہے، علاوہ ازیں یہ آنکھ صانعِ مطلق کی کمال خوشنما کاریگری و تخلیق پر زندہ پائندہ دلیل ہے۔ اس کے برعکس انسان اگر اس سے فائدہِ حسنہ حاصل نہ کر پائے تو یہی آنکھ ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلے تیر کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

خبردار! اپنی آنکھ کی بے پناہ حفاظت کیجیے، تاکہ یہ زہریلا تیر اپنی زہر آلودگی کا اثر آپ کے خانہِ قلب میں نہ پہنچا پائے۔

آنکھ ایک عظیم نعمت ہے:

((الْبَصَرُ)) انعام، دولت، رزق، قابلِ قدر شے، آسودگی اور احسان و حسن سلوک کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے ((لَكَ عِنْدِي نِعْمَةٌ لَا تُنْكَرُ)) مجھ پر تمہارا ناقابلِ فراموش احسان ہے، ((الْبَصَرُ)) کی جمع ((بَصَرٌ)) اور ((أَنْعَمُ)) آتی ہے۔ [القاموس الوحید ص: ۱۶۷۵]
اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر بے شمار احسان فرمائے ہیں، اور انہیں لاتعداد نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَإِنْ تَعْلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ (النحل: ۱۸)

”اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے۔“

اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے، چاہے وہ ظاہری ہوں، جیسے اچھی شکل و صورت، اور مناسب اعضاءِ انسانی، مثلاً کان، آنکھ وغیرہ، اور چاہے وہ باطنی ہوں، جیسے عقل و

ادراک، علم و معرفت اور دیگر بے شمار نعمتیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَتَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ (لقمان: ۲۰)

”اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں۔“

الغرض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنذَرْتُكُمْ مِّنْ كُلِّ مَآسٍ لَّنُكُونُ لَآ تَعُدُّوهُ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَقَلُوبٌ كَفَّارٌ﴾ (ابراہیم: ۳۴)

”اور تم نے اس سے جو کچھ مانگا تمہیں عطا کیا، اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے

تو نہیں گن سکو گے، بے شک انسان بڑا ظالم، بڑا ناشکرا ہے۔“

انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت آنکھ بھی ہے جس کے ذریعہ سے آدمی دنیا کی رنگینیوں کو

دیکھ کر لطف اندوز ہوتا ہے، آنکھ نہ ہو تو دن بھی رات ہی محسوس ہوتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ﴾

(یس: ۶۶)

”اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہوں میں ہی ان کی صورتیں بدل دیں۔ پھر وہ نہ آگے

بڑھ پائیں، اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔“

اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کے متعلق اپنے بندوں سے سوال بھی فرمائیں گے کہ انہوں نے ان پر

اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کیا؟ یا نہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ لَنَسْأَلَنَّهُ يَوْمَ مَوْدِعِ النَّعِيمِ﴾ (التكاثر: ۸)

”پھر تم اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے۔“

مزید کان، آنکھ اور دل کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

(الإسراء: ۳۶)

”یقیناً کان، آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“

مراد کہ اللہ تعالیٰ ان اعضاء کو قوت گویائی عطا کرے گا، اور ان سے پوچھے گا کہ ان کے ذریعہ کن کن گناہوں کا ارتکاب کیا گیا تھا، تو جس نے دنیا میں ان اعضاء کا حق ادا کیا اور اپنے مالک و خالق کا شکر ادا کیا ہو گا وہ نجات پائے گا، اور جس نے ناشکری کی ہوگی وہ اس کی گرفت میں آجائے گا۔ ایسے لوگ جو کہ اللہ کی نعمتوں کا حق ادا نہیں کرتے، اور اپنے خالق و مالک کا شکر ادا نہیں کرتے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أُذُنٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَانُوا لَنَا مَعًا بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾

(الأعراف: ۱۷۹)

”اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے دل ایسے ہیں جن سے سمجھتے نہیں، اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے دیکھتے نہیں، اور ان کے کان ایسے ہیں جن سے سنتے نہیں، وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم کشیہ راہ ہیں، یہی لوگ درحقیقت بے خبر ہیں۔“

لہذا ہر نعمت کا شکر لازم ہے۔ امام ابو حازم سلمہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”آنکھوں کا شکریہ ہے کہ اگر تو ان سے کوئی اچھی چیز دیکھے تو اس کا اظہار کرے، اور اگر بُری چیز دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کرے۔“

۱۔ نگاہ نیچی رکھنے کا حکم:

نگاہ کی حفاظت شیطان کی کمر توڑنے اور بنی نوع انسان میں اس کے لالچ کو ختم کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے، فتنہ کی ابتداء فضول نگاہ سے ہوتی ہے، اسی لیے اللہ رب کائنات نے فرمایا:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَرَىٰ لَهُمْ إِنْ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا يَصْنَعُونَ ۝ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ (النور: ۳۰، ۳۱)

”اے میرے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، ایسا کرنا ان کے لیے زیادہ بہتر ہے، بے شک وہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے، اور اے میرے نبی! آپ ایمان والی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر رہتا ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔“

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حکم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا میں نے حرام کر دیا ہے، ان پر نگاہیں نہ ڈالو، حرام چیزوں سے آنکھیں نیچی کر لو، اگر بالفرض اچانک نظر پڑ جائے تو بھی دوبارہ یا نظر بھر کر نہ دیکھو۔ (تفسیر ابن کثیر: ۶۰۷)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((يَا عَلِيُّ لَا تُشْعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَىٰ، وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)) ۝

”اے علی! ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار مت دیکھ کیونکہ تیرے لیے پہلی نظر معاف ہے، دوسری نہیں۔“

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھے حکم فرمایا: ((أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي)) ”کہ

میں اپنی نگاہ فوراً ہٹا لوں۔“ ❶

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، اس وقت آپ ﷺ کے ردیف فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو خوب رو نوجوان تھے، شعم قبیلہ کی ایک خوبصورت عورت آپ ﷺ سے مسائل پوچھنے آئی، آپ ﷺ جواب دے رہے تھے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو وہ عورت اچھی لگی اور اس کی طرف دیکھنے لگے، رسول مکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ فضل اس کی طرف دیکھ رہے ہیں، چنانچہ آپ نے ان کا رخ اپنے ہاتھ سے دوسری طرف موڑ دیا۔“ ❷

مزید حضور ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطَّرِيقَاتِ ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدَّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا ، فَقَالَ: "فَإِذَا آيَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى ، وَرَدُّ السَّلَامِ ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) ❸

”راستوں پر بیٹھنے سے بچو، لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کام کاج کے لیے وہ تو ضروری ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو، انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ فرمایا نیچی نگاہ رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب نظرة الفحاة رقم: ۲۱۵۹، سنن ابو داؤد، کتاب النکاح، باب بیسایمر به من غض البصر رقم: ۲۱۴۸، سنن ترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی نظرة الفحاة، رقم: ۲۷۷۶.

❷ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، رقم: ۶۲۲۸.

❸ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب قول الله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا..... رقم: ۶۲۲۹.

۲۔ نظر پیچی کیوں؟

اس لیے کہ فتنہ کی ابتداء فضول نگاہ سے ہوتی ہے، اور اسلام کا مقصود پاک و صاف معاشرہ ہے، نیز طبیعت کو کشور تہذیب سے مزین کرنا بھی اسلام کا اہم مقصد ہے، تاکہ مرد کی مردانگی اور عورت کی نسوانیت کو انسانیت اور اسلام کے اہم مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔

رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ.)) •

”عورت پردہ ہے، پس جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو اس کو شیطان جھانکتا ہے۔“

پس نگاہ کو پیچی رکھو، اسی میں عافیت ہے۔

۳۔ آنکھ کا زنا:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِي.)) •

”دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں، دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں، دونوں پاؤں زنا کرتے

ہیں اور انسان کی شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے۔“

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيئُهُ مِنَ الزَّيْنِ، مُذْرِكُ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ،

فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ.)) •

① سنن ترمذی، ابواب الرضاع، باب استشراف الشيطان المرأة إذا خرجت، رقم: ۱۱۷۳۔ ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ رقم: ۱۶۸۵

② مسند أحمد: ۱/۴۱۲، مسند أبی یعلیٰ، رقم: ۵۳۶۴۔ صحیح الجامع الصغیر رقم: ۴۱۵۰۔

③ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنا وغیرہ، رقم: ۶۷۵۳۔

”ابن آدم پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا جاتا ہے، جسے وہ لازمی پہنچے گا، پس آنکھوں کا

زنا نظر بازی ہے۔“

نظر نیچی رکھنا شرمگاہ کی حفاظت کے لیے مقدم ہے، کیونکہ اکثر حادثات نظر ہی کا نتیجہ ہوتے

ہیں۔ عرب شاعر کا کہنا ہے:

نَظْرَةٌ ، فَبَيْسَامَةٍ ، فَسَلَامٌ فَكَلَامٌ ، فَوَعْدٌ ، فَلِقَاءٌ

”پہلے نظر بازی، پھر مسکراہٹ، پھر سلام، پھر کلام، پھر وعدہ اور پھر ملاقات“

بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ((فَالنَّظْرُ بَرِيدُ الزَّيْنَةِ)) ❶

”نظر زنا کا مرسلہ ہے۔“

ایک دانش ور کا مقولہ ہے کہ: ”نظر دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی۔“ ❷

غیر محرم کو دیکھ لینے سے دل چاہے کتنا ہی باعفت ہو، اس کا اس عورت کے حسن اور خواہش

میں جکڑا جانا لازمی ہے، کسی نے خوب کہا ہے:

آنکھیں صلاح کار ہیں جوشِ شباب کی

دو کشتیاں ہیں، یہ دلِ خانہ خراب کی

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دین کی حفاظت چار چیزوں میں ہے: نظر، دل، گفتگو اور پاؤں سے آمد و رفت کا

خیال رکھنا۔“ ❸

۴۔ نظر کی خرابی، دل کی خرابی ہے:

گھر بچانا ہو تو دروازے پر پہرہ دیجیے

دل بچانا ہو تو نظریں بچاتے جائیے

بعض مسلم ماہرینِ نفسیات کا کہنا ہے:

”آنکھوں سے دل تک کا ایک راستہ ہے، جب آنکھ خراب اور فاسد ہو جاتی ہے تو دل خراب اور فاسد ہو جاتا ہے، پھر جس طرح کوڑا پھینکنے کی جگہ نجاست اور گندگی کا مقام بن جاتی ہے اس طرح آنکھ کے فاسد مناظر کو دل تک پہنچانے کی وجہ سے دل گندگی کا مقام بن جاتا ہے، اور جہاں گندگی ہو وہاں معرفتِ الہی، محبتِ الہی اور انابتِ الہی کا سرور حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔“

۵۔ نظر کی حفاظت کیسے؟

شرمگاہ کی حفاظت کا بہترین طریقہ غصّ بصر ہے، اب سوال یہ ہے کہ نظر کس طرح نیچی رکھی جائے، اور نظر کی حفاظت کیسے کی جائے؟ اس سلسلے میں کتاب و سنت نے کئی ایک تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اُن میں سے چند کا بیان ذیل کی سطور میں آ رہا ہے۔

☆..... نظر کو پھیر لینا

بلا ارادہ اچانک نظر پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور نہ ہی انسان اس کا مکلف ہے، لیکن بعد میں نظر کو پھیر لیا جائے۔ چنانچہ سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ:

”اگر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟

تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا:

((أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي))

”(اچانک نظر پڑ جائے) تو میں نظر پھیر لوں۔“

☆..... نکاح کرنا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ اِمْنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةُ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ
أَعْضٌ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ)) ❶

”اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو استطاعت رکھے وہ نکاح کرے،
کیونکہ نکاح آنکھوں کو نیچا کر دیتا ہے، اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔“

☆..... روزے رکھنا

مذکور حدیث کے لفظ اس پر واضح نص کی سی حیثیت رکھتے ہیں، پیارے پیغمبر ﷺ نے
ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))
”اور جو شخص خرچ کی طاقت نہ رکھے تو وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کی خواہش
نفس ختم کر دے گا۔“

☆..... خوفِ الہی

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

((يَتَخَلَفُ خَائِبَةً الْأَعْيُنُ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ)) (المومن: ۱۹)
”وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ اس کا علم تمام قسم کی اشیاء کو محیط ہے،
کوئی بھی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے، وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھیدوں کو خوب
جانتا ہے، تاکہ لوگ نظر بازی کے ذریعے اس کی نافرمانی سے بچیں، اور تقویٰ اور عمل صالح کی راہ
اختیار کریں۔

”خیانتِ نظر“ کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدمی کسی
کے گھر میں جائے، وہاں کوئی خوبصورت عورت ہو جسے لوگوں سے نظر بچا کر دیکھنے کی کوشش کرے

اور جب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ پائے تو نظر نیچی کر لے، لیکن اسے یاد رہے کہ اللہ اس کے دل کا حال خوب جانتا ہے،^①

یہ تصور (کہ اللہ دل کا حال خوب جانتا ہے) انسان میں اللہ کا ڈر پیدا کرتا ہے، اور انسان کے اندر خوفِ الہی آ جائے تو نظریں جھک جاتی ہیں۔

☆.....! جنبی عورت سے سوال پردے کے پیچھے سے کرنا
اگر جنبی عورت سے کوئی چیز مانگنے کی ضرورت پیش آ جائے تو پردے کے پیچھے سے سوال کرنا چاہیے۔ اللہ حکیم و بصیر نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (الأحزاب: ۵۳)

”اور جب تم ان (امہات المؤمنین) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو، ایسا کرنے سے تمہارے اور ان کے دل زیادہ پاکیزہ رہیں گے۔“

اس آیت کریمہ میں ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم“ کو یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ امہات المؤمنین سے اگر کوئی چیز مانگنی ہو تو بے دھڑک ان کے سامنے نہ چلے جائیں، ان کے ساتھ ادب و احترام کا تقاضا یہ ہے کہ دروازے کے اوٹ سے اور پردہ کے پیچھے سے کوئی چیز مانگی جائے، تاکہ ان کی بے پردگی نہ ہو جائے، اور اس کا فائدہ یہ بتایا کہ اس سے تمہارے اور امہات المؤمنین کے دلوں کی پاکی محفوظ رہے گی، اور شیطان کو ذہن میں بُرے خیالات پیدا کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔“^②

☆.....! استیذان: (اجازت طلب کرنا)

نظر بازی سے بچنے کے لیے اسلام نے اجازت طلب کرنے کا حکم فرمادیا۔
فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا

وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۳۱﴾

(النور: ۲۷)

”اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ داخل ہو، یہاں تک کہ اطمینان حاصل کر لو، اور ان گھر والوں کو سلام کر لو، ایسا کرنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

”کیونکہ بعض اوقات آدمی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس حال میں اسے دیکھے! اب اگر کوئی شخص بغیر اجازت اس کے گھر میں چلا جائے تو کئی قسم کی اخلاقی اور سماجی بیماریاں جنم لے سکتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان تمام خرابیوں کا سدباب کرنے کے لیے کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے کو ممنوع قرار دیا ہے۔

اگر کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہوتا ہے، تو اسے چاہیے کہ السلام علیکم کہے اور داخل ہونے کی اجازت مانگے، اور ایسا تین بار کرے، اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو، ورنہ واپس چلا جائے۔

آیت کریمہ میں ﴿حَتَّىٰ تَسْتَأْذِنُوا﴾ کا لفظ آیا ہے جس کا معنی اجازت لینا ہے، اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اجازت لے کر داخل ہونا مانوس انسان کی خصوصیت ہے، اور بغیر اجازت کے داخل ہونا وحشی جانور کا کام ہے کہ وہ کسی بھی گھر میں بغیر اجازت داخل ہو جاتا ہے۔“ ﴿۳۱﴾

اور اگر کوئی شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکے بھی تو گھر والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطْلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَهُوْا

عَيْنَهُ)) ﴿۳۲﴾

”جو شخص کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے تو ان گھر والوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اس شخص کی آنکھ پھوڑ دیں۔“

☆..... فحش اور عریاں تصویریں نہ دیکھنے سے اجتناب:

نظر بازی سے بڑے بڑے فتنے اور اس کے برے نتائج نکلتے ہیں۔ آج کے اس پرفیشن دور میں زیب و زینت، نمائش کا رجحان، عریانی و فحاشی پورے عروج پر ہے، عورتوں کا گھروں سے باہر انتہائی تنگ و چست لباس پہن کر نکلتا، فتنے سے خالی نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ)) •

”کتنی ہی عورتیں لباس تو پہنے ہوئے ہوں گی لیکن وہ نگلی ہوں گی۔“

اور غیر قوموں کی مشابہت کرتے ہوئے گھروں سے باہر آتا۔ براہِ محنت جذبات اور فضول و بے جا بناؤ سنگھار اور نیم عریاں بدن وغیرہ کا نتیجہ ایک ہی ہوتا ہے، حیوانی جذبات کا بھڑکنا، اور اگر شیطانی شہوت کو تسکین مہیا نہ کی جائے۔ تو پھر اعصاب اور ارادے بے لگام ہو جاتے ہیں، اور خطرناک اور گندی جنسی و جلدی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ شہوت کو تسکین نہ پہنچانے یا حرام طریقہ سے شہوت رانی کرنے کا نتیجہ ذہنی امراض بھی ہو سکتے ہیں۔ جذبات کو بھڑکانے والی اشیاء میں سے سرفہرست نگاہ ہے، پھر اشارات، مسکراہٹیں، کھیل کود، رومانوی مکالمات کے نتیجے میں بہنے والے آنسو بھی جذبات کو دو آتشہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، بہر حال جذبات کو قابو میں رکھنے اور فطرتِ سلیمہ کے تابع بنانے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ شہوانی جذبات کو براہِ محنت کرنے والی تمام اشیاء کو ختم کر دیا جائے۔ تب ہی جذبات کنٹرول ہوں گے۔ یہی وہ اسلامی منہج ہے، جس پر چل کر انسان کا میاب ترین زندگی بسر کر سکتا ہے۔ نیز طبیعت کو کشور تہذیب سے مزین کرنا بھی اسلام کا اہم مقصد ہے۔ تاکہ مرد کی مردانگی اور عورت کی نسوانیت کو انسانیت اور اسلام کے اہم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ ہر وقت گوشت و خون کے لوٹھروں کو آگے

پیچھے کرنے میں مشغول رہنا انسانیت کا تذلیل، قرآن و سنت کی توہین اور موروثی خباثت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔^①

اسی لیے سلف صالحین کے متعلق آتا ہے کہ:

”سلف فضول دیکھنے کو بھی حرام سمجھتے تھے۔“^②

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ))^③

”کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے، اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے، اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔“

☆.....اپنے آپ کو برہنہ دیکھنے سے نظر بچانا

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ بن معاویہ سے فرمایا:

((أَحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تُرِيَهَا أَحَدًا فَلَا تُرِيَتْهَا“ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ ”فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحَىٰ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ“))^④

① تفسیر فی ظلال القرآن: ۲۰۱۲/۴۔

② مدارج السالکین: ۱۳۳، کتاب الزہد للامام أحمد، ص: ۲۵۵۔

③ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب تحریم النظر إلى العورات، رقم: ۷۶۸۔

④ صحیح سنن ترمذی، ابواب الاستئذان والآداب، باب ما جاء في حفظ العورة، رقم: ۲۷۶۹۔

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب التستر عند الجماع، رقم: ۱۹۲۰۔

”اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے محفوظ رکھو: (حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا: جب قوم کے بعض آدمی بعض کے پاس ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں یہ طاقت ہے کہ کسی کو نہ دکھاؤ تو نہ دکھاؤ، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے پاک پیغمبر! اگر ہم میں سے کوئی بالکل تنہائی میں ہو تو..... فرمایا: پس اللہ تعالیٰ سب لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔“

۶۔ نظر نیچی رکھنا ایک عبادت ہے:

مذکورہ احکامات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نظر نیچی رکھنا ایک عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر نیکی اور عبادت پر اللہ تعالیٰ دس نیکیوں کا اجر عطا فرماتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰)

”جو شخص نیکی کرے گا تو اسے اس کا دس گنا ملے گا۔“

بہر کیف جو شخص اپنی نظر کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو گیا اسے رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل چند خوشخبریاں دیں ہیں:

☆..... نظر نیچی رکھنے سے جہنم کی آگ سے نجات مل جاتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَلِجُ النَّارَ أَحَدٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرِي مُسْلِمٍ أَبَدًا)) •

”اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ جہنم میں نہیں جائے گی تا آنکہ دھویا ہو اور دودھ

تختوں میں واپس ہو جائے، اور نہ ہی کبھی مسلمان کے تختوں میں فی سبیل اللہ غبار پڑنے والا اور جہنم کا دھواں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔“

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ، عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنٌ كَفَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ.)) •

”تین قسم کی آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: (ایک) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتی ہے، (دوسرے) وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑتی ہے، اور (تیسرے) اور وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء (کو دیکھنے سے) رُک جاتی ہے۔“

☆..... نظر جھکا کر رکھنے والے کے لیے جنت کی ضمانت

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمْ الْجَنَّةَ، أَصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا أَوْثَمْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ وَغُضُؤَ أَبْصَارِكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ.)) •

”تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دیتا ہوں۔“ (۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرو، (۴) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) نگاہیں نیچی رکھو، (۶) اور اپنے ہاتھوں کو (ظلم سے) روکو۔“

☆..... نگاہ نیچی رکھنا عرش الہی کا سایہ ملنے کا باعث ہے

محشر میں جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا سایہ نہیں ہوگا، اس دن اللہ تعالیٰ سات

قسم کے لوگوں کو اپنے عرشِ عظیم تلے سایہ عطا فرمائیں گے، جن میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جسے کسی حسین اور مالدار عورت نے گناہ کی طرف بلایا، لیکن اس نے کہا: ((إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ)) میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔^۵

☆..... نظر جھکانا قبولیت دعا کا باعث ہے

رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ دور میں گزرے ہوئے تین مسلمان افراد کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”وہ کہیں جنگل میں جا رہے تھے کہ بارش نے آیا، وہ ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے، غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر آگرا اور اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل سوچو جو تم نے محض اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو، چنانچہ ایک نے کہا: یا اللہ! میرے والدین بوڑھے تھے، میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، شام کو گھر لوٹا، دودھ دوھتا تو پہلے والدین کو پلاتا اور پھر اپنے بچوں کو، ایک رات میرے آنے تک وہ سوچکے تھے، میں نے انہیں بیدار کرنا پسند نہ کیا، اور سرہانے کھڑا ہو گیا، اور ان کو دودھ پلانے سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا، حالانکہ بچے پینے کے لیے ضد کرتے رہے، حتیٰ کہ صبح ہو گئی، یا اللہ! تو جانتا ہے اگر یہ کام محض تیری رضا کے لیے میں نے کیا تھا تو اس پتھر کو ہٹا دے تاکہ ہم آسمان دیکھ سکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پتھر کا ایک حصہ ہٹا دیا، لیکن ابھی وہ نکل نہیں سکتے تھے۔

دوسرے نے کہا: یا اللہ! میری ایک چچا زاد تھی، مجھے اس سے اتنی محبت تھی جتنی کوئی بھی مرد کسی عورت سے کر سکتا ہے، میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا، اس نے اس وقت تک کے لیے انکار کر دیا جب کہ سودینار نہ دوں، میں نے سودینار جمع کر لیے اور اس کے پاس پہنچا، جب میں اس سے اپنی خواہش پوری کرنے لگا، تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر

اور لگی ہوئی مہر نہ توڑ، پس میں واپس چلا آیا، اے اللہ! اگر یہ کام میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو تو ہماری مشکل آسان کر دے، چنانچہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا، لیکن ابھی بھی وہ نکل نہیں سکتے تھے۔

تیسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا اور طے کیا کہ تمہیں فُزق (تقریباً سوا چھ کلو گرام) ۱۰ چاول دوں گا، کام ختم ہوا، اس نے مزدوری مانگی، میں نے اسے دے دی، وہ مزدوری کم سمجھ کر لیے بغیر چلا گیا۔ میں ان چاولوں سے کاشتکاری کرتا رہا، اور اس کی آمدنی سے ایک گائے خریدی اور ایک چرواہا رکھ لیا۔ مدتوں بعد وہ شخص آیا، اور کہنے لگا: اللہ سے ڈر، اور ظلم نہ کر اور میری مزدوری ادا کر دے۔ میں نے کہا: یہ گائیں اور چرواہے سب تیرا مال ہے، لے جا۔ اس نے کہا ”مذاق نہ کر“ میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا بلکہ یہ سب تیرا مال ہے، چنانچہ وہ شخص لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! اگر میں نے محض تیری رضا کے لیے یہ کیا تھا تو راستہ کھول دے، اللہ نے پتھر ہٹا دیا اور وہ وہاں سے نکل آئے۔ ۱۱

☆..... مزید فوائد ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

حافظ ابنِ القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الجواب الکافی“ میں نگاہِ نچی رکھنے کے دس فوائد بیان کیے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت ہے، زہر آلود تیر کا اثر دل تک نہیں پہنچتا، اللہ تعالیٰ سے اُنس و محبت بڑھتی ہے، دل کو قوت و فرحت حاصل ہوتی ہے، دل کو نور حاصل ہوتا ہے، مومن کی عقل و فراست بڑھتی ہے، دل کو ثبات و شجاعت حاصل ہوتی ہے، دل تک شیطان کے پہنچنے کا راستہ بند ہو جاتا ہے، دل مطمئن ہو کر مفید اور کارآمد باتیں سوچتا ہے۔ نظر اور دل کا بڑا قریبی تعلق ہے، اور دونوں کے درمیان کا راستہ: بہت ہی مختصر ہے، دل کی اچھائی یا خرابی کا دار و مدار نظر کی اچھائی یا خرابی پر ہے، جب نظر خراب ہوتی ہے تو دل

۱ دیکھئے: اسلامی اوزان، ص: ۶۲، از فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ۔

۲ صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، باب حدیث الغار، رقم: ۳۴۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب الرقاق، اب قصۃ أصحاب الغار الثلاثة والتوکل بصلح الأعمال، رقم: ۲۷۴۳۔

خواب ہو جاتا ہے، اس میں نجاتیں اور گندگیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ کی معرفت و محبت کے لیے اس میں گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

۷۔ نظر کی حفاظت کے لیے مسنون وظیفہ:

سیدنا شہل بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسے کلمات دعا سکھائیے جن کے ذریعے میں اللہ کی پناہ حاصل کر سکوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، کہو:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِي.))^①

”اے اللہ! میں اپنی سماعت، اپنی بصارت، اپنی زبان، اپنے دل اور اپنی شرمگاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“



① صحیح ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب الاستعاذہ، ح: ۱۵۵۱۔ سنن نسائی، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذہ من شر السمع والبصر، ح: ۵۴۴۶۔ مسند احمد، رقم: ۱۵۵۴۱۔

گریہ زاری کرنا

آنسو دراصل وہ پانی ہے کہ بوجہ خوشی یا تکلیف دل کے نرم ہو جانے پر تو آنکھوں سے جاری ہو جاتا ہے، مسلمان کے آبدیدہ ہونے کے لیے کافی ہے، خواہ جنت کے حصول کی ترغیب ہو یا جہنم سے چھٹکارے کی ترہیب، خصوصاً خوف و خشیت الہی کے نمودار ہونے کے نتیجے میں آنکھوں سے سیل رواں ہونا ناگزیر ہے، بشرطیکہ قلب انسانی میں دھیماپن پایا جاتا ہو، اور دل کی نرمی کے اسباب مختلف ہیں، اسی بناء پر گریہ کی اقسام بھی مختلف ہوئیں، چنانچہ ابن قیم رحمہ اللہ نے آنسو بہانے اور رونے کی مختلف دس اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ گریہ زاری کی اقسام:

☆ رحم دلی اور تسلی و تشفی دینے کی وجہ سے رونا۔

☆ محبت اور شوق میں رونا۔

☆ خوشی اور مسرت سے رونا۔

☆ پریشانی اور بے تابی (نا قابل برداشت درد کی وجہ) سے رونا۔

☆ غم کی وجہ سے رونا۔

☆ پست ہمتی اور کمزوری کی وجہ سے رونا۔

☆ نفاق کا رونا (اس حالت میں آنکھوں میں آنسو اور دل میں سخت پائی جاتی ہے)

☆ معاوضہ لے کر رونا (اکثر مرگ والے گھروں میں بعض عورتیں معاوضہ لے کر فضا کو غمگین

بناتی ہیں۔)

☆ دوسرے کو دیکھ کر رونا (جب کوئی شخص دوسروں کو رونا دیکھتا ہے یا کسی وجہ سے لوگوں کو آہ و بکا کرتے دیکھتا ہے تو وہ خود بھی شور مچانا شروع کر دیتا ہے) ☆

☆ خشیتِ الہی سے رونا ①

۲۔ سب سے افضل اور قابلِ تعریف گریہ:

لیکن سب سے افضل اور قابلِ تعریف گریہ وہ ہے کہ جب انسان اللہ کے ڈر سے اور اس کی محبت میں، یا پھر رسول اللہ ﷺ کی محبت اور چاہت میں آنسو بہائے، کیونکہ یہ عین ایمان و اسلام ہے کہ آدمی اللہ سے ڈرتا رہے اور اس کی یاد میں اس سے ڈرتے ہوئے آنسو بہاتا رہے، اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کا جو کہ خشیتِ الہی سے روتے ہیں، ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

﴿وَيَخْرُونَ لِلْذِّقَانِ يَتَكُونُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا﴾

(الاسراء: ۱۰۹)

”اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں، اور قرآن اُن کے خشوع کو

اور بڑھا دیتا ہے۔“

اور اگر دل سخت ہو جائے تو وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اس میں اللہ کا ڈر نہیں

رہتا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (البقرہ: ۷۴)

”پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، بعض

پتھروں سے تو نہریں بہہ نکلتی ہیں، اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل

آتا ہے، اور بعض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔“

”اس چشم دید واقعہ کا تقاضا تھا کہ بنی اسرائیل کے دلوں میں نرمی پیدا ہوتی، اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاتے، لیکن ان کے دلوں کی سختی کی گواہی اللہ نے دے دی کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اور ان کے دل کی سختی کی مثال پتھر کی سختی سے اس لیے دی کہ پتھر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے، کیونکہ لوہا تو آگ میں پکھل جاتا ہے، پتھر نہیں پگھلتا۔ پھر اللہ نے بتایا کہ پتھر ان کے دلوں سے بہتر ہے، اس لیے کہ بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں، بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے چشمے جاری ہو جاتے ہیں، اور بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے لڑھکتے ہوئے نیچے آ جاتے ہیں!“ ۱

اور جب دل سخت ہو جاتا ہے تو پھر اس قرآن جیسی عظیم کتاب (جسے اگر کسی پہاڑ پر اتار دیا جاتا تو آپ اسے اللہ کے حضور جھکا ہوا، اور اس کے خوف سے پھٹا ہوا پاتے) سے بھی استہزاء کرنے لگ جاتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۚ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۚ﴾

(النجم: ۵۹، ۶۰)

”کیا تم اس قرآن سے تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو، روتے نہیں۔“

کفار دلوں کی سختی کی وجہ سے قرآن سن کر ہنستے اور استہزاء کرتے ہیں، اور اس کے برعکس مومنین اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر دلوں کی نرمی کی وجہ سے اللہ کی آیات سن کر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَآءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُثْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَةُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا
فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ
فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿مريم: ۵۸ تا ۶۰﴾

”یہ وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا تھا، وہ آدم کی اولاد سے اور ان لوگوں سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، اور ابراہیم علیہ السلام اور اسرائیل کی اولاد سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں ہم نے ہدایت عطا کی تھی اور برگزیدہ کیا تھا۔ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سنائی جاتیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔ پھر ان کے بعد ان کی نالائق اولاد ان کی جانشین بنی، جنہوں نے صلوٰۃ کو ضائع کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ وہ عنقریب گمراہی کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔ البتہ جس نے توبہ کر لی، ایمان لائے اور اچھے عمل کیے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ بھر حق تلفی نہ ہوگی۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا بھی طریقہ تھا کہ قرآن کو سن کر غور فرماتے، اور اللہ کے خوف سے رو پڑتے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں؟ جب کہ قرآن حکیم آپ پر اُتر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے علاوہ دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں، چنانچہ میں نے آپ کے سامنے سورۃ نساء پڑھی، یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ

شَهِيدًا﴾ (النساء: ۴۱)

”پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے، اور

آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس اب کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ

آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔^۱

۳۔ کم ہنسنا، زیادہ رونا:

زیادہ ہنسنے سے انسانی دل مردہ ہو جاتا ہے، اسی لیے کثرتِ ضحک کو بنظرِ کراہت دیکھا گیا۔

ہے، رسول اللہ ﷺ قہقہہ مار کر نہیں ہنستے تھے، بلکہ مسکرایا کرتے تھے، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

بیان فرماتی ہیں:

((مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ

ضَاحِكًا حَتَّى تُرَى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ .))^۲

”کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے

نہیں دیکھا کہ آپ کے گلے کے کوئے نظر آنے لگیں، آپ صرف مسکرایا

کرتے تھے۔“

چونکہ زیادہ ہنسنا غفلت کی دلیل ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

﴿ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ۗ ﴾ (التوبہ: ۸۲)

”پس چاہیے کہ وہ (لوگ) ہنسیں تھوڑا، روئیں زیادہ۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النساء، باب فکیف اذا جئنا، رقم: ۴۰۸۲۔ صحیح

مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل استماع القرآن، رقم: ۸۰۰۔

② صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب التيسم والضحك، رقم: ۶۰۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب

الفضائل، باب تبسمه صلى الله عليه وسلم، رقم: ۸۹۹۔

﴿وَتَضَحَّكُونَ وَلَا تَبْكُونَ﴾ (النجم: ۶۰)

”اور تم ہنستے ہو، اور روتے نہیں ہو۔“

افسادہ:..... علاوہ ازیں کھلکھلا کر اور ٹھنٹھے مار کر ہنسنے سے انسان کا وقار اور اس کا دبدبہ ختم ہو جاتا ہے، اس لیے باوقار، سنجیدہ اور اصحابِ شرف و فضل اس طرح ہنسنے سے گریز کرتے ہیں، گوان کے لبوں پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی ہے۔ مطلب یہ کہ ہنسنے میں بھی دائرہ ادب سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمَ لَضَحَكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) ❶

”اگر تم وہ باتیں جان لو جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسو تھوڑا، اور روؤ

زیادہ۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ، إِنَّ السَّمَاءَ

أَطْلَتْ، وَحَقُّ لَهَا أَنْ تَبْطَأَ، مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا

وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ وَاللَّهُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ

لَضَحَكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى

الْفَرْشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعْدَاتِ تَجَارُونَ إِلَى اللَّهِ،

وَاللَّهُ لَوِ دِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ)) ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا“ رقم: ۶۴۸۵۔

❷ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۱۲، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحزن والبكاء، رقم: ۴۱۹۰۔ علامہ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ سوائے آخری جملہ ”کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا“ کے۔ کیونکہ یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

﴿إِذَا الْغُلُّ فِيْ أَغْنَاهُمْ وَالسَّلْسِلُ يُسْحَبُونَ ۚ فِي الْحَيْمِمْ ثُمَّ فِي

النَّارِ يُسْجَرُونَ ۚ﴾ (غافر: ۷۱-۷۲)

”جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی جس سے پلڑ کر وہ کھولتے پانی کی طرف گھسیٹے جائیں گے، اور پھر جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔“

تو بار بار اسی آیت کو پڑھتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ ❶

☆ سلف صالحین میں سے کسی کے متعلق علامہ ابن الخراط رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الصلاة والنہجد“ کے (ص: ۲۷۷) پر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ رات کی نماز پڑھ رہے تھے کہ قراءت کرتے ہوئے سورۃ آل عمران کی (اس) آیت پر پہنچے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ﴾

(آل عمران: ۱۳۳)

”جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف، اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔“

تو بار بار اسے پڑھتے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی، انہیں پوچھا گیا کہ جس آیت میں جنت کی چوڑائی کا ذکر ہو وہ تو نہیں رُلّاتی، تو انہوں نے جواب دیا اس کی چوڑائی مجھے کیا نفع دے گی جب اس میں میرے لیے ایک قدم برابر جگہ نہ ہو۔ (لہذا میں رو پڑا ہوں۔)



دوسرا سبب:

نہیحت و موعظت پر کان دھرنا

۱۔ نہیحت کا معنی:

نہیحت کا معنی خیر خواہی، کسی کے ساتھ ہمدردی کرنا، ایسی بات بتانا جس میں اس کا مفاد ہو۔ (القاموس الوحید ص: ۱۶۵۵)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالنَّصِيحَةُ مِنَ نُّصَحَةِ الْعَسَلِ إِذَا صَفَيْتَهُ مِنَ الشَّمْعِ ، أَوْ مِنَ النَّصْحِ وَهُوَ الْخِيَاطَةُ بِالنُّصْحَةِ .))

”یعنی لفظ نہیحت ”نُصْحَةُ الْعَسَلِ“ سے ماخوذ ہے، جب شہد موم سے الگ کر لیا گیا ہو، یا نہیحت سوئی سے سینے کے معنی میں ہے جس سے کپڑے کے مختلف ٹکڑے جوڑ جوڑ کر ایک کر دیئے جاتے ہیں۔“

اسی طرح نہیحت بمعنی خیر خواہی سے مسلمانوں کا باہمی اتحاد مطلوب ہے اور انہیں راہ مستقیم پر لانا مقصود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((الَّذِينَ النَّصِيحَةُ، لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ، وَلَإِئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَتِهِمْ))^۱

”دین سچے دل سے اللہ کی فرمانبرداری، اور اس کے رسول، اور مسلمان حاکموں، اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کا نام ہے۔“

① صحیح بخاری / کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحة مسلم کتاب الإیمان، باب بیان أن الدین النصیحة حدیث رقم: ۱۹۶

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (التوبة: ۹۱)

”جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی میں رہیں۔“

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی یہ ہے کہ انسان ان کی تعظیم کرے۔ زندگی بھر ان کی فرمانبرداری سے منہ نہ موڑے، اللہ کی کتاب کی اشاعت کرے، حدیث نبوی ﷺ کو پھیلانے، اس کی اشاعت کرے، اور اللہ و رسول ﷺ کے خلاف کسی پیر، مرشد، مجتہد، امام اور مولوی کی بات ہرگز نہ مانے۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار مت دیکھ کسی کا قول و کردار جب اصل ہے تو نقل کیا ہے یاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيفٌ مِّنْهُمْ فَسِقُونَ﴾ (الحديد: ۱۶)

”کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا ہے کہ اُن کے دل اللہ کی یاد سے، اور جو حق (یعنی قرآن) نازل ہوا ہے اسے سن کر نرم ہو جائیں، اور ان لوگوں کی مانند ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی، پھر اُن پر ایک لمبی مدت گزر گئی، اس لیے اُن کے دل سخت ہو گئے۔ (آج) اُن میں سے اکثر فاسق ہیں۔“

علامہ شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ یہ آیت مومنین کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ انتہی ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”قرآن نازل ہوتے ہی تیرہ سال کا عرصہ نہ ہوا تھا جو مسلمانوں کے دلوں کو اس طرف نہ جھکنے کی شکایت کی گئی۔“

اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”چار سال ہی گزرے تھے کہ ہمیں یہ حکم جاری ہوا۔“^۱
گویا آیت کے نازل کرنے کا مقصد ایمان والوں کو یہ رغبت دلانی ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے، یا اللہ تعالیٰ کا ذکر آئے تو صداقتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اُن کے دلوں میں رقت و خشوع پیدا ہو۔

حسن بھری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام، اللہ کی نگاہ میں محبوب ترین لوگ تھے، اور وہ اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے تھے، اور ان کے دلوں پر قرآن سن کر بہت زیادہ رقت و خشوع طاری ہو جاتا تھا، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں خشوعِ قلب کے متعلق حکم دیا، تو پھر دیگر مسلمانوں کو زیادہ ڈرتے رہنا چاہیے اور قرآن سن کر خشوعِ قلب کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

آیت کے دوسرے حصے ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ میں مومنوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جانے سے منع کیا گیا ہے، جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی طرح تورات و انجیل نازل فرمایا، لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ ان کتابوں سے ان کا رشتہ کمزور ہوتا گیا، اور وہ انبیاء کی تعلیمات کو فراموش کرتے گئے، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے دلوں سے خشیتِ الہی جاتی رہی، اُن میں سختی پیدا ہو گئی، اور انہوں نے تورات و انجیل کو بدل ڈالا، اور ان کے احکام پر عمل کرنا ترک کر دیا۔

حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ رقمطراز ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مومنوں کو یہود و نصاریٰ کے مانند ہو جانے سے منع فرمایا گیا ہے، جنہوں نے مرورِ زمانہ کے ساتھ معمولی دنیاوی فائدوں کے لیے اللہ کی کتاب کو بدل دیا، اسے پس پشت ڈال دیا۔ انسانوں کے خود ساختہ اقوال کو دین، اور علماء و احبار کو معبود بنالیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے دل سخت ہو گئے، اور اللہ کے کلام کو بدل دینا ان کی عادت بن گئی، اس لیے اللہ نے مسلمانوں کو کسی بھی معاملے میں ان کی مشابہت سے

روکا ہے۔ ۱۰

اللہ تعالیٰ نے یہود کی اسی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿فَمَا تَقْضِيهِمْ مِنْ شَأْنِهِمْ لَعْنُهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ﴾ (المائدہ: ۱۳)

”پھر ہم نے ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ان پر لعنت بھیج دی، اور ان کے دل سخت کر دیے (جس کے نتیجے میں) وہ اللہ کے کلام میں تحریف پیدا کرنے لگے، اور انہیں جو نصیحت کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے۔“

۲۔ نصیحت کرنا رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ تھا:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ كُذِّبَ إِنْ نَفَعْتِ الذِّكْرَىٰ ۚ﴾ (الأعلى: ۹)

”پس آپ نصیحت فرمائیں اگر نصیحت نفع بخش ہو۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَذِكْرٌ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ (الذريات: ۵۵)

”اور آپ نصیحت فرمائیں، کیونکہ آپ کا نصیحت کرنا مومنوں کے لیے فائدہ

مند ہوگا۔“

”لطائف المعارف“ میں ہے کہ نصیحت یا سرزنش بالکل ایک کوڑے کی طرح ہے جیسے کوڑا جسم پر اثر کرتا ہے اسی طرح سرزنش یا نصیحت دل پر ٹھوکر لگاتی ہے اور اثر انداز ہوتی ہے۔ جب لوگوں کو نصیحت کرنا چھوڑ دیا جائے تو اس کا اثر بھی رُک جاتا ہے۔ البتہ درد کے احساس کا تعلق چوٹ کی شدت سے ہے، لہذا جب کسی کو زور سے چوٹ لگتی ہے تو اس کا اثر بھی زیادہ عرصہ تک رہتا ہے۔

۳۔ سلف صالحین کا نصیحت و موعظت سن کر آنسو بہانا؟

سیدنا عریض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجَلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ.))

”اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بڑی پُر اثر وعظ و نصیحت فرمائی جسے سن کر ہمارے دل کانپ اٹھے، اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔“

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے قبر کے استحان کا ذکر کیا جہاں انسان جانچا جاتا ہے، جب رسول مکرم ﷺ اس کا ذکر کر رہے تھے تو مسلمانوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

۴۔ نصیحت کب نفع دیتی ہے؟

☆ جب نصیحت درحقیقت نفع بخش ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

((قَدْ كُذِّرَ إِنْ نَفَعْتَ الَّذِي كُذِيَ)) (الأعلى: ۹)

”پس آپ نصیحت فرمائیں اگر نصیحت نفع بخش ہو۔“

☆ جب نصیحت دل سے کی جائے، اسلاف میں سے بعض کا قول ہے ”نصیحت یا سرزنش اس وقت مؤثر ہوتی ہے جب یہ دل سے کی جائے، اور جس نصیحت کی بنیاد صرف قول ہو تو ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جاتی ہے۔“

☆ نصیحت کرنے والے کا خود بھی اس نصیحت پر عمل ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ)) (الصف: ۲، ۳)

”اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو۔ یہ بات اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔“

☆ جسے نصیحت کی جارہی ہے وہ مومن ہو اور خشیتِ الہی اس کے دل میں ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سَيَذَرُكَ مَنْ يُخْشَى ۝﴾ (الأعلى: ۱۰)

”جو آدمی اللہ سے ڈرے گا وہ نصیحت قبول کرے گا۔“

☆ اس آدمی کو نصیحت نفع دیتی ہے جو عقل سے بہرہ ور ہو جس سے کام لے کر تائبِ الٰہی اللہ ہوگا، اور چونکہ دل و دماغ کے ساتھ سوچنے والا ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝﴾

(ق: ۳۷)

”یقیناً اس میں اس آدمی کے لیے عبرت و نصیحت ہے جس کے پاس دل ہے، یا کان لگا کر سننے در آنحالیکہ اس کا دماغ حاضر ہو۔“

☆ جب نصیحت موقع محل کے مطابق کی جائے، اور جسے نصیحت کی جارہی ہے وہ نصیحت کا طالب ہو تو بھی نصیحت نفع بخش بن جاتی ہے۔ سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور آپ سے کہنے لگے: یا رسول اللہ! آپ مجھے کچھ رشد و ہدایت کی بات بتلائیے، اور آپ کے پاس (اس وقت) سردارانِ مشرکین مکہ بیٹھے تھے، اس لیے آپ ان سے منہ پھیرنے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ ”عَبَسَ“ نازل فرمائی:

﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى ۝ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى ۝ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهٗ يَوَدَّى ۝ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى ۝ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى ۝ فَأَن ت لَهُ تَصَدَّى ۝ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى ۝ وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَى ۝ وَهُوَ يَخْشَى ۝ فَأَن ت عَنْهُ تَلَهَّى ۝ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ ذَكَّرْهُ ۝﴾ (عبس: ۱-۱۲)

((وَلَا تَضْحَكْ مِنْ غَيْرِ عَجَبٍ ، وَالزَّمْ بَيْتَكَ ، وَأَبْكِ عَلَى

خَطِيئَتِكَ .)) •

”صرف خوش کن معاملہ پر ہنسو، اپنے گھر کو لازم پکڑو، اور اپنی خطاؤں پر (خشیت

الہی سے) ندامت کے آنسو بہاؤ۔“

اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے حواریوں کو یہی فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ ، وَوَسَعَهُ بَيْتُهُ ، وَيَكِي مِنْ ذِكْرِ

خَطِيئَتِهِ .)) •

”اس شخص کے لیے طوبیٰ ہے جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اور اس کا گھر اس

کو وسیع لگا اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہائے۔“

سلف صالحین کا اپنی لغزشوں پر آنسو بہانا:

عطاء الازرق رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے کہ ایک رات وہ نماز پڑھنے کے لیے کسی ویران

جگہ چلے گئے، ایک چوران کے درپے ہو گیا، چنانچہ عطاء اللہ، مجیب الدعوات سے دعائیں

کرنے لگے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محفوظ رکھ لے، اس دعا کی وجہ سے اس چور کے ہاتھ

پاؤں خشک لکڑی کی طرح ہو گئے، اور اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ اور بار بار کہہ

رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں کبھی دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا! جب عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بے بسی

دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ آزاد ہو گیا، اور پھر عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے ہولیا، اور کہنے

لگا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کون ہو؟ اس کے استفسار پر عطاء

رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جو رات کے وقت نماز پڑھنے کے لیے ویران ویران

① کتاب الزہد للإمام احمد، ص: ۹۳، حلیۃ الأولیاء: ۱۴۴/۸، بسند صحیح.

② الزہد للإمام احمد، ص: ۸۵، رقم: ۳۰۳، کتاب الزہد لابن المبارک، رقم: ۱۱۳، کتاب الزہد

للإمام وکیع: ۲۵۹/۱، رقم: ۳۱، روضة العقلاء لابن حبان، رقم: ۵۳، معجم صغیر طبرانی:

۷۸/۱، معجم اوسط: ۱۳۱/۱، مسند الشامیین، رقم: ۱۰۲، وسندہ صحیح.

جگہوں پر چلا جاتا ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں! وہ عطاءِ السلی ہے، پس وہ چور ویران جگہ کی طرف عطاءِ السلی کے پاس گیا، اور عرض کیا! کہ میں اپنے فلاں فلاں جرم سے تائب ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں، پس میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے معاف کر دے، اس پر عطاءِ السلی برائشہ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے، اور رور و کر کہنے لگے: تمہارا بھلا ہو، میں وہ عطاءِ الازرق نہیں ہوں۔ ①



چوتھا سبب:

انابتِ الہی

۱۔ انابت اور توبہ کا معنی:

انابت اور توبہ کا معنی یہ ہے کہ آدمی اللہ کے خوف سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرے۔

۲۔ توبہ کا حکم:

توبہ کے وجوب پر کتاب و سنت کے بکثرت دلائل اور امت کا اجماع موجود ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((قَالَ الْعُلَمَاءُ: التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ)) •
”علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہو جاتی ہے۔“

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

(النور: ۳۱)

اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو! شاید تم کامیاب ہو جاؤ۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ﴾ (ہود: ۳)

”اپنے رب سے استغفار کرو، اور اس کی طرف رجوع کرو۔“

۳۔ سببِ توبہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَيْرِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (سورة الحشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔“

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ محاسبہ نفس کے باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے اس میں نصیحت کی ہے کہ وہ ظاہر و پوشیدہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں، فرائض و واجبات کی ادائیگی کا اہتمام کریں، اور محرمات و ممنوعات سے بچتے رہیں، اور ہر وقت اپنی آخرت کو سدھارنے کی کوشش میں رہیں، اور ہر دم یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، اور انہیں ریکارڈ میں لا رہا ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے مخفی نہیں ہے۔ اور یہی چیز توبہ کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔

۴۔ توبہ کی شروط:

اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، کسی آدمی کے حق سے متعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ (کی قبولیت کے لیے) تین شرطیں ہیں۔ اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو توبہ صحیح نہیں۔

☆ یہ کہ فوراً اس گناہ کو چھوڑ دے۔ (جس سے توبہ کر رہا ہے)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّوْءَ بِمَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ (النساء: ۱۷)

”اللہ کے نزدیک صرف ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو نادانی میں گناہ کر بیٹھتے

ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔“

☆ یہ کہ اپنے اس فعل (گناہ) پر نادم ہو۔

محسن انسانیت ﷺ کی حدیث ہے:

((اَلَّذُمْ تَوْبَةً)) ۱

”گناہ پر شرمندگی ہی توبہ ہے۔“ بقول شاعر:

میری آنکھوں سے بہہ نکلے تھے جو آنسو ندامت میں

وہی بخشش کے موتی بن گئے دریائے رحمت میں

☆ یہ کہ وہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ

فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُعِزُّوا

عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

”اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ

کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ

کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں

کرتے۔“

اور اگر اس گناہ کا تعلق کسی آدمی سے ہے تو اس کے لیے چار شرطیں ہیں: تین یہی

(مذکورہ) اور چوتھی شرط یہ ہے۔

☆ کہ وہ صاحبِ حق کا حق ادا کرے۔ اگر کسی کا مال یا اس قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے

① صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، رقم: ۴۲۵۲، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی

لی ہو تو اسے واپس کرے، کسی پر تہمت وغیرہ لگائی ہو تو اس کی حد اپنے نفس پر لگوائے یا اس سے معافی طلب کر کے اس کو راضی کرے۔ اگر کسی کی غیبت کی ہے تو اس کو اس سے معاف کر دائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عَرَضِهِ أَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدَرٍ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ.))^۱

”اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو ابے آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔“

اور اگر کوئی ظالم مظلوم سے اپنے مظالم معاف نہ کرائے تو پھر موت کے بعد اس سے پورا پورا بدلہ دلایا جائے گا۔

۵۔ توبہ کی فضیلت:

نبی التوبہ، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ اَضَلَّهُ فِي اَرْضٍ فَلَاةٍ.))^۲

① صحیح بخاری، کتاب المظالم والغضب، رقم: ۲۴۴۹۔

② صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، ح ۶۳۰۹، صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب الحضر علی التوبۃ، ح: ۲۷۴۷۔

”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی جنگل بیابان میں اپنا اونٹ گم کر کے پھر پالیا ہو۔“

مزید فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)) •

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھا لیتا، اور تمہارے بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا، وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کر دیتا۔“

اور فرمایا:

”چھوٹے گناہوں سے بچو، حقیقت میں چھوٹے گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قافلہ کسی وادی میں اترے پھر ان میں سے ایک شخص ایک لکڑی لائے، پھر ایک اور شخص لکڑی لائے، پھر ایک اور شخص لکڑی لائے، اور پھر باری باری تمام لوگ اتنی لکڑیاں اکٹھی کر لیں کہ آگ جلا کر اپنی روٹی پکا سکیں۔ چھوٹے گناہوں کا بھی بالکل یہی حال ہے۔ کیوں کہ چھوٹے گناہ مل کر تمہاری تباہی کا سامان بن جاتے ہیں (جس طرح لکڑیاں مل کر آگ جلانے کے قابل ہو گئیں)۔“ •

اور ایک مقام پر فرمایا:

((لَوْ أَنَّ لِبْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)) •

① صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبہ، ح: ۶۹۶۵

② مسند أحمد: ۳۳۱/۵، معجم کبیر للطبرانی، رقم: ۱۰۵۰۰، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۶۸۶

③ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یفتی من فتنۃ المال، ح: ۶۴۳۶، صحیح مسلم، کتاب

الزکوٰۃ، باب لو ان لابن آدم وادیین لابتغی ثالثاً، ح: ۱۰۴۹

”اگر ابن آدم کے پاس ایک وادی سونے کی ہو تو وہ اس پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں، اس کا منہ تو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی، اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (یعنی توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے)

۶۔ بے مثال توبہ کے چند واقعات:

لہذا جو بھی آدمی اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے، اللہ اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ”الْغَفَّارُ“ بخشے والا ”التَّوَّابُ“ بہت توبہ قبول کرنے والا۔ ”الْعَفْوُ“ معاف کرنے والا ”الْغَفُورُ“ بار بار بخشے والا، بھی شامل ہے۔ پس ہر عاصی اور گنہگار کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، بخشش اور معافی سے بھرپور فائدہ اٹھالے۔ ذیل کی سطور میں ہم بطور سبق اور ترغیب کے ان لوگوں کا تذکرہ بھی کر دیتے ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

☆..... سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ

سیدنا ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، اس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے۔ پس اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا تو اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتلایا گیا، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس نے اس پادری کو بھی قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر لی، اس نے پھر پوچھا کہ مجھے سب سے بڑا عالم بتاؤ؟ اسے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی۔ اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے سو آدمی قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس عالم نے کہا: ہاں، کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو سکتا ہے؟ جاؤ! تم فلاں علاقے میں چلے جاؤ! بلاشبہ وہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان

کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ آنا یہ برائی کی زمین ہے۔ چنانچہ اس نے نیکوں کی اس بستی کی طرف سفر شروع کر دیا، ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا۔ کہ اسے موت آ گئی (اس کی روح کو لینے کے لیے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں ہی آ گئے اور ان کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: وہ تابع ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے وہ اللہ کی طرف آنے والا ہے۔ عذاب کے فرشتے بولے: اس نے کبھی بھلائی کا کام نہیں کیا (اس لیے وہ عذاب کا مستحق ہے، ان فرشتوں کے مابین یہ جھگڑا جاری تھا) کہ ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آیا، اسے انہوں نے اپنا حکم (فیصل) بنا لیا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں زمینوں کی درمیانی مسافت کو ناپو، یعنی جس علاقے سے وہ آیا تھا وہاں سے یہاں تک کا فاصلہ، اور یہاں سے نیکوں کے علاقے کا فاصلہ، دونوں کی پیمائش کرو ان دونوں میں سے وہ جس کے زیادہ قریب ہو، وہی اس کا حکم ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے پیمائش کی تو انہوں نے اس زمین کو زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ ارادہ کیے جا رہا تھا، پس اسے رحمت کے فرشتوں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اسے نیک بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا، پس اسے نیکوں میں شمار کیا گیا۔ ۵

☆..... غامد یہ خاتون کی توبہ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور وہ ارتکابِ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے (آ کر) کہا: یا رسول اللہ! مجھ سے حد والے گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد قائم فرما دیجئے! (ماحی) نبی ﷺ نے اس کے دلی (وارث، قریبی رشتے دار) کو بلایا اور فرمایا: اس کو اچھے طریقے سے پاس رکھ اور جب یہ بچہ جن لے تو اس کے بعد اس کو لے آنا، چنانچہ اس نے ایسا ہی

کیا۔ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے اس کی بابت حکم دیا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیئے گئے پھر آپ کے حکمران سے رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس بدکاری کرنے والی عورت پر آپ نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (عمر! تمہیں نہیں معلوم) اس عورت نے ایسی (خالص) توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کو کافی ہو جائے۔ کیا اس سے بھی افضل کوئی بات ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا کے لیے اس نے اپنی جان تک قربان کر دی؟ ۵

۷۔ مغفرت طلب کرنے کے لیے چند دعائیں:

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سکھایا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثنائیاں کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((وَاللّٰهُ اِنْسِيْ لَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً)) ۵

”اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔“

چنانچہ ہم ذیل کی سطور میں ان چند ادعیہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مغفرت طلب فرمایا کرتے تھے۔

☆ ﴿رَبِّ اغْفِرْ وَاَزْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيْمِيْنَ﴾ (المؤمنون: ۱۱۸)

”میرے رب! میری مغفرت فرما دے، اور مجھ پر رحم کر دے، اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔“

☆ سیدنا شاد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ) سید الاستغفار

① صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، حدیث رقم: ۴۴۳۳۔

② صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلۃ، رقم: ۶۳۰۷۔

ہے، لہذا تم دعا کیا کرو، اور جو شخص یہ کلمات پورے یقین کے ساتھ دن کو کہے اگر شام سے پہلے فوت ہو جائے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو کوئی رات کو یہ کلمات یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے وہ بھی جنت میں جائے گا (کلمات یہ ہیں):

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، وَاَنَا عَبْدُكَ ، وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ ، وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُ بِكَ ، مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ، فَاِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ .)) ❶

”اے میرے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، مقدور بھر تیرے وعدے اور عہد پر قائم ہوں، میں اپنے اعمال کے شر سے تیری حفاظت چاہتا ہوں، مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔“

☆ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز تہجد کے سجود میں یہ دعا پڑھتے سنا:

((رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ، رَبِّ اغْفِرْ لِیْ .)) ❷

”اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، اے میرے پروردگار! مجھے معاف فرما۔“

۸۔ گناہوں کو دھو دینے والے اعمال:

ذیل کی سطور میں ہم (ادعیہ کے علاوہ) ان اعمال کا ذکر بھی کیے دیتے ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے نص قائم کر دی ہو کہ یہ اعمال گناہوں کی بخشش کا باعث ہیں۔ تاکہ ہر کوئی مسلمان آدمی ان اعمال کے ذریعے اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کرا لے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب أفضل الاستغفار، ج: ۶۳۰۶ وباب ما یقول إذا أصبح، ج: ۶۳۲۳۔
❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقول الرجل فی رکوعه وسجوده، رقم: ۸۷۴ علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

☆..... نماز میں امام کے پیچھے آمین کہنا، اور آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مِنْ وَاقِفٍ تَأْمِينُهُ أَمِينُ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) ❶

”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی، اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

☆..... رکوع سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ پڑھنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا، اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مِنْ وَاقِفٍ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) ❷

”جب امام ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہے تو تم ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

☆..... کھانا کھانے کے بعد دعا کرنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کھانا کھانے کے بعد

یہ کلمات پڑھے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے (کلمات یہ ہیں)۔

((أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ.)) ❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الامام بالتأمين، ح: ۷۸۰.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، ح: ۷۹۶.

❸ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو (وما تاخر) ”اگلے گناہ“ کے الفاظ چھوڑ کر حسن کہا ہے۔ صحیح سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ۳۴۵۸، صحیح سنن أبو داؤد، ۵۵۵

”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے مجھے بغیر میری قوت اور طاقت کے کھانا کھلایا۔“

☆..... نماز کے بعد ذکر کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَيَسْعُونَ، وَقَالَ تَمَامَ الْجَمَاعَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) ❶

”جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) تینتیس ((۳۳) بار ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) اور تینتیس ((۳۳) بار ((اللَّهُ أَكْبَرُ)) کہا تو یہ ننانوے (۹۹) کلمات ہو گئے، اور سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرنے کے لیے کہا ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، ساری کی ساری بادشاہت اسی کی ہے، اور اس کی تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“

☆..... ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) •

”جس نے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

☆..... اچھی طرح وضو کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، أَوِ الْمُؤْمِنُ، فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ، مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، أَوْ نَحْوِ هَذَا، وَإِذَا عَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ)) •

”جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے، اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے تھے، اور جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے ہاتھوں کے ساتھ کیے تھے، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔“

☆..... نماز پنجگانہ، جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصَّلَاةُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، ح: ۶۴۰۵۔

② صحیح سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی فضل الوضوء، ح: ۲، مؤطا (۷۵) مسند

احمد: ۳۰۳/۲۔ سنن دارمی، ح: ۷۲۴۔

مُكْفَرَاتٍ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) ❶

”پانچ نمازیں، اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا، اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے روزے رکھنا ان کے درمیان والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں۔ انسان جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔“

☆..... اذان دینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤَذِّنَ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ .)) ❷

”یقیناً مؤذن کے گناہ اس کی آواز کی مقدار معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

☆..... اذان سننے کے بعد ذکر کرنا

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص

اذان سننے کے بعد یہ کلمات پڑھے اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ - رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا .)) ❸

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندے، اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب الطہارۃ، ج: ۵۵۲.

❷ مسند احمد: ۲/۲۶۶، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۹۲۹.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۸۵۱.

☆..... اچھی مجالس میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے حاضر ہونا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللَّهَ لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ ، أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ ، قَدْ بَدَلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ .)) •

”جو بھی قوم اللہ کی رضا کے حصول کے لیے مجلس قائم کرتی ہے تو اسے آسمان سے منادی کرنے والا ندا دیتا ہے: تم اس مجلس سے اس حالت میں اٹھو گے کہ تمہارے گناہ معاف ہوں گے، اور تمہاری سیاہ کاریاں نیکیوں میں بدلی ہوئی ہوں گی۔“



پانچواں سبب:

کثرتِ نوافل

۱۔ نفل کے معنی و مفہوم:

”نفل“ کا معنی زائد ہے۔ کہا جاتا ہے ((تَنْفَلُ الْمُصَلِّيُّ)) نوافل (فرائض سے زائد نمازیں) پڑھنا، یہ بھی کہا جاتا ہے ((هُوَ يُصَلِّيُ النَّافِلَةَ)) وہ فرض کے علاوہ نفل نماز پڑھتا ہے۔

اور شرعی طور پر نفل فرض اور واجب کے علاوہ اس عمل کو کہتے ہیں۔ جو مسلمان پر فرض نہ ہو، اور وہ اسے اپنی مرضی و خوشی سے سرانجام دے۔ ﴿فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ﴾ (البقرة: ۱۸۴)

”اور جو کوئی اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرنا چاہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے۔“

۲۔ نوافل کی فضیلت:

☆..... نفلی عبادت بندے کی طرف اللہ کی محبت پہنچ لاتی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے، اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں

اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں، اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کی وجہ سے تکلیف جسمانی کو پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔ ۵

فائدہ:..... اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ عین اللہ ہو جاتا ہے جیسے معاذ اللہ اتحادیہ اور حلولیہ کہتے ہیں، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں غرق ہو جاتا ہے، اور مرتبہ محبوبیت پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے حواس ظاہری و باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ وہ ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے۔ خلاف شریعت اس سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔“

☆..... کثرت سے نوافل ادا کرنا نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے:

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزارا کرتا تھا، اور رات کو آپ ﷺ کے لیے وضو اور استنجا کرنے کے لیے پانی رکھا کرتا کہ (ایک رات) مجھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”سَلِّ“ مجھ سے سوال کر لو، پس میں نے عرض کیا:

میں جنت میں بھی آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور خواہش ہو تو بتا دو؟ (فرماتے ہیں) میں نے پھر کہا: میری یہی خواہش ہے (کہ جنت میں بھی آپ کے ساتھ رہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَأَعِنيْ عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) •

”پس زیادہ سے زیادہ نفل و نوافل ادا کر کے میری مدد کرو۔“

کسی نے خوب کہا ہے

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی

اسی کو آج ترستے ہیں ممبر و محراب

☆..... نوافل فرائض کو مکمل کرتے اور ان کے نقص کو پورا کرتے ہیں:

سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”روزِ قیامت بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی

نماز ہے، اگر اس نے اسے مکمل کیا ہوگا تو وہ اس کے لیے مکمل لکھ دی جائے گی،

اور اگر اس نے اسے مکمل نہیں کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا، ذرا دیکھو،

میرے بندے نے کوئی نفل نماز بھی پڑھی تھی یا نہیں؟ (اگر نفل نماز پڑھی تھی تو)

اس کے ذریعے اس کی فرض نمازوں کو مکمل کر دو، پھر زکاۃ کا اور اس کے بعد باقی

تمام اعمال کا حساب بھی اسی طرح لیا جائے گا۔“ •

☆..... نماز نفل کے ذریعے درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہ مٹا دیے جاتے ہیں:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان سے محبوب رب العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، ح: ۱۰۹۴.

② سنن ابو داؤد / رقم: ۸۶۴، سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوۃ والسنة فیہا، رقم: ۱۴۲۵، اس کو

البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے، مزید دیکھیں: مسند أحمد: ۲/ ۲۹۰۔ احمد شاہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إسناده صحیح.

رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ. ❶

”آپ زیادہ سے زیادہ سجدے کیا کرو، کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک سجدہ کرو گے تو وہ اس کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹا دے گا۔“

☆..... نماز نفل گھر میں باعثِ برکت ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول رب العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوا قُبُورًا.)) ❷

”اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو، اور انھیں بالکل مقبرہ نہ بنالو۔“

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وإنما حث على النافلة في البيت لكونه أخفى وأبعد من

الرياء، وأصون من المحيطات، وليتبرك البيت بذلك، وتنزل فيه

الرحمة والملائكة، وينفر منه الشيطان.)) ❸

”نبی کریم ﷺ نے گھر میں نماز نفل ادا کرنے کی ترغیب اس لیے دی تاکہ

انسان ریاکاری سے محفوظ رہ سکے، اور اس کی نماز اعمال ضائع کرنے والے امور

سے زیادہ محفوظ رہتی ہے، اور تاکہ گھر میں برکت آئے، اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل

ہو، اور فرشتے آئیں اور شیطان بھاگ جائے۔“

☆..... نفل نماز سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو (اتنا لبا) قیام فرماتے کہ

آپ کے پاؤں مبارک (بوجہ ورم) پھٹنے لگتے۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (میں نے عرض

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، رقم الحدیث: ۴۸۸۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۳۲، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۷۷۔

❸ شرح مسلم، ص: ۶۴۶، طبع دار ابن حزم۔

کیا) اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ (غفور، رحیم) نے تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا)) ❶

”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

۴۔ چند نقلی عبادات کا بیان:

ذیل کی سطور میں اب ہم چند نوافل عبادات کا ذکر کرتے ہیں تاکہ کوئی بھی مسلمان ان کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر لے اور محبوبیت کے درجہ پر فائز ہو جائے۔

☆..... فرائض کے ساتھ مؤکدہ سنتیں، اور وہ بارہ رکعات ہیں:

جیسا کہ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي

الْجَنَّةِ)) ❷

”جو شخص دن اور رات میں بارہ (۱۲) رکعات پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت میں

ایک گھر بنادیا جاتا ہے۔“

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا تَرَكْتُهُنَّ مِنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ))

”میں نے جب سے ان بارہ رکعات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے یہ

حدیث سنی ہے، تب سے انھیں کبھی نہیں چھوڑا۔“

☆..... ان بارہ رکعات کی تفصیل:

”ظہر سے پہلے چار (۴) اور اس کے بعد دو (۲) مغرب کے بعد دو (۲) عشاء

❶ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، رقم: ۲۸۲۰، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۳۷۔

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، ح: ۷۲۸۔

کے بعد دو (۲) اور فجر سے پہلے دو (۲) رکعات۔“ ❶

☆..... نمازِ چاشت:..... رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامَةٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزَىٰ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَىٰ)) ❷

”تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے، پس ہر ایک بار (سُبْحَانَ اللَّهِ) کہنا صدقہ ہے، ہر بار (الْحَمْدُ لِلَّهِ) کہنا صدقہ ہے، ہر بار (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ (اللَّهُ أَكْبَرُ) کہنا صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، اور ان کے مقابلے میں چاشت کی وہ دو رکعتیں بھی کفایت کر جاتی ہیں جو کوئی انہیں ادا کرتا ہے۔“

☆..... وضو کے بعد دو رکعت پڑھنا:..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ.)) ❸

❶ صحیح سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۴۱۴، ۴۱۵.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی، ح: ۱۶۷۱.

❸ صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل الوضوء باللیل والنہار، ح: ۱۱۴۹. صحیح مسلم،

کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ، ح: ۶۳۲۴.

”اے بلال! مجھے تم اپنا وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں سب سے زیادہ اُمید والا کیا ہے، اس لیے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جو توں کی آواز سنی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے کوئی عمل اپنے نزدیک اس سے زیادہ اُمید والا نہیں کیا کہ میں نے رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی وضوء (یا غسل) کیا اس کے ساتھ، جتنی نماز میرے مقدر میں تھی، میں نے ضرور پڑھی۔“

☆..... قیام اللیل (نمازِ قہجد):..... اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدہ: ۱۶)

”(اہل ایمان) کے پہلو ان کے بستروں سے دور رہتے ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.)) •

”نبی ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک (درم سے) پھٹ جاتے، پس میں نے (ایک دن) آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اتنی مشقت برداشت کرتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی بخش دیے گئے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا میں (اللہ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى

رَبِّكُمْ وَمُكَفَّرَةٌ لِلْسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ .)) ❶

”تم قیام اللیل ضرور کیا کرو، کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت تھی، اور اس سے تمہیں تمہارے رب کا قرب حاصل ہوتا ہے، اور یہ گناہوں کو مٹانے والا، اور برائیوں سے بچانے والا (عمل) ہے۔“

☆..... شب قدر کا قیام:..... رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❷

”جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا (اللہ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

☆..... شعبان کے روزے:..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ . وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا .)) ❸

”کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ (نفل) روزے نہیں رکھتے تھے، بلاشبہ آپ شعبان کا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ ”آپ سوائے چند دنوں کے شعبان کے باقی روزے رکھتے تھے۔“

☆..... یوم عرفہ کا روزہ:..... سیدنا ابوقحادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

❶ اس کو البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے، صحیح سنن ترمذی، رقم: ۳۴۵۹، ارواہ الغلیل، رقم: ۴۵۲، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ مستدرک: ۱/ ۳۰۸.

❷ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ح: ۲۰۰۸. صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ۱۷۸۱.

❸ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، ح: ۱۹۷۹. صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر رمضان، ح: ۲۷۲۱، ۲۷۲۲.

سے عرفہ کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَكْفُرُ السَّنَةُ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ)) •

”عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ، اور ایک آئندہ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“

☆..... عاشوراء اور نویں محرم کے روزے :..... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ)) •

”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا، اور لوگوں کو بھی اس

دن کا روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی۔“

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ بِقِيَّتٍ إِلَى قَابِلٍ لِأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) •

”اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو (۹) محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا۔“

☆..... ان روزوں کے علاوہ شوال کے چھ روزے، سوموار اور جمعرات کے روزے،

اور ہر مہینے تین روزے رکھنے بھی مستحب اور نفل عبادت ہیں۔ •

☆..... کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ کھلوانا :..... رسول اللہ ﷺ کی

حدیث ہے:

① صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة، ح: ۱۱۶۲.

② صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صیام عاشوراء، ح: ۲۰۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام،

باب صوم عاشوراء، ح: ۲۶۵۶.

③ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب أي يوم يصام في عاشوراء، ح: ۱۱۳۴.

④ تفصیل کے لیے دیکھیے: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب صلاة الضحی، ح: ۱۱۷۸۔ صحیح

مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتياناً لرمضان، ح: ۲۷۵۸، باب

استحباب صیام ثلاثة أيام في كل شهر، ح: ۲۷۵۲، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة

الضحی، ح: ۱۶۷۲.

((مَنْ فَطَرَ صَائِمًا، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ)) ❶

”جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اسے بھی اس (روزہ دار) کے برابر اجر ملے گا، اور روزہ دار کے اجر میں کمی بھی نہیں کی جائے گی۔“

☆..... اعتکاف کرنا:..... سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ)) ❷

”کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔“
☆..... انفاق فی سبیل اللہ:..... فرمان باری تعالیٰ ہے:

((الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ))
(البقرہ: ۲۷۴)

”جو لوگ اپنے اموال رات اور دن میں خفیہ اور کھلے طور پر خرچ کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ثابت ہے، اور ان پر نہ خوف طاری ہوگا اور نہ انہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔“

جس کام کے لیے تو آیا تھا اے انسان
خانہ خراب تجھ سے وہی کام رہ گیا



❶ صحیح: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی الاعتکاف إذا خرج منه، ح: ۸۰۷، اسے ابن خزیمہ (۲۰۶۴) اور ابن حبان (موارد الظمان: ۸۹۵) نے صحیح کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأواخر، ح: ۲۰۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف فی العشر الأواخر من رمضان، ح: ۲۷۸۰۔

چھٹا سبب:

دنیا سے بے نیازی

۱۔ دنیا کی زندگی محبوب اور دل پسند:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿رُئِيَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (البقرہ: ۲۱۲)

”جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دل پسند بنا دی گئی ہے، ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں مگر قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ہی ان کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، رہا دنیا کا رزق تو اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے بے حساب دے۔“

”سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ وصول کرنے کے لیے بحرین بھیجا، وہ جب بحرین سے (ایک لاکھ اسی ہزار درہم جزیہ کا) مال لے کر آئے، اور انصار کو ان کے آنے کا علم ہوا تو انہوں نے (اپنے اپنے قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی بجائے) صبح کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) ادا کی، نماز سے فارغ ہوتے ہی وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے، آپ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے۔ پھر فرمایا: میرا اگمان ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کچھ مال لے کر آئے

ہیں، وہ بولے: ہاں! یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: کہ خوش ہو جاؤ، اور امید رکھو کہ تمہاری خوشی اور مسرت کا دور آنے والا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں ہے کہ تم مفلس ہو جاؤ گے، میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دولتِ دنیا تم پر کشادہ ہو جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر یہ کشادہ ہوئی تھی، اور ان ہی کی طرح تمہیں مال و دولت کی طرف رغبت ہوگی اور اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے، اور یہ دنیا کی فراوانی، وسعت اور اس کی طرف بے انتہا رغبت تمہیں تباہ کر کے رکھ دے گی، جیسا کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو بربادی اور ہلاکت کے غار میں دھکیل دیا تھا۔“ ❶

۲۔ دنیا و آخرت کی بھلائی مانگنا:

لہذا تم دنیا و آخرت کی بھلائی مانگا کرو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝﴾ (البقرہ: ۲۰۰ تا ۲۰۲)

”ان لوگوں میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ جو کہتا ہے: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دیدے، ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا، ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے، اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔“

۳۔ دنیا کی حقیقت:

اور دنیا کی حقیقت سے آگاہ رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَاللّٰهُ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِبْصَعَهُ

هَذِهِ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ بِمَ تَرْجِعُ؟)) •

”اللہ کی قسم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر

میں (شہادت کی) انگلی ڈالے، پھر (نکال کر) دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹی ہے؟“

اس ارشاد رسول ﷺ نے سمندر میں انگلی ڈالنے سے جتنا پانی انگلی میں آتا ہے پانی کی

اس مقدار سے دنیا کو، اور باقی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے آخرت کی زندگی کو تشبیہ دی

ہے، آخرت کی لازوال نعمتوں اور ابدی کامرانیوں کو نظر انداز کر کے ایسی بے وزن اور حقیر دنیا

کو زندگی کا نصب العین بنا لینا اپنی ذات کے ساتھ ظلم اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

۴۔ دنیا کی وقعت:

کیونکہ دنیا کی وقعت نگاہِ باری تعالیٰ میں چھپر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ

کا فرمان ہے:

((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَفَى كَافِرًا

مِنْهَا شُرْبَةٌ مَّاءٍ.)) •

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نگاہ میں اگر دنیا چھپر کے پر کے برابر بھی

ہوتی تو وہ پانی کا ایک گھونٹ بھی کسی کافر کو نہ پلاتا۔“

اس ارشاد رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے

① صحیح مسلم، کتاب الجنة و نعيمها، باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة، (۷۱۹۷)۔

② صحیح سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی هوان الدنيا علی الله عزوجل، رقم الحديث:

(۲۳۲۰)۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنيا، ۴۱۱۰، مستدرک حاکم: ۳۰۶/۴۔

مال و اسباب اور عیش و عشرت کے سامان کی کوئی قدر و قیمت نہیں، بلکہ اس کا بہت بڑا حصہ کفر اور الحاد کے علمبرداروں کو دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿رَّيَيْنَ لِلنَّاسِ هُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخَرْبِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَٰثِ ۝﴾

(آل عمران: ۱۴)

”لوگوں کے لیے مرغوبات نفس یعنی عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چنیدہ (نشان لگے ہوئے) گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں، بڑی مزیں کی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں، اور حقیقت میں بہتر ٹھکانہ تو اللہ کے پاس ہے۔“

دراصل آج ہمارے نزدیک کامیابی کا معیار دنیا کا حصول اور دنیا کا مال و متاع ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیاب وہ شخص ہے جو جہنم سے آزاد ہو کر جنت میں چلا گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كُلْ نَفْسٍ ذَٰئِقَةً الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَن زُحِرَ حَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْعُورِ ۝﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

” (آخر کار) ہر تنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو، کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے، اور جنت میں داخل کر دیا جائے، رہی یہ دنیا کی زندگی، تو یہ محض ایک ظاہر فریب کی چیز ہے۔“

۵۔ دنیا سے محبت اور موت سے نفرت:

آج یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ ملت اسلامیہ زندگی کے ہر شعبہ میں ذلت، انتشار، تفرقہ بازی، بد اخلاقی، ذہنی آوارگی اور فکری و نظریاتی الحاد میں مبتلا ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ کافر قوموں نے ہماری تہذیب و تمدن، اور ہمارے نظریات پر بھرپور حملے کیے ہیں، مغربی دنیا کے سفید ہاتھی اور کیمونسٹ بلاک کے سرخ دیو نے اسلام سے ایسا خوفناک انتقام لیا ہے جس کی دنیا کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، کروڑوں مسلمان کردار کی قوت سے محروم ہو کر کافرانہ، اور باطلانہ نظام کے بے پناہ سیلاب میں تنکوں کی طرح بہتے چلے جا رہے ہیں۔ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

((يُوشِكُ الْأَمَمُ أَنْ تَدَاعِيَ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قَلِيلٍ نَحْنُ يَوْمِيذٌ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمِيذٌ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ .)) •

”عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لیے ایک دوسرے کو بلائیں گی، اور پھر وہ سب مل جل کر دھاوا بول دیں گی، جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دستِ خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا (حضور ﷺ!) کیا اس وقت ہماری تعداد بہت تھوڑی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس وقت تم تعداد میں کثیر ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے جھاگ اور خس و خاشاک سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ

دشمن قوموں کے دل میں تمہارا رعب ختم ہو جائے، اور تمہارے دل وہن کا شکار ہو جائیں، کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہن کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔“

۶۔ ثواب دنیا:

موت کا ایک دن مقرر ہے، اُس دن اور اس وقت سے پہلے نہیں آ سکتی، اور جب کسی کا مقرر وقت آ جائے تو وہ اس سے بچ نہیں سکتا، لہذا اپنے نیک اعمال کے ذریعہ دنیاوی فوائد و مصالح کے حصول کی نیت نہ رکھو، کیونکہ جو اپنے نیک اعمال کے ذریعہ دنیاوی فوائد کے حصول کی نیت کرتا ہے تو اسے اس کی مانگ کے مطابق دے دیا جاتا ہے، لیکن آخرت میں اُس کا کوئی اجر اُسے نہیں ملے گا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ مَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ يَتْبَأُ مُوَجَلًّا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّكِرِينَ﴾ (آل عمران : ۱۴۵)

”کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا، موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے جو شخص ثوابِ دنیا کے ارادہ سے کام کرے گا، اس کو ہم دنیا میں سے ہی دیں گے۔ اور جو ثوابِ آخرت کے ارادہ سے کام کرے گا، وہ آخرت کا ثواب پائیگا، اور شکر کرنے والوں کو ہم ان کی جزا ضرور عطا کریں گے۔“

رسول اللہ ﷺ دنیا کی بجائے آخرت کی نعمتوں کو حاصل کرنے میں لگے رہتے۔ چنانچہ: سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا تہبند ٹھیک کیا، اس وقت آپ ﷺ کے پاس صرف یہی کپڑا تھا، آپ ﷺ کے پہلو پر چٹائی کا نشان پڑا ہوا تھا، پھر میں نے

خزانہ رسول ﷺ پر نگاہ ڈالی تو اس میں (ایک صاع) تقریباً اڑھائی کلو کے قریب جو تھے۔ ایک درخت کے پتے بھی کچھ اتنی ہی مقدار کے تھے جن سے چڑا رنگا جاتا ہے، دیوار پر ایک چڑا بھی لٹک رہا تھا جو پوری طرح رنگا ہوا نہیں تھا (یہ منظر دیکھ کر) میری آنکھیں اشک بار ہو گئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا: حضور! ﷺ کیا اب بھی مجھے روانہ آئے، چٹائی کے نقوش آپ ﷺ کے پہلو پر ثبت ہو گئے ہیں، آپ کا یہ خزانہ بھی میرے سامنے ہے، حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں، ادھر روم اور ایران کے بادشاہوں کو میں عیش و نعمت کی بہاروں میں دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ ہمارے لیے آخرت کی نعمتیں ہیں، اور انہیں صرف دنیا میں مل رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، کیوں نہیں۔^①

مزید سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثْرَفَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اتَّخَذْنَا لَكَ وَطْأً، فَقَالَ مَالِي وَلِلدُّنْيَا، وَمَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَائِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا.))^②

”کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر سوئے ہوئے تھے، پھر اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے پہلو پر اس کے نشانات کا اثر تھا، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم آپ ﷺ کی راحت کے لیے ایک نرم گدالے لیں تو بہتر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ میں دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سایہ سے تھوڑی دیر ستانے کے لیے ٹھہرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر

① صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الإیلاء، رقم الحدیث: ۳۶۹۱۔

② صحیح سنن ترمذی، کتاب الزہد، رقم: ۲۳۷۷۔ مسند ابو داؤد الطیالسی، (۲۷۷)۔ مسند احمد، ۱/۳۹۱۔

آگے چل پڑتا ہے۔“

۷۔ حیاتِ دنیا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ دنیا سے دل نہ لگانا، کیونکہ یہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے، اور یہ کھیل تماشا ایک نہ ایک دن ختم ہو جانا ہے، اور پھر وہ آخرت کی ابدی زندگی شروع ہو جانی ہے جس کو زوال نہیں، اور نہ ہی ختم ہونے والی ہے۔ آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائیں جائیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يُقْفَوْنَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ قَالِ الْبَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِقَوْلِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَحْسِرُ تَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ ۝ أَوَآرَ هُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ إِلَّا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهُمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝﴾ (الانعام: ۳۰-۳۲)

”کاش وہ منظر تم دیکھ سکو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے، اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا: کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) برحق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں، ہمارے رب کی قسم! اللہ فرمائے گا: اچھا اب اپنے انکارِ حقیقت کی پاداش میں (جو دنیا میں کرتے رہے) عذاب کا مزا چکھو۔

نقصان میں بڑھ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے اپنی ملاقات کو جھوٹ قرار دیا۔ جب اچانک وہ گھڑی آجائے گی تو یہی لوگ کہیں گے: افسوس! ہم سے اس معاملہ میں کیسی (کمی) کوتاہی ہوئی۔ اور ان کا حال یہ ہو گا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے۔ دیکھو! کیسا برا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے

ہیں۔ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے۔ حقیقت میں آخرت کا ہی مقام ان لوگوں کے لیے بہتر ہے، جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں۔ پھر عقل سے کام نہیں لیتے ہو۔“

اور ایک مقام پر فرمایا کہ یہ دنیا کی زندگی ایک فریب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرُوا بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ ۚ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا﴾ (الأنعام: ۷۰)

”اور آج چھوڑیں ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ اور جنہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا کیے ہوئے ہے، ہاں! مگر آپ قرآن سنا کر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہیں کہ کہیں کوئی شخص اپنے کیے کرتوتوں کے وبال میں گرفتار نہ ہو جائے، اور گرفتار بھی اس حال میں ہو کہ اللہ سے بچانے والا کوئی حامی و مددگار اور سفارشی اس کے لیے نہ ہو، اور اگر وہ ہر ممکن چیز (جو روئے زمین پر ہے) فدیہ میں دے کر چھوٹنا چاہے تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے۔“

اگر تو دنیا کی زندگی کے یہ دن ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق بسر کیے تو یہ زندگی ہماری مبارک زندگی ہوگی، لیکن اگر بات اس کے برعکس ہوئی تو زندگی کے ہوتے ہوئے معافی اور پکی توبہ ضروری ہے، کیونکہ سانس کے بند ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی کے چند روز مزرے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أُنْزِلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ ۖ مَتَّحَتِ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيْهَا ۖ أَتَسَاهَا أَمْرًا نَا

لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنِ بِالْأُمِّسِ كَذَلِكَ
نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۴﴾ (یونس : ۲۴)

”دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں خوب گھنی ہو گئی، پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں، اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے میں قادر ہیں۔ یکا یک رات کو یادن کو ہمارا عذاب آ گیا اور ہم نے اُسے ایسے غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں، اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔“

اور اللہ کے نزدیک دنیا کی اہمیت کیا ہے۔ چنانچہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :-
(أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ، وَالنَّاسُ كَنَفَتُهُ، فَمَرَّ بِجَدِي أَسَكَّ مَيْتٍ، فَتَنَّاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ أَيْكُمْ يُحِبُّ أَنْ هَذَا لَهُ بِدَرَاهِمٍ؟ فَقَالُوا مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ أَتَحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟ قَالُوا وَاللَّهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيًّا فِيهِ لَأَنَّهُ أَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيْتٌ؟ فَقَالَ فَوَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ.)) •

”رسول اللہ ﷺ کا ایک گاؤں (جو کہ مدینہ کے اطراف میں بلندی پر واقع ہے) سے آتے ہوئے (مدینہ طیبہ کے) بازار سے گزر ہوا، کچھ لوگ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، آپ نے چھوٹے کان والی بکری کے مردہ بچے کو پڑا دیکھا تو اسے

کان سے پکڑ کر حاضرین سے سوال کیا: تم میں سے کون ہے جو اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم تو اسے کسی قیمت پر بھی لینا پسند نہیں کرتے۔ یہ ہمارے کس کام آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں بلکہ) تم اسے اپنے لیے پسند کرتے ہی ہو، انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو معیوب ہونے کی وجہ سے خریدنے کے لیے موزوں نہ تھا اب تو یہ کانوں کے عیب کے باوجود مردہ بھی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے زیادہ حقیر اور بے وزن ہے جتنا بکری کا مردہ بچہ تمہاری نگاہ میں بے وزن اور حقیر ہے۔“

قرآن مجید کے ایک اور مقام کے مطالعہ کرنے سے معلوم پڑتا ہے کہ دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَاحْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَارٌ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾ (لقمن: ۳۳)

”لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو، اور اس دن سے ڈرو جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا، اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہوگا، فی الواقع اللہ کا وعدہ سچا ہے پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔“

اور حیاتِ دنیا کیا ہے؟ مزید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ وَزِينَتُهُمْ وَتَفَاخُرُهُمْ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾ (الحديد: ۲۰)

”خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی

ہے، اور ظاہری نمود و نمائش، اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتنا، اور مال
اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔“

۸۔ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہونا:

حقیقت بات تو یہ ہے کہ لوگ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو گئے ہیں، اور آخرت کی زندگی تو بالکل ہی بھول چکے ہیں جبکہ یہ چیز خسارے کا باعث ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۚ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝﴾ (یونس: ۷-۸)

”حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، اور دنیا کی زندگی پر ہی راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں، اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہوگا بسبب ان برائیوں کے جو وہ (اپنے اس غلط عقیدے اور غلط طرزِ عمل کی وجہ سے) کرتے رہے۔“

قرآن مجید کی اس مذکورہ آیت کریمہ سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر انسان اپنی اصل سے غافل ہو جاتا ہے، اور جب اس کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو تب وہ جا کر کاش کاش کی رٹ لگاتا ہے، حالانکہ عقل مند تو وہ ہے جو اپنی زندگی میں ہی محاسبہ کر لے۔

۹۔ طالبِ دنیا کا انجام:

فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّتْهَا نُوْفٍ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا

وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا
الْعَارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَبَعُوا فِيهَا وَبِطُلْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

(ہود: ۱۵-۱۶)

”جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں ان کے اعمال کا بدلہ ہم انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں، اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب برباد ہو گیا، اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔“

دنیا کی زندگی متاعِ قلیل ہے۔ فرمانِ الہی ہے:

﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۝﴾ (الرعد: ۲۶)

”اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے، اور جسے چاہتا ہے ناپائدار رزق دیتا ہے، یہ لوگ دنیوی زندگی میں مگن ہیں، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاعِ قلیل کے سوا کچھ بھی نہیں۔“

جو لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہر طرح کے مادی فائدے اور عیش و آرام کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے، اور جن کی تگ و دو کا ہدف یہ ہو کہ اللہ کے لیے جینا ہے اور آخرت کی زندگی میں کامیاب ہونا ہے وہ دنیا پرستوں کی طرح مال و دولت کے پیچھے ہلکان نہیں ہو سکتے، جس شخص نے جتنا وقت جس جگہ رہنا ہے وہ اتنی ہی اس جگہ کے لیے تیاری کر لے۔

۱۰۔ دنیا میں منہمک نہ ہو جاؤ بلکہ اس سے بے نیازی برتو:

جو شخص دنیا میں منہمک ہو جاتا ہے تو دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، جب بندہ دنیا

کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اور دنیا کی دلفریب بہاروں میں کھو جاتا ہے۔ جوں جوں دولت مند بننے کے شوق میں انسان دنیا کی رنگیں بہاروں میں غرق ہو جاتا ہے ویسے ویسے اصل مقصد یعنی آخرت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

((لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَرَّغُوا فِي الدُّنْيَا)) •

”تم دنیا کو اس طرح حاصل نہ کرو کہ اس میں منہمک ہو جاؤ۔“

مومن کا وطن تو آخرت ہے، اور یہ دنیا اس کی کمائی کی جگہ ہے اس لیے دنیا سے دل نہیں لگانا چاہیے۔ اس کو اپنا وطن نہیں بنانا چاہیے۔ پس دنیا کی محبت دل کو سخت بنا کر اللہ سے دور کر دیتی ہے، دنیا سے نفرت اور بیزاری دل کو نرم کرتی ہے، اور خشوع میں اضافہ کرتی ہے، اور انسان کی آنکھوں سے آنسو جاری کرتی ہے۔ پس تم دنیا میں تن آسانی سے بچو، اس کو بے قدر جانو، اسے حقیر جانو، اور اس سے دست کش ہو جاؤ، اور ایسی کتابوں کا مطالعہ کرو جن کے پڑھنے سے تمہاری نگاہوں میں دنیا بچ ہو جائے، چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ أَرَدْتَ الْلُحُوقَ بِي فَلْيَكُفِّكَ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّائِبِ، وَلِيَاكَ وَمُجَالَسَةُ الْأَغْنِيَاءِ، وَلَا تَسْتَخْلِقْ نَوْبًا حَتَّى تُرْفِعِيهِ)) •

”مجھے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمہارے لیے کافی ہونی چاہیے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے، اور خبردار! دنیا کے طلبگار مالداروں کے پاس مت بیٹھنا، اور کپڑا پرانا نہ ہو جائے تو اسے مت اتار پھینکو، بلکہ پیوند لگا کر پہنو۔“

① صحیح سنن ترمذی، ابواب الزهد، رقم الحلیث: (۲۳۲۸)۔ مسند احمد (۳۷۷/۱)، مسند حمیدی (۱۲۲)۔
 ② امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ المستدرک للحاکم: (۳۱۲/۴)، صحیح الترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء فی ترفیع الثوب، (۱۷۸۰)۔

۱۱۔ رسول اللہ ﷺ کی دنیا سے بے نیازیاں:

اللہ کے رسول ﷺ کی دنیا سے دست کشی کی تعلیمات پر غور کریں، آپ کی خوراک، لباس اور گھریلو سامان اور طرز زندگی کو آپ ﷺ کے اقوال کی نظر میں دیکھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((مَا شَبِعَ آلَ مُحَمَّدٍ ۖ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ الْبَرِّ
ثَلَاثَ لَيَالٍ تَبَاعًا حَتَّى قُبِضَ)) •

”نبی ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد آل محمد ﷺ نے کبھی برابر تین دن گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔“

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا:

((ابْنُ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهَلَالِ ثَلَاثَةَ أَهْلَةٍ فِي شَهْرَيْنِ،
وَمَا أَوْقَدَتْ فِي آيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ۖ نَارًا، فَقُلْتُ مَا كَانَ
يَعِيشُكُمْ؟ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ، التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ
لِرَسُولِ اللَّهِ ۖ جِيرَانٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَاشِجُ، وَكَانُوا
يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ ۖ مِنْ آيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ)) •

”اے میرے بھتیجے! ہم نے تین نئے چاند اس طرح دیکھے کہ پورے دو ماہ تک
اللہ کے رسول ﷺ کے گھر میں چولہا نہ جلا، میں (عروہ) نے پوچھا: پھر آپ
لوگوں کا گزارہ کیسے ہوا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا صرف دو کالی چیزوں
کھجور اور پانی پر، تاہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمسایہ میں چند انصار تھے جن

① صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأصحابہ یأکلون (۵۴۱۶)۔

صحیح مسلم، کتاب الزہد، (۷۴۴۳)۔

② صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ وأصحابہ..... (۶۴۵۹)۔ صحیح

مسلم، کتاب الزہد والرقائق، رقم: (۷۴۴۹)۔

کے گھروں میں مال موسیٰ تھے، وہ لوگ ہمیں کچھ دودھ بکھوادیتے، جسے ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مل کر پی لیتے۔“

ساک رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ:

((سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ؛ أَلَسْتُ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقْلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنُهُ.)) ❶

”میں نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ: تم پیٹ بھر کر کھاتے ہو؟ حالانکہ میں دیکھ چکا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی کھانے کو ہلکے درجہ کی کھجور کے علاوہ پیٹ بھرنے کو کچھ بھی میسر نہ آیا۔“

((كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لَيْفٍ.)) ❷

”رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا۔ اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔“

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

((أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيظًا، قَالَتْ قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَيْنِ.)) ❸

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس پرانے کپڑوں کا ایک جوڑا لائیں، اور کہا کہ: رسول اللہ ﷺ کی وفات ان کپڑوں میں ہوئی۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

((أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ؛ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ

❶ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرفاق، رقم: (۷۴۵۹)۔

❷ بخاری، کتاب الرقاق، حدیث رقم: (۶۴۵۶)، مسلم، کتاب اللباس والزینة، رقم: (۵۴۴۶)۔

❸ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الاکسیة والعمالص، ۵۸۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس

والزینة، باب التواضع فی اللباس..... (۵۴۴۳، ۵۴۴۴)۔

غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ .

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَتَظَرَّ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَتَظَرَّ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. ((۱))

”رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑا اور کہا: اس دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی اجنبی یا مسافر ہو۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: ”اگر تمہیں شام تک زندگی ملے تو اگلی صبح تک زندگی کی امید مت رکھو۔ اور اگر صبح تک زندگی ملے تو شام کی امید مت رکھو۔ بیماری سے قبل صحت کو غنیمت جانو، اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو۔“

مزید برآں آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللَّهِ لَيْسُوا مِنَ الْمُتَنَعِّمِينَ.)) ۱

”راحت اور عیش کی زندگی گزارنے سے بچو، کیوں کہ اللہ کے سچے بندے وہ ہیں جو راحت اور عیش کی زندگی نہیں گزارتے۔“

اور رسول اللہ ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے:

((اللَّهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا.)) ۲

”اے اللہ! آل محمد ﷺ کا رزق قوت لایموت بنا دے۔“

یعنی صرف اتنا رزق ہو کہ کھا کر جان بچ جائے۔



۱ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”کن فی الدنیا.....“ (۶۴۱۶)۔

۲ مسند أحمد: (۲۴۳/۵)، مجمع الزوائد: (۲۵۰/۱۰)، سلسلة الضحیحة، رقم: (۳۵۳)۔

۳ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأصحابہ وتخلیہم من

الدنیا، رقم: (۶۴۶۳)۔

ساتواں سبب:

موت کو یاد کرنا اور فکرِ آخرت

۱۔ موت کو یاد کرنا:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

”ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ دنیا جزا کی جگہ نہیں ہے، یہ تو عمل کی جگہ ہے یہاں سے ہر آدمی کو گزر کر جانا ہے، یہاں تو بہت سے مجرم اور ظالم دندناتے پھرتے ہیں، اور انہیں کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی، اور بہت سے نیک اور صالح لوگ پوری زندگی اللہ کی مرضی کے کاموں میں گزار دیتے ہیں، اور انہیں کوئی راحت جان نصیب نہیں ہوتی۔ جزا و سزا کی جگہ تو قیامت کا دن ہوگا، اُس دن جو جہنم سے دور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا، وہی حقیقی معنوں میں فاتر المرام ہوگا، یہ دنیاوی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزْخَرَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَيِّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلَيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ.)) •

① صحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول فالأول، ح: (۴۷۷۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ما یحکون من الفتن، ح: (۳۹۵۶)۔

”جو شخص چاہتا ہے کہ جہنم سے دور کر دیا جائے، اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کریں۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
 ((أَكْثَرُ مَا ذَكَرَ هَازِمُ اللَّذَاتِ (يَعْنِي الْمَوْتَ) .))
 ”لذتوں کو ختم کرنے والی، یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔“

اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ایک انصاری آدمی آیا اور سلام عرض کیا، پھر کہنے لگا: ”یا رسول اللہ! مومنوں میں سے افضل کون ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا .))
 ”جس کے اخلاق اچھے ہوں۔“

اس انصاری نے عرض کیا: مومنوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:
 ((أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ إِسْتِعْدَادًا، أَوْ لَيْكَ الْأَكْبَاسُ .))
 ”جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو، اور موت کے بعد آنے والے وقت کے لیے اچھی

① سنن ترمذی، أبواب الفتن، باب ماجاء فی ذکر الموت، ح (۲۳۰۷)۔ مسند أحمد: (۲۹۲/۲)۔

سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الموت والإستعداد، ح: (۴۲۵۸)، سنن نسائی: (۴/۴)، مستدرک حاکم: (۳۲۱/۴)، مسند الشہاب، ح: (۶۶۹)، اور ابن حبان (۲۹۹۲) نے اسے صحیح کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الموت والإستعداد، ح: (۴۲۵۹)، سلسلة الصحیحة:

تیار کرنا ہو وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔“

۲۔ آخرت پر یقین رکھنے کا مفہوم:

آخرت سے مراد ہر وہ بات ہے جو موت کے بعد وقوع پذیر ہوگی، اس کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا گیا کہ یہ ایمان کا ایک رکن ہے، اور اس لیے بھی آخرت پر یقین آدمی کو عمل صالح پر ابھارتا، اور عذابِ الہی سے ڈرتے ہوئے ندامت کے آنسو بہانے پر مجبور کرتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾ (البقرة: ۴)

”اور (اہل ایمان) آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔“

۳۔ فکرِ آخرت:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرَفَاتًا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۚ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ۚ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِينًا ۚ﴾

(بنی اسرائیل: ۴۹ تا ۵۱)

”انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں پھر دوبارہ اٹھا کر کھڑے کر دیے جائیں گے۔ جواب دیجیے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی خلقت جو تمہارے دلوں میں بہت ہی سخت معلوم ہو، پھر وہ یہ پوچھیں کہ کون ہے جو دوبارہ ہماری زندگی لوٹائے؟ آپ جواب دے دیں کہ وہی اللہ جس نے تمہیں اول بار پیدا کیا اس پر وہ اپنے سر ہلا ہلا کر آپ سے دریافت

کریں گے کہ اچھا یہ ہے کب؟ تو آپ جواب دے دیں کہ کیا عجب کہ وہ قریب ہی آن لگی ہو۔“

اس آیت کریمہ میں بعث بعد الموت (آخرت کی زندگی) کے بارے میں مشرکین کے شبہات کی تردید کی جا رہی ہے، وہ کہتے تھے کہ آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں گل سڑ کر مٹی میں مل جاتی ہیں، یہ بات بعید از عقل ہے کہ سابق جسم کے اجزاء دوبارہ جمع ہو جائیں اور ان میں زندگی عود کر آئے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ مردہ بدن کو دوبارہ بنا کر اس میں زندگی کو دوڑا دینا ہمارے لیے بہت ہی آسان ہے، چاہے اس بدن سے زندگی کے آثار پتھر یا لوہے کی طرح کیوں نہ ناپید ہو گئے ہوں، یا کسی اور چیز کی طرح جس کا زندہ ہونا تمہارے نزدیک ناممکن ہو۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اسے زندہ کر دے گا، اور کوئی چیز اس سے مانع نہیں بنے گی۔

دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا:

﴿الَّذِينَ هُمْ فِي حَوْضٍ يَلْعَبُونَ يَوْمَ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ نَارٍ جَهَنَّمَ دَعَا هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ فِيهَا تُكَذِّبُونَ ۝ أَفَسِحْرُ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۝ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝﴾ (طور: ۱۲ تا ۱۶)

”جو اپنی بے ہودہ گوئی میں اچھل کود کر رہے ہیں، جس دن وہ دھکے دے دے کر آتشِ جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔ یہی وہ آتشِ دوزخ ہے جسے تم جھوٹ بتلاتے تھے، اب بتاؤ کیا یہ جادو ہے؟ یا تم دیکھتے ہی نہیں ہو؟ دوزخ میں جاؤ، اب تمہارا صبر کرنا اور نہ کرنا تمہارے لیے یکساں ہے، تمہیں فقط تمہارے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔“

یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں باطل کی تائید کرتے تھے، روزِ آخرت کے حساب و عقاب

سے غافل بہو و لعب میں مشغول رہتے تھے، اور نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ ((فِیْ خَوْضٍ يَلْعَبُونَ)) کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا کے عیش و آرام میں منہمک اور فکرِ آخرت سے یکسر غافل رہتے تھے۔ انہیں نہایت بے دردی اور سختی کے ساتھ دھکا دے کر جہنم میں پہنچا دیا جائے گا۔“ ﴿۱۲۱﴾

مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ اور ان کے سر ان کے قدموں کے ساتھ باندھ دیئے جائیں گے، پھر چہروں کے بل جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے۔“ اتنی اور اُن سے جہنم پر مامور فرشتے کہیں گے کہ یہی وہ ناریہ جہنم ہے جس کی تم دنیا میں تکذیب کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ اُن سے ان کی تذلیل اور اہانت میں اضافہ کرتے ہوئے کہے گا کہ یہ ناریہ جہنم جس کا تم اب مشاہدہ کر رہے ہو، کیا یہ جادو اور افسانہ ہے جیسا کہ تم دنیا میں ہمارے رسولوں کو جادو گر اور ہماری کتابوں کو جادو کا افسانہ کہا کرتے تھے؟ یا تم اندھے ہو، اور ناریہ جہنم کو دیکھ نہیں پارہے ہو، جیسا کہ تم دنیا میں دل کے اندھے تھے اور راہِ حق کو نہیں دیکھ پارہے تھے؟ اب تو وہ حقیقت جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے، تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اب جہنم میں داخل ہو جاؤ، اور اس کے عذاب کی سختیوں کو چھیلو، صبر کرو یا نہ کرو برابر ہے، بہر حال اب ناریہ جہنم سے چھٹکارا نہیں ہے۔ تم نے آخرت کا اور اپنے رب کا انکار کیا تھا، اور زمین کو گناہوں سے بھر دیا تھا، تو یہ عذاب تمہاری انہی بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے۔

سورۃ الحاقہ میں فرمایا:

﴿وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۖ فَيَقُولُ ۖ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهٗ ۚ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهٗ ۚ يَلَيْتَنِي كَاُنْتُ الْقَاصِيَهٗ ۚ مَا أَغْلَىٰ عَنِّي مَالِيَهٗ ۚ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهٗ ۖ﴾ (الحاقہ: ۲۵-۲۹)

”لیکن جسے اس کے اعمال کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، وہ تو

کہے گا: کاش کہ مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی، اور میں اپنے حساب کی کیفیت جانتا ہی نہیں۔ کاش کہ موت میرا کام ہی تمام کر دیتی میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ مجھ سے جاتا رہا۔“

جہنمی اپنی حسرت و تائردی کا مزید اظہار کرتے ہوئے کہے گا کہ میرا مال آج مجھے عذابِ الہی سے بچا نہ سکا، اور میری بادشاہی، لشکر، آلاتِ حرب، میری قوت اور میرا جبروت میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ سب معدوم ہو گئے، اور حزن و ملال اور دردِ دوا لم کے سوا اب میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔

اسی لیے فرمایا:

﴿وَأَنذَرُكُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظِيمِينَ ۝ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَیْمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُونَ﴾ (غافر: ۱۸)

”اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی (قیامت) سے آگاہ کر دیجئے جبکہ دل حلق تک پہنچ جائیں گے، اور سب خاموش ہوں گے، ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاعِقَةُ ۝ يَوْمَ يَفُزُ الْمَرْءُ مِنْ أَجْنِحِهِ ۝ وَأُمُّهُ وَأَبْنَاهُ ۝ وَصَاحِبَتُهُ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝﴾

(عبس: ۳۳-۳۷)

”پس جب کہ کان بہرے کر دینے والی قیامت آجائے گی، اس دن آدمی اپنے بھائی سے، اور اپنی ماں، اور اپنے باپ سے، اور اپنی بیوی، اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک ایسا مشغلہ ہوگا جو اسے مشغول رکھنے کے لیے کافی ہوگا۔“

مذکورہ بالا آیات میں انسانوں کو فکرِ آخرت کی دعوت دی جا رہی ہے، کہ جب قیامت آجائیگی جس کے صور کی آواز اتنی تیز اور کرخت ہوگی کہ لوگوں کے کان بہرے ہو رہے ہوں گے، تو رعب و دہشت کے مارے ہر آدمی اپنے حال میں ایسا پریشان ہوگا، اور ہر ایک کو اپنی نجات کی ایسی فکر ہوگی کہ وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو بھی میدانِ محشر میں دیکھ کر راہِ فرار اختیار کرے گا، یا تو اس ڈر سے بھاگے گا کہ کہیں کوئی اس سے کسی چیز یا نیک عمل کا مطالبہ نہ کر دے، یا اس لیے کہ کوئی اس کی پریشانی اور بے چینی کو نہ دیکھ لے، یا اس لیے کہ اس کو معلوم ہوگا کہ آج کوئی اس کے کام نہیں آئے گا، تو پھر اس کی طرف توجہ اور التفات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۴۔ زیارتِ قبور اور اس کے فوائد:

قبروں کی زیارت بھی درحقیقت انسان کو موت اور آخرت کی یاد دلاتی ہے، لہذا دل کو نرم کرنے کے لیے زیارتِ قبور انتہائی ضروری ہے، ایک وقت تھا کہ قبروں کی زیارت سے منع کر دیا گیا تھا کہ لوگ کہیں شرک میں واقع نہ ہو جائیں، لیکن آخر وقت جب رحمۃ اللعالمین اور محسنِ انسانیت ﷺ نے صحابہ کے پختہ عقائد کو دیکھا تو اجازت دے دی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ ، فَرُزُّوْهَا .))

”میں نے اس سے (قبل) قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب میں تمہیں

قبروں کی زیارت کا حکم دیتا ہوں۔“

اور یہی حدیث ”مسند احمد“ میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں ہے

کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ ، فَرُزُّوْهَا ، فَإِنَّ فِيْهَا عِبْرَةً .))

”بے شک! میں نے تمہیں اس سے (قبل) زیارتِ قبور سے روکا تھا، لیکن اب

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ، ربہ عز وجل فی زیارة قبر أمہ، ح: (۲۲۶۰)۔

② مسند احمد، رقم: ۱۱۳۲۹، شعب الارفؤوط فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح اور شرط مسلم پر ہے۔

تمہیں قبروں کی زیارت کو جانا چاہیے اس میں تمہارے لیے سبق اور نصیحت ہے۔“
سبق اور نصیحت کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو موت یاد آتی ہے، اور آخرت کی فکر پیدا ہو جاتی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَزُورُوا الْقُبُورَ، فَإِنَّهَا تَذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ.)) •

”پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے موت یاد آتی ہے۔“

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا، فَإِنَّهَا تَزْهِدُ فِي

الدُّنْيَا وَتَذَكِّرُ الْآخِرَةَ.)) •

”میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا، پس اب تم زیارتِ قبور کو جایا کرو،

اس طرح دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد آتی ہے۔“

۵۔ موت کے بعد پیش آنے والے ہولناک مناظر کا بیان:

دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی، کیونکہ اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے، رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

((أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ

بَاطِلٌ.)) •

”سب سے سچا شعر جسے شاعر نے کہا ہے، وہ یہ ہے: کہ اللہ کے سوا تمام چیزیں

بے بنیاد ہیں۔“

① صحیح مسلم، کتاب الحنائن، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: (۲۲۵۹)۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب الحنائن، باب ماجاء فی زیارة القبور، ح: (۱۵۹۳)، علامہ یصیری رحمہ اللہ فرماتے

ہیں کہ اس کی سند حسن ہے۔

③ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الجنة أقرب إلى أحدكم فی شرك نعله، والنار مثل ذلك، ح:

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

فانی ہے جو کچھ ہے غیر اللہ
کوئی مزار رہتا نہیں ہرگز سدا

لہذا آدمی برائی اور گناہ کی بات کو چھوٹی اور حقیر نہ سمجھے، شاید اللہ تعالیٰ کو نا پسند آ جائے اور دوزخ میں اس کا ٹھکانہ بن جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلَى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ .)) ۵

”جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے، اور اسی طرح دوزخ بھی۔“

خالد بن عمیر عدوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمیں سیدنا عتبہ بن غزو ان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد کہا: دنیا نے اپنے اختتام کی خبر دے دی ہے، اور بہت جلد پیٹھ موڑنے والی ہے، اور اب دنیا صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا برتن میں کچھ بچا ہوا پانی رہ جاتا ہے، اور اب تم دنیا سے اس جہاں کی طرف منتقل ہونے والے ہو، کیونکہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک پتھر کو جہنم کے کنارے سے گرایا جائے گا وہ ستر (۷۰) سال تک اس کی گہرائی میں گرتا رہے گا پھر بھی اس کی تہہ کو نہیں پاسکے گا۔ ۵

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَكَيْفَ اَنْعَمَ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدْ تَقَمَّ الْقَرْنَ ، وَاسْتَمَعَ الْاُذُنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْحِ فَيَنْفُخُ ، فَكَأَنَّ ثَقْلَ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: قُولُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ، عَلٰى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا)) ۵

”میں پر آ سائش زندگی کیسے گزار سکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والے فرشتے نے

① صحیح بخاری، ایضاً، حدیث رقم: (۶۴۸۸)۔

② صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، ح: (۷۴۳۰)۔

③ صحیح سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة..... باب ماجاء في شأن الصور، ح: (۲۴۳۱)۔

صور کو اپنے ہونٹوں میں دبا رکھا ہے، اور اپنے کانوں کو جھکا رکھا ہے تاکہ جیسے ہی اسے حکم ملے وہ صور پھونک دے، مسلمانوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا کہنا چاہتے ہیں؟ پس آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا: تم کہو! اللہ ہمارے لیے کافی ہے وہ سب سے بہتر کارساز ہے، ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

ہر شخص سے اللہ تعالیٰ سوال بھی فرمائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جَسَدِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ))•

”قیامت کے دن کوئی بندہ اپنی جگہ سے قدم نہیں ہلا سکے گا، جب تک اللہ تعالیٰ اس کی عمر کے متعلق سوال نہ کر لیں گے کہ تو نے اپنی عمر کہاں گزاری، اور اس کے علم کے متعلق کہ اس کے مطابق کتنا عمل کیا، اور اس کے مال کے متعلق کہ اسے کس جگہ خرچ کیا اور اس کے جسم کے متعلق کہ اس نے کہاں بوسیدہ کیا۔“

پل صراط پر سے بھی لوگوں کو گزرا جائے گا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝﴾ (مریم: ۷۱-۷۲)

”اور تم میں سے ہر شخص اُس پر سے ضرور گزرے گا، یہ آپ کے رب کا حتمی فیصلہ ہے، پھر ہم ان لوگوں کو بچا لیں گے جو (دنیا میں) اللہ سے ڈرتے رہتے تھے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا چھوڑ دیں گے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک حتمی فیصلہ سنایا ہے کہ مومن ہو یا کافر، ہر ایک کو بہر حال جہنم سے واسطہ پڑے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اہل تقویٰ کو اس سے

نجات دے گا، اور جن لوگوں نے دنیا میں کفر و استکبار کی زندگی گزاری ہوگی اور بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا، جہنم میں شدید عذاب جھیلنے کے لیے چھوڑ دیئے جائیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فی الواقع جہنمی مالک (ایک فرشتہ) کو پکاریں گے لیکن وہ ان کی پکار کا جواب چالیس سال تک نہ دے گا، اور پھر کہے گا: ”یقیناً“ تمہیں یہاں رہنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے: اے ہمارے رب مولا، ہمیں یہاں سے نکال دے، ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، ہم یقیناً گمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ وقت کی ایک مدت تک (اس دنیا کی پوری مدت کے برابر) ان کی پکار کا جواب نہ دیں گے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل فرمائے گا: ”دفع ہو جاؤ، جہنم میں جاؤ اور اپنی زبانیں بند کرو۔“ اس کے بعد لوگوں کی تمام امیدیں دم توڑ جائیں گی، اور وہاں صرف آہوں، سسکیوں اور گدھے کی ڈھینچوں (کی آواز) ہوگی۔ ان کی آوازیں گدھے کی آواز جیسی ہوں گی، ابتداء میں ڈھینچوں ڈھینچوں ہوگی، اور آخر میں آہوں اور سسکیوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ ۵

۶۔ عذابِ قبر سے پناہ مانگنا:

☆..... اثبات عذابِ قبر :..... عذابِ قبر حق ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے، خالق ارض و سماء کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ
وَأَذْبَارُهُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝﴾ (الانفال: ۵۰)

”کاش کہ تو دیکھتا جب کہ فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں، ان کے چہروں پر اور کمروں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تو جلنے کا عذاب چکھو۔“

① مستدرک الحاکم، حدیث رقم: (۳۵۴۴)، امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، لیکن بخاری و مسلم نے اسے تخریج نہیں کیا، صحیح الترغیب والترہیب، ح: (۳۶۹۱)۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾ (انعام: ۹۳)

”اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی، اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کام میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔“

تیسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَّا مَكْرُوا وَجَآءَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝﴾ (المؤمن: ۴۵-۴۶)

”پس اسے اللہ تعالیٰ نے فرعون اور فرعونوں کی بری سازشوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا۔ آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی فرمان ہوگا کہ فرعونوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔“

اللہ تعالیٰ نے اس داعیِ الٰہی کو پہلے تو فرعون اور فرعونوں سے نجات دی، اور جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ سمندر میں غرق ہوا تو اسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور دیگر مومنین کے ساتھ ڈوبنے سے بچالیا۔ اور فرعون اور فرعونوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا، دنیا میں نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ سمندر میں ڈبو دیئے گئے، اور قبر اور برزخ میں صبح و شام یعنی ہر وقت ان کو عذاب دیا جاتا ہے، اور جب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ فرعون اور فرعونوں کو شدید ترین عذاب میں ڈال دو۔

یہ (مذکورہ) آیت عذابِ قبر کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس لیے کہ آیت میں ان کو عذاب دیا جانا، روزِ قیامت کے عذاب سے پہلے بتایا گیا ہے۔
عذابِ قبر نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ وَقَالَ " اَنْتُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ . ")) •

”نبی کریم ﷺ عذابِ قبر اور فتنہِ مسیح و دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے، اور فرماتے: (تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔)“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((بَلَى اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْغَى بِالنَّمِيمَةِ ، وَاَمَّا الْاُخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ .)) •

”نبی اکرم ﷺ دو قبروں سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں کو

① سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب التعمود من عذاب القبر، رقم: (۲۰۶۷)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح سنن نسائی، رقم: (۱۹۵۲)۔

② صحیح بخاری، كتاب الجنائز، باب عذاب القبر من الغيبة والبول، رقم الحديث: (۱۳۷۸)۔

(قبروں میں) عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑی بات پر نہیں۔“ پھر فرمایا: ”ان میں

سے ایک چغلی کھاتا تھا، اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔“

ایک روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((اَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا:

أَعَاذُكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ))

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا

تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) •

”ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی، اور عذاب قبر کا ذکر کیا، اور ان سے کہنے

لگی: ”اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا: ہاں عذاب قبر حق ہے، اس کے بعد آپ ﷺ کو کوئی ایسی نماز پڑھتے

نہیں دیکھا جس میں آپ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔“

اور مزید سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کا بھی مطالعہ فرمائیے گا، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرَّجُلُ

عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي، وَإِنْ

كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا آيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا

كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصِيقَ.)) •

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب جنازہ تیار ہوتا ہے، اور لوگ اسے اپنے

کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں تو نیک آدمی کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو، اگر نیک نہ ہو تو

① صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، حدیث رقم: (۱۳۷۲)۔

② صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنائز دون النساء، حدیث رقم: (۱۳۱۶، ۱۳۱۴)۔

کہتا ہے: ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لے جا رہے ہو، میت کی آواز انسانوں (اور جنوں) کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔“

☆..... عذاب قبر سے پناہ چاہنے کے لیے مسنون دعا

چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ .)) •

”اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جہنم کے عذاب سے،

زندگی، اور موت کی آزمائشوں سے، اور (کانے) دجال کی بلا سے۔“

۷۔ جہنم سے پناہ مانگنا:

جہنم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اور حق ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو کافر، مشرک اور اس کے ذکر سے منہ موڑنے والے ہوں، یاد رہے کہ جہنم بڑی وسیع ہے، اس کے دروازوں کی بڑی وسعت ہے، جہنم کی آگ کی بڑی شدت ہے، اس کا عذاب بڑا ہولناک ہے۔ اس میں جہنمیوں کو آگ کے ہی طوق پہنائے جائیں گے، آگ کی ہتھکڑیاں ہوں گی، آگ کی بیڑیاں، آگ کی گہری وادیاں، آگ کا لباس، آگ کا بستر ہوگا، جب جہنمی پانی طلب کریں گے تو کھولتا ہوا پانی سر پر انڈیل دیا جائے گا، پینے کے لیے پیپ اور کھانے کے لیے زقوم کا درخت پیش کیا جائے گا، کچھ لوگوں کو خون کی نہروں میں غوطے دیئے جائیں گے، اور بعض کو چکیوں میں پیس بھی دیا جائے گا، الغرض گناہوں کی کیفیت دیکھ کر انہیں مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا کیا جائے گا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے نصیحت کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو اس خطرناک آگ سے بچائیں جس کا ایندھن انسان اور پتھر کے وہ بت ہوں گے جن کی دنیا میں بت پرست عبادت

کرتے تھے۔ اور اس سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ وہ ان گناہوں سے تائب ہوں جو اللہ کی ناراضگی اور عذابِ آخرت کا سبب بنتے ہیں، اور اس کے ادا کر کو بجالائیں اور لو اہی سے بچیں۔ اور اہل و عیال کو نارِ جہنم سے اس طرح بچایا جاسکتا ہے کہ انہیں اسلام کی تعلیم دیں اور اس پر عمل کرنے پر ابھاریں۔ آدمی کے لیے اس مہیب آگ سے بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ وہ خود اسلام و شریعت کا پابند بنے اور اپنے ماتحتوں کو بھی ان پر عمل کرنے پر مجبور کرے۔ اور آگ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، تو اس سے مقصود تہدید و تخویف ہے تاکہ اس کی ہیبت ناسی کا تصور کر کے بندے اپنے رب کی اطاعت و بندگی کی طرف مائل ہوں، اور جرائم و معاصی سے پرہیز کریں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْأَجَارُ عَلَيْهِمْ مَلَكَةٌ غِلَظُ شِدَادٍ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم: ۶)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، اس پر ایسے فرشتے متعین ہیں جو سخت دل ہیں اور بے رحم، اللہ انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ وہ جہنم کے عذاب سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرة: ۲۰۱)

”اور ان میں سے بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے، اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں عذابِ جہنم سے

نجات دے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا﴾ (الفرقان: ۶۵-۶۶)

”اور (مومن وہ ہیں) جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پر بے رکھ، کیوں کہ اس کا عذاب چٹ جانے والا ہے۔ وہ جائے قرار دونوں کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔“

☆..... جہنم سے پناہ مانگنے کے لیے مسنون چند دعائیں

✽ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زیادہ تر دعائیں تھیں:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) •

”اے اللہ! ہمیں دنیا میں نیک دے، اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے۔“

✽ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

یہ دعا قرآن مجید کی کسی سورت کی طرح سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے، کہو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) •

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی ﷺ رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ، رقم: (۶۳۸۹)۔

② سنن نسائی، کتاب الحنائر، باب التَّعُوْذُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، حدیث رقم: (۲۰۶۵)، اس حدیث کو علامہ

البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے، صحیح سنن نسائی، رقم: (۱۶۵۰)۔

”اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتے ہیں، اور قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ طلب کرتے ہیں، نیز مسیح دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔“

❖ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو

دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)) ❶

”اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔“

❖ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ، وَآوَانِيْ، وَاطْعَمَنِيْ، وَسَقَانِيْ،
وَالَّذِيْ مَنْ عَلَيَّ فَاَفْضَلَ، وَالَّذِيْ اَعْطَانِيْ فَاَجْزَلَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ،
اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ)) ❷

”سب تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ہر مصیبت سے بچایا، مجھے رہنے کے لیے جگہ دی، مجھے کھلایا، اور پلایا، اور اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھ پر احسان کیا تو خوب کیا، مجھے عطا فرمایا تو خوب عطا فرمایا، ہر حال میں اس کا شکر ہی شکر ہے۔ اے اللہ! ہر چیز کے پالنے والے! ہر چیز کے مالک، ہر چیز کے معبود،

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الأدب، باب ما یقال عند النوم، رقم: (۵۰۴۵)، البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ”تمین مرتبہ“ کے الفاظ چھوڑ کر صحیح ہے۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: (۲۷۵۴)۔

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الأدب، باب ما یقال عند النوم، رقم: (۵۰۵۸)، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ”صحیح الإسناد“ ہے۔

میں جہنم سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“

۸۔ آخرت کے صدمات کے بارے میں چند اقوال اور رویے:

✽ جعفر بن برقان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ”مجھے معلوم ہوا کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ”تین چیزیں مجھے ہنساتی ہیں، اور تین چیزیں مجھے رلاتی ہیں: میں اس شخص پر ہنستا ہوں جو دنیا کے بارے میں پُر امید ہے، حالانکہ موت اس کے پیچھے لگی ہوئی۔ جو اپنے آقا (اللہ) کو بھولا ہوا ہے، حالانکہ اللہ نے اسے نہیں بھلایا۔ جو قہقہہ مار کر ہنستا ہے جب کہ اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ اللہ کو راضی کر رہا ہے یا ناراض۔

اور (یہ) تین چیزیں مجھے رلاتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ سے جدائی، سکرات موت، قیامت کے روز اللہ کے سامنے کھڑا ہونا جب کہ مجھے معلوم نہ ہوگا کہ واپسی پر مجھے جہنم میں بھیجا جائے گا یا جنت میں۔ ۱

✽ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ کے پاس کھڑے تھے، جب انہوں نے کہا: ”اے لوگو! میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہوں، اس شفیق بھائی کی طرف دوڑو جو تمہیں مخلصانہ نصیحت کرتا ہے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تو انہوں نے کہا: تم جانتے ہو کہ اگر کوئی سفر پر جانے کا ارادہ کر لے تو کیا وہ زادِ سفر ساتھ نہیں لیتا، تاکہ اس کا سفر آرام سے گزرے اور خیریت کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچنے کے قابل ہو سکے؟“ لوگوں نے جواب دیا: ”بے شک!“ اس پر انہوں نے کہا: ”سب سفرِ آخرت ہے جو تمہیں کرنا ہے لہذا تم اپنا زادِ راہ ساتھ لو۔“ لوگوں نے پوچھا: ”وہ کون سی چیز ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”خوفناک چیزوں کے واقع ہونے سے قبل حج ادا کرنا، شدید گرم دن میں روزہ رکھنا، تاکہ یومِ حشر کی گرمی کا احساس ہو، رات کے اندھیرے میں دو رکعت نماز ادا کرنا، تاکہ قبر کی تنہائی اور سردی کا احساس ہو۔ اچھی بات کہو اور بری

بات سے منع کرو تا کہ یوم حشر جب کھڑے رہنے کا احساس ہو اور اس امید پر اپنے مال سے صدقہ خیرات کر دو اس طرح تم مال کی تنگی اور غربت سے بچ جاؤ گے۔

دنیا میں دو چیزوں کے لیے مال و زرع جمع کرو، آخرت خریدنے کے لیے، اور حلال حاصل کرنے کے لیے۔ تیسری کسی وجہ سے مال جمع کرنا تمہیں فائدہ نہ دے گا، لہذا اس کی خواہش بھی نہ رکھو۔“

”اپنی دولت کے دو حصے کرو، ایک حصہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو، اور ایک حصہ آخرت کے لیے آگے بھیجو۔ تیسرا حصہ تمہیں نقصان دے گا، تمہارے لیے فائدہ بخش نہ ہوگا، لہذا اس کی خواہش نہ کرو۔“

✽ سلمان بن ابی مطیع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا کہ اس سے روزہ افطار کریں لیکن جیسے ہی برتن کو اُن کے قریب کیا گیا تو انہوں نے رونا شروع کر دیا اور کہا: ”مجھے جہنیوں کی یہ خواہش یاد آ گئی، وہ کہیں گے۔

﴿أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ﴾ (الاعراف: ۵۰)

”ہم پر بھی کچھ پانی انڈیل دو۔“

اور پھر مجھے ان کا جواب یاد آ گیا:

﴿إِنَّ اللَّهَ حَزَنَهُمَا عَلَى الْكَافِرَيْنِ﴾ (الاعراف: ۵۰)

”بلاشبہ اللہ نے یہ چیزیں کافروں پر حرام کی ہیں۔“

✽ ثابت البنانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہم ایک جنازہ کے جلوس کے ساتھ جا رہے تھے، ہمیں اس کے سوا کچھ نظر نہ آیا کہ لوگ روتے وقت اپنے چہروں کو چھپا لیتے تھے، یا فکر سے ڈھانپ لیتے تھے۔“

✽ بکیر یا ابوبکر سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ اسمعیلؑ ویشیعہؑ نے کہا: ”جسے کبھی غم یا صدمے سے واسطہ نہیں پڑا تو اسے جہنموں میں شمولیت سے ڈرنا چاہیے، کیوں کہ جنتی کہیں گے۔

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ﴾ (الفاطر: ۳۴)

”اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔“

کیوں کہ جو اللہ کے خوف سے نہیں ڈرتا، تو اسے اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کہیں گے:

﴿قَالُوا اِنَّا كُنَّا قَبْلَ فِیْ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ۝﴾ (الطور: ۲۶)

”اس سے پہلے ہم اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے۔“

✽ عمران الخياطؒ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیمؑ نخعیؒ یشیعہؑ بیماری کے دوران روئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا: ”اے ابو عمران! تمہیں کس چیز نے رُلا یا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”میں کیوں نہ روؤں؟ میں اللہ کے اس فرستادے کے انتظار میں ہوں جو مجھے آ کر یہ بتادے کہ مجھے جنت بھیجا جائے گا یا جہنم میں۔“

۹۔ ثوابِ آخرت:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِیدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ ۖ

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝﴾ (النساء: ۱۳۴)

”جو شخص ثوابِ دنیا کا طالب ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس

ثوابِ دنیا بھی ہے، اور ثوابِ آخرت بھی، اور اللہ سمیع و بصیر ہے۔“

لہذا یہ پست ہمتی ہوگی کہ انسان آنکھیں بند کر لے، اور بہت دینے والے سے تھوڑا مانگے، نہیں نہیں بلکہ آخرت کے بڑے بڑے کاموں کا حصول مقصد حیات ہونا چاہیے، اپنا نصب العین عیش جاودانی کو بنانا چاہیے نہ کہ صرف دنیا کو۔



آٹھواں سبب:

خشیتِ الہی

۱۔ خشیت کا معنی:

خشیت ”خَشِيَ“ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ”ڈرنا“ اور ”خشیتِ الہی“ کا معنی ہوا ”اللہ کی تعظیم اور اس کی ہیبت سے ڈرنا“ اللہ عظیم و خیر کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر: ۲۸)

”بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔“

۲۔ خشیتِ الہی کی فضیلت:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ۝﴾ (یس: ۱۱)

”آپ کا ڈرنا اسی کے لیے مفید ہے جو قرآن کی پیروی کرتا ہے، اور رحمن کو دہن دیکھے اُس سے ڈرتا ہے، پس آپ اُسے گناہوں کی معافی اور بہت ہی عمدہ اجر کی خوشخبری دے دیجئے۔“

دراپک مقام پر فرمایا:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝﴾ (النازعات: ۴۰-۴۱)

”اور جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہش کی اتباع سے روکا تو

بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔“

سورۃ النور میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّبِعِ فَاُولَٰئِكَ هُمُ

الْفَائِزُونَ﴾ (النور: ۵۲)

”اور جو بھی اللہ کی، اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں خوفِ الہی رکھیں،

اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں تو وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔“

اور نجات کا معنی یہی ہے کہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل مل جائے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأُولَٰئِكَ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هَذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ

حَفِيفٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ ۝ فِيهَا

وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝﴾ (ق: ۳۱ تا ۳۵)

”اور جنت پرہیزگاروں کے لیے بالکل قریب کر دی جائے گی ذرا بھی دور نہ

ہوگی، یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لیے جو رجوع کرنے

والا اور پابندی کرنے والا ہو، جو رحمن کا غائبانہ خوف رکھتا ہو، اور توجہ والا دل لایا

ہو۔ تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے، یہ وہاں جو

چاہیں انہیں کا ہے۔ بلکہ ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔“

اور سورۃ الرحمن میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلِلَّيْنِ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَيْنِ ۝﴾ (الرحمن: ۴۶)

”اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو کر حساب دینے سے ڈرتا ہے، اس کے

لیے دو باغ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص روزِ حساب، اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا

ہے، اس لیے فرائض کی پابندی کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے، اسے اس کا رب دو جنتیں دے گا، ایک ترک معاصی کے بدلے اور دوسری عمل صالح کے بدلے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((جَنَّاتٍ مِنْ فَضَّةٍ، آيَتْهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ آيَتْهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا رِداءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَذْنٍ)) •

”دو باغ ایسے ہوں گے جن کے برتن اور تمام اسباب چاندی کے ہوں گے، اور دو باغ ایسے ہوں گے جن کے برتن اور تمام اسباب سونے کے ہوں گے، اور اہل جنت اور اللہ کی دید کے درمیان جنت میں اس کے چہرے پر کبریائی کی چادر حائل ہوگی۔“

اور رسول ہادی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُونِي فَذَرُونِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَفَعَلُوا بِهِ فَجَمَعَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا حَمَلَنِي إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ)) •

”پچھلی امتوں کا ایک شخص جسے اپنے برے اعمال کا ڈر تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرا لاشہ ریزہ ریزہ کر کے گرم دن میں اٹھا کے دریا میں ڈال دینا۔ اس کے گھر والوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا، پھر

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ومن دونهما جنتان، رقم: (۴۸۷۸)، باب حور مقصورات فی النخیام، رقم: ۴۸۸، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إثبات رؤية المؤمنين فی الآخرة ربهم سبحانه وتعالی، رقم: ۴۴۸۔ ② صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الخوف من الله، رقم: ۶۴۸۰۔

اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ جو تم نے کیا اس کی وجہ کیا ہے؟
اس شخص نے کہا کہ پروردگار! مجھے اس پر صرف تیرے خوف نے آمادہ کیا۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔“

بایں وجہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِيَايَ فَارْهَبُوْنِ ۝﴾ (البقرة: ۴۰)

”اور مجھ ہی سے ڈرو۔“

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسًا ۝﴾ (آل عمران: ۲۸)

”اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔“

۳۔ جنات، حیوانات، جمادات اور فرشتوں کا خوفِ الہی:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَقَّهُوْا ۙ اِظْلُمَ عَلٰى السَّٰمِعِيْنَ
وَالْغٰثِثِیْلِ سَجْدًا ۙ اِنَّ اللّٰهَ ذٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ ۙ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ یَخَافُوْنَ
رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝﴾ (النحل: ۴۸-۵۰)

”کیا انہوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا ہے جنہیں اللہ نے پیدا کیا ہے، جن کے
سائے نہایت انکساری کے ساتھ سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکے رہتے
ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین میں جتنے چوپائے ہیں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور
فرشتے بھی۔ درآئیں خالیکہ وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔“

مشرکین مکہ کو دھمکی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور کبریائی بیان فرمائی ہے کہ یہ
بات تم سے وہ کہہ رہا ہے جس کی بارگاہ میں جن و انس، حیوانات و جمادات اور فرشتے سبھی اس

سے ڈرتے ہوئے سجدہ ریز ہیں، حتیٰ کہ ہر چیز کا سایہ بھی صبح و شام نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اس کو سجدہ کرتا ہے، اور اس کی مرضی سے سر مو انحراف نہیں کرتا ہے۔

اور خاص فرشتوں کے متعلق یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۚ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝﴾ (الانبیاء: ۲۶-۲۸)

”مشرک لوگ کہتے ہیں کہ رحمان کی اولاد ہے (یہ بات غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے بلکہ وہ سب اس کے ذی عزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، بلکہ اس کے فرمان پر کار بند ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو وہ تو خود اس کی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں۔“

۴۔ خوفِ الہی سے رونے کا ثواب:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَخْضَوْنَ لِلْذِّقَانِ يَسْكُونُ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝﴾ (الإسراء: ۱۰۹)

”اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کو خشوع میں اور بڑھادیتا ہے۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿أَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۖ وَتَضَحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۖ﴾

(النجم: ۵۹-۶۰)

”کیا تم اس قرآن سے تعجب کرتے ہو، اور ہنستے ہو، روتے نہیں۔“

مذکورہ آیات کریمہ میں اہل ایمان کے رونے اور کافروں کا اس کے برعکس ہنسنے کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کا وصف اللہ کے خوف اور اس کے شوقی ملاقات میں ہونا ہے، اور کافراں کو وصف سے محروم ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ قرآن سن کر استہزاء کرتے ہیں۔

اب اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، أَطَلَّتِ السَّمَاءُ وَحَقُّ لَهَا أَنْ تَنْطَطَّ، مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ تَعَالَى، وَاللَّهُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَمَا تَلَدُّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعْدَاتِ تَجَارُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى)) •

”میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، آسمان چرچراتا ہے، اور اس کے لائق ہے کہ وہ چرچرائے، اس میں چار انگلیوں کی بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے اللہ کے آگے سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ، اور تم بستروں پر (اپنی) عورتوں کے ساتھ لطف اندوز ہونا ترک کر دو، اور تم اللہ سے پناہ چاہتے ہوئے (جنگلوں کے) راستوں کی طرف نکل جاؤ۔“

اس معنی کی ایک حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((خُطِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا» قَالَ:

فَعَطَىٰ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجُوهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِينٌ.))

”رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس جیسا میں نے کبھی نہیں سنا، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو (کپڑوں سے) ڈھانپ لیا اور ان کے رونے کی آواز آرہی تھی۔“

معلوم ہوا کہ خشیتِ الہی سے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام رویا کرتے، اور رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے، حدیث میں آتا ہے کہ سید الا برار، نبی التوبہ، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَا أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَّقَاكُمْ لَهُ.))

”یقیناً میں تم میں سب سے زیادہ خشیتِ الہی رکھنے والا، اور پرہیزگار ہوں۔“

اور جب صحابہ کرام کو وعظ و نصیحت فرماتے تو وہ بھی اللہ کے خوف سے رویا کرتے تھے۔

اس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کرنے کی ترغیب ہے کہ خوفِ الہی کی وجہ سے آنکھیں پر نم ہو جانی چاہئیں۔ اور صحابہ کا عالم یہ تھا کہ اکثر رسول اللہ ﷺ کے وعظوں میں اللہ کے خوف سے رو دیا کرتے۔

غزوہ خنین میں جو مال فئے ملا اس کو آپ ﷺ نے قبائل عرب میں تقسیم کر دیا تاکہ اسلام کے متعلق ان کی دل بستگی کا سامان ہو۔ اس موقع پر انصار کو کوئی عطیہ نہیں دیا اور تمام مال دوسرے قبائل میں تقسیم کر دیا۔ انصار نے جب یہ دیکھا تو بشری تقاضا کے تحت ان میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ انھوں نے کہا کہ مصیبت کے وقت تو ہم نے ساتھ دیا اور اب جب مال کی تقسیم کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے ہمیں نظر انداز

① صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ ((لو تعلمون ما أعلم لضحككم قليلا ولبكيتم كثيرا))، رقم: (۴۶۲۱)، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم الحديث: (۶۱۱۹)۔

② صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۵۰۶۳۔

کر کے سارا مال اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ انصار کے معزز ترین فرد سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے علم میں جب یہ بات آئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ ”اے اللہ کے رسول! انصار کا قبیلہ مال فتنے کی تقسیم کے سلسلہ میں اس وجہ سے روٹھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے پورا مال اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ آپ ﷺ نے قبائل عرب کو بڑے بڑے عطیات عنایت کیے مگر انصار کے حصہ میں کچھ بھی نہیں آیا۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”سعد بن عبادہ! اس سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟“

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بھی انصار کا ایک فرد ہوں۔“ آپ ﷺ نے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ”اچھا تم انصار کو اس احاطہ میں جمع کرو۔ میں ان سے گفتگو کروں گا۔“ جب تمام انصار جمع ہو گئے تو رسول ہاشمی ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا قَالَتْ بَلَّغْتَنِي عَنْكُمْ وَجِدَّةً وَجَدْتُمُوهَا فِي أَنْفُسِكُمْ؟ أَلَمْ آتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَذَا كُمُ اللَّهُ؟ وَعَالَةً فَأَعْنَاكُمُ اللَّهُ؟ وَأَعْدَاءَ قَالَتْ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ؟))

”اے انصار کے لوگو! تم کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہو؟ تمہیں کون سی بات ناگوار گذری ہے؟ جب میں تمہارے پاس آیا، کیا تم گمراہ نہیں تھے؟ اللہ نے میرے ذریعہ سے تمہیں ہدایت دی۔ کیا تم غریب نہیں تھے؟ اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں مال داری عطا کی۔ کیا تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن نہیں تھے؟ اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔“

انصار نے کہا:

((بَلَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ آمَنُ وَأَفْضَلُ .))

”اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بے پناہ فضل و احسان ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا تَجِيبُوْنِيْ يٰا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ؟))

”اے انصار کے لوگو! خاموش کیوں ہو؟ میری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتے؟“

انصار نے کہا:

((وَبِمَا ذَا نُجِيبُكَ يٰا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَلِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْاَمْنُ وَالْفَضْلُ))

”اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ حقیقت میں اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کے لیے ہی فضل و احسان ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَمَّا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَصَدَقْتُمْ، اَتَيْنَا مُكَدَّبًا

فَصَدَقْنَاكَ، وَمَخْذُوْلًا فَنَصَرْنَاكَ، وَطَرِيْدًا فَاَوْيْنَاكَ، وَعَائِلًا

فَاَغْنَيْنَاكَ، اَوْ جَدْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ،

يٰا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ فِيْ لِعَاْعَةٍ مِّنَ الدُّنْيَا تَالَفْتُ بِهَا قَوْمًا لِّیْسَلِمُوْا

وَوَكَّلْتُمْکُمْ اِلٰی اِسْلَامِکُمْ،

اَفَلَا تَرْضَوْنَ يٰا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَنْ یَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّأَةِ الْبَعِیْرِ

وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رِحَالِکُمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُجَمَّدٍ

بِیْدِهِ، وَلَوْ لَا الْهَجْرَةُ لَکُنْتُ اِمْرَآءًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ

النَّاسُ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكَتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ

اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْ الْاَنْصَارَ، اُبْنَاءَ الْاَنْصَارِ، وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ)) ❶

اے انصار کے لوگو! اللہ کی قسم! تم اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تمہاری بات صحیح

ہوگی، میں بھی تمہاری تصدیق کروں گا۔ تم کہہ سکتے ہو کہ اے محمد ﷺ! آپ

اس حال میں ہمارے پاس آئے کہ تمہیں لوگ جھٹلا چکے تھے، ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ آپ بے یار و مددگار آئے، ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ لوگوں کے دھتکارے ہوئے تھے، ہم نے آپ کو پناہ دی۔ آپ نادار تھے، ہم نے آپ ﷺ کی غم خواری کی۔

”اے انصار کے لوگو!..... کیا تم صرف دنیا کی ایک حقیر چیز کے بارے میں مجھ سے ناراض ہو گئے ہو جس کے ذریعہ میں نے کچھ لوگوں کی دلجوئی کی ہے تاکہ وہ اسلام لے آئیں، اور تمہیں تمہارے اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔

”اے انصار کے لوگو!..... کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں، اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو لے کر اپنے گھر کو واپس جاؤ؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جو چیز تم لے کر واپس جاؤ گے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کو لے کر یہ لوگ واپس جائیں گے..... اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا..... اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں، اور انصار دوسری وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی اور وادی میں چلوں گا۔

”انصار میرے قریب ترین ہیں اور دوسرے لوگ ان کے بعد..... اے اللہ! انصار پر رحم فرما..... ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کی اولاد پر رحم فرما۔“

راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تقریر سن کر لوگ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں، اور انھوں نے کہا کہ ”ہم رسول اللہ ﷺ کی تقسیم سے خوش ہیں۔“^۵ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

⑤ اس کے بعض حصوں کے شاہد، بخاری و مسلم میں بھی ہیں۔ دیکھئے: صحیح بخاری۔ غزوۃ الطائف، رقم:

((لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكِيَ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ عُقَابٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ))^①
 ”وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رویا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے، اور اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہوگا۔“

فائدہ:..... ظاہر بات ہے جس شخص کے دل میں اللہ کا اتنا خوف ہو کہ وہ اس کی بنا پر روتا ہو، تو وہ کب اللہ کا نافرمان ہو سکتا ہے؟ یقیناً اس کی زندگی بالعموم اللہ کی اطاعت میں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہی گزرے گی۔ اس لیے ایسے شخص کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس کا جہنم میں جانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَآثَرَيْنِ: قَطْرَةٌ دُمُوعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ، وَقَطْرَةٌ دَمٍ تُهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ . وَأَمَّا الْآثَرَانِ: فَأَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى ، وَأَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ تَعَالَى))^②

”دو قطرؤں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہیں: ایک آنسوؤں کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلے، اور دوسرا وہ قطرہ خون جو اللہ کے راستے میں بہایا جائے۔ رہے دو نشان (تو ان میں سے) ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ کے راستے میں (لڑتے ہوئے) لگے، اور دوسرا (نشان) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں

① صحیح سنن ترمذی، ابواب الجہاد، باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ، رقم: (۱۶۳۳)، التعليق الرغیب: ۱۶۶/۲.

② سنن ترمذی، ابواب الجہاد، باب ماجاء فی فضل المرباط، رقم: (۱۶۶۹)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

سے کوئی فرض ادا کرتے ہوئے لگے۔“

اس حدیث میں بھی خشیتِ الہی سے رونے کی فضیلت واضح ہے۔

۶۔ خشیتِ الہی سے رونے کے ثمرات:

جو آدمی اللہ سے ڈر جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے کئی انعامات سے نوازتے ہیں، جن میں سے

کچھ کا ذکر ہم ذیل کی سطور میں کیے دیتے ہیں۔

☆ جو آدمی اللہ سے ڈر جاتا ہے اس کا ٹھکانا جنت ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ

هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝﴾ (النازعات: ۴۰-۴۱)

”اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہش کی اتباع سے

روکا تو بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔“

☆ اور قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ

دے گا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ.)) •

”سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں پناہ دے گا۔ (ان

میں) ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے

آنسو جاری ہو گئے۔“

☆ اللہ سے ڈرنے والا اللہ جل شانہ کی محبت کو پالیتا ہے۔

☆ انہیں جہنم کی آگ چھوئے گی اور نہ ہی وہ جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ، عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ

بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝

”دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے ڈر سے رو

پڑی، اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں رات کو پہرہ دے۔“

☆ آخرت میں جنت انہی خوبیوں اور آسانیوں کے ساتھ انہیں عطا کی جائے گی، فرمانِ

باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَقَّعَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّعَهُمْ نَصْرَةً وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُمْ

بِمَا صَبَرُوا جَنَّاتٍ وَحَرِيرًا ۝﴾ (الذہر: ۱۱-۱۲)

”چنانچہ اللہ ان کو اس دن شر سے بچالے گا، اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔ اور

صبر کے بدلے انہیں جنت اور ریشمی لباس دے گا۔“

☆ دنیا میں سرفرازی اور ایمان کی حلاوت ملتی ہے۔

☆ ان کے ایمان اور ہدایت میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ روحانی امن و سکون ملتا ہے۔

☆ اللہ جل شانہ ان کے لیے آسانیاں، مشکلات سے نکلنے کی راہ پیدا کرتا ہے اور ایسی جگہ

سے رزق مہیا کرتا ہے جہاں سے انہیں گمان بھی نہ ہوگا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝﴾ (الطلاق: ۳)

”اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نکلنے کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ایسی

جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔“

☆ اللہ جل شانہ ان کے کاموں میں آسانیاں پیدا کر دے گا۔

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (الطلاق: ۴)

”اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔“

☆ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی قربت پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، کیوں کہ خشیت الہی

سے رونا رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھایا ہے۔



نواں سبب:

ذکر و محبت الہی

۱۔ اللہ کی محبت کی فریضیت:

ایمان کامل کے لیے شرط ہے کہ کائنات کی ہر ایک چیز سے بڑھ کر محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کی جائے، اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرة: ۱۶۵)

”اور مومنین اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔“

اور سورۃ التوبہ میں فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ٥﴾ (التوبة: ۲۴)

”آپ کہیے کہ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کر لو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے کر آجائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دھمکی دی ہے جو اللہ کے مقابلہ میں اپنے

اہل و عیال اور رشتہ داروں کو ان کے کفر و شرک کے باوجود ترجیح دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول سے حقیقی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم رکھا جائے، باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا بیوی، یا خاندان کا کوئی فرد یا مال و دولت جسے آدمی اپنی کدو کاوش سے حاصل کرتا ہے، یا انواع و اقسام کے اموال تجارت، یا بلند و بالا محلات، ان سب کی اللہ اور رسول کے مقابلہ میں مومن کے دل میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی، جس کے نزدیک یہ چیزیں اللہ، اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں گی۔ وہ فاسق اور اپنے حق میں ظالم ہوگا۔

اہل علم کہتے ہیں کہ یہ آیت سب سے بڑی دلیل ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا جزو، اور ان کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم کرنا واجب ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ اللہ کی نگاہ میں بہت بڑا گنہگار ہوگا، اور اسے عذاب الہی کا انتظار کرنا چاہیے، اور اسے پہچاننے کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر اس کے سامنے دو چیزیں آئیں، ایک وہ جسے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں، اس میں آدمی کا بظاہر کوئی ذاتی فائدہ نہیں، اور دوسری وہ ہے جسے اس کا نفس چاہتا ہے، لیکن اسے اپنانے سے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ چاہتے ہیں۔ اگر وہ اپنی خواہش نفس کے موافق شے کو اس شے پر ترجیح دے دیتا ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول چاہتے ہیں تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اپنے حق میں ظالم ہے۔ علامہ ذوالنون المصری فرماتے ہیں:

((قل لمن أظہر حب اللہ احذر أن تذلل لغير اللہ، ومن

علامة الحب للہ ألا یكون له حاجة إلى غیر اللہ.)) •

”جو شخص اللہ سے محبت کو ظاہر کرتا ہے آپ اسے کہہ دیجیے کہ غیر اللہ کے سامنے

مت جھکو، اور اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنے کو اللہ کا محتاج سمجھے، اور

غیروں سے اپنے حاجات مت طلب کرے۔“

۲۔ اللہ کی محبت کے اسباب

اللہ کی توفیق سے ہم ایسے اسباب بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے، اور وہ اسباب یہ ہیں:

☆..... توحید خالص:

اللہ تعالیٰ کی رضا اور پسندیدگی و محبت ان لوگوں کو ہی میسر ہوتی ہے، جنہیں توحید خالص کی نعمت عظمیٰ حاصل ہو جائے، اس کی دلیل شافع محشر، شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ:

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ.))^۱

”روزِ قیامت میری شفاعت ان خوش نصیب لوگوں کو حاصل ہوگی، جنہوں نے اخلاص کے ساتھ کلمہ ”لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا ہوگا۔“

یاد رہے کہ اخلاص کا معنی یہی ہے کہ ان کی توحید میں کسی قسم کے شرک کی ملاوٹ نہ ہو، بلکہ ان کی توحید خالص ہو۔

☆..... توحید کی اقسام:

توحید کی تین اقسام ہیں۔ (۱) توحید الوہیت۔ (۲) توحید ربوبیت۔ (۳) توحید اسماء و صفات۔

(۱) توحید الوہیت:

توحید الوہیت یہ ہے کہ جملہ عبادات مثلاً: نماز، روزہ، دعاء نذر، اور قربانی وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا مانا جائے، اور کسی طرح کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا جائے۔

یہی وہ توحید ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶)

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔“

اور اسی توحید الوہیت کی دعوت کو عام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل بھیجے، اور کتابیں نازل فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا
الطَّاغُوتَ﴾ (النحل: ۳۶)

”اور ہم نے ہر گروہ کے پاس ایک رسول اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اور شیطان اور بتوں کی عبادت سے بچتے رہو۔“

(۲) توحید ربوبیت:

یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق، زندہ کرنے والا، موت دینے والا ہے اور وہی سارے جہانوں کا کارساز ہے، جس کی آسمانوں اور زمین میں حکومت ہے۔ اور اس قسم کی توحید کا اقرار و اعتراف اس فطرت کا تقاضا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ مشرکین بھی اس کا اقرار کرتے تھے اور اس کے منکر نہ تھے۔ اسی قسم کی توحید کا انکار کم ہی لوگوں نے کیا ہے اور وہ بھی تکبر و عناد کی وجہ سے ظاہر طور پر کیا ہے، ورنہ دل سے وہ بھی اس کے معترف تھے۔

﴿وَجَعَلُوا بَيْنَهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝﴾ (النمل: ۱۴)

”اور ان نشانوں کا انھوں نے ظلم و سرکشی کی وجہ سے انکار کر دیا، حالانکہ ان کا باطن ان کی صداقت کا یقین کر چکا تھا۔“

(۳) توحید اسماء و صفات:

یعنی اللہ تعالیٰ نے اور نبی کریم ﷺ نے اللہ عز و جل کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں،

ان پر ایمان لایا جائے، اور انھیں بلا تکلیف و تمثیل اور بلا تحریف و تعطیل مان لیا جائے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ﴾ (الأعراف: ۱۸۰)

”اور اللہ کے بہت ہی اچھے نام ہیں، پس تم لوگ اسے انہی ناموں کے ذریعہ

پکارو۔“

اللہ کی صفاتِ عالیہ میں سے اس کی مخلوق پر صفت ”علو“ بھی ہے، لہذا اس پر بلا تکلیف و تمثیل اور بلا تحریف و تعطیل ایمان لانا واجب ہے، جیسا کہ اس کی ذاتِ عالیہ پر ایمان لانا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان

﴿الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی﴾ کا کیا معنی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا:

((اَلَا سْتَوٰءٌ مَّعْلُوْمٌ، وَ الْكَيْفِيَّةُ مَجْهُوْلٌ، وَ الْاِيْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ)) •

”استواء معلوم ہے، جب کہ اس کی کیفیت نامعلوم ہے اور اس پر ایمان لانا

واجب ہے۔“

☆..... اللہ تعالیٰ کی محبت کی فرضیت کونہ بھولنا

ہر مومن اور مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت مخلوق میں سے ہر ایک چیز کی محبت سے زیادہ ہو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾ (البقرة: ۱۶۵)

”اور اہل ایمان اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔“

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی محبت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس بارے میں کوئی

اختلاف نہیں کہ اس کی محبت ہر محبوب (کی محبت) پر مقدم ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا
وَمَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي
سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾ (التوبة: ۲۴)

”آپ کہہ دیجیے! اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور
تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت
جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں
اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کر لو،
یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے کر آجائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

”اگر یہ چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول کریم ﷺ اور اس کی راہ میں
جہاد سے زیادہ عزیز ہیں، تو پھر اس بات کا انتظار کرو، کہ اس کے گونا گوں
عذابوں میں سے تم پر کسی قسم کا عذاب نازل ہوتا ہے۔“

☆..... قرآن مجید کی تلاوت کرنا

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اپنے دلوں میں جاگزیں کرنے کے لیے یہ بھی
ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ محبوب رب العالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:
(مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي الْمُصْحَفِ) •

”جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا

بن جائے تو وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔“

☆..... اللہ تعالیٰ کی محبت کے ثمرات کو ہمیشہ یاد رکھنا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

① تفسیر ابن کثیر: (۳/۳۶۵)، طبعہ دار الکتاب العربی بیروت.

② سلسلة الأحادیث الصحيحة، رقم: ۲۳۴۷، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۸۹.

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدِيهِنَّ حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ.)) •
 ”تین (خصائیس) جس شخص میں ہوں وہ ایمان کی مٹھاس سے بہرہ ور ہوگا، یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں، جس سے محبت کرے صرف اللہ کی رضا کے لیے کرے اور کفر میں پلٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح کہ آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔“

☆..... اللہ تعالیٰ کے احسانات کو فراموش نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کے ہم پر اتنے انعامات ہیں کہ ہم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:
 ﴿وَإِنْ تَعْدُوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا﴾ (إبرہیم: ۳۴)
 ”اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے۔“

بلکہ ہر نعمت اللہ کی عطا کردہ ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَكْمُرُ مِنَ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ﴾ (النحل: ۵۳)

”اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں اسی کی جانب سے ہیں۔“

جب انسان اللہ کے احسانات کو یاد رکھے گا، اور فراموش نہ کرے گا تو یہ چیز اللہ تعالیٰ سے بندے کی محبت میں اضافے کا باعث بنے گی۔

☆..... کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا

ذکر کا معنی یاد رکھنا ہے تو اللہ کو یاد رکھنا اس کا ذکر کرنا اللہ سے محبت کا باعث ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ (البقرہ: ۱۵۲)

”پس تم لوگ مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔“

کیا خوب کہا بہادر شاہ ظفر نے ؎

ظفر اس کو نہ آدمی جانیے گا
چاہے کتنا ہو وہ فہم و ذکا

جسے عیش میں یادِ الہ نہ رہی

جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

فائدہ:..... یاد رہے کہ ذکرِ الہی صرف تسبیح و تہلیل اور تحمید و تکبیر میں منحصر نہیں ہے، بلکہ ہر وہ عمل جو قرآن و سنت کے مطابق ہو، اور جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، وہ ذکرِ الہی ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والے تھے، ان کی گفتگو، ان کا امر و نہی، اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات، احکام و افعال، اور وعد و وعید کے بارے میں ان کی حدیثیں ان کا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا، اللہ تعالیٰ سے سوال و دعا، جنت کی رغبت دلانا، جہنم سے ڈرانا اور ان کی خاموشی، سب کچھ ذکرِ الہی تھا، وہ ہر وقت اور ہر حال میں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اور سفر و حضر میں اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ اتنی ذکرِ الہی کے وہ طریقے اور وہ حرکات و سکنات جو گمراہ صوفیاء نے ایجاد کر لیے ہیں، جن کا ثبوت صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ کرام سے نہیں ملتا، بدترین بدعت ہیں۔ انہوں نے سارے نام سے اپنی محفلوں میں رقص و موسیقی کو داخل کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو قرآن سننے اور سناتے سے روک دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب جمع ہوتے تھے تو ان میں سے ایک قرآن پڑھتا تھا اور باقی لوگ سنتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ((ذَکَرْنَا رَبَّنَا)) کہ ”ہمیں رب کی یاد دلاؤ۔“ چنانچہ وہ قرآن پڑھتے اور عمر رضی اللہ عنہ قرآن سنتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذَا تَنَالَىٰ عَلَيْهِمْ آيَةُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝﴾

(مریم: ۵۸)

”اور جب ان کے سامنے اللہ کے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے تو وہ سجدے میں روتے ہوئے گر پڑتے ہیں۔“

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَىٰ اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ ۝﴾

(الزمر: ۲۳)

”کہ اللہ نے سب سے اچھی حدیث نازل کی ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے۔ جس سے ان لوگوں کے جسم کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں، پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں۔“

معلوم ہوا کہ قرآن و سنت کے حدود میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا، رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھالنا، قرآن کریم کی تلاوت اور قرآن کریم کو سمجھنا سمجھانا، ذکرِ الہی کے طریقے ہیں۔ وہ تسبیحات جن کا ثبوت قرآن و سنت سے نہیں ملتا۔ مثلاً پالتی مار کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جانا، اور دعویٰ کرنا کہ اللہ کا تصور دل و دماغ میں بسایا جا رہا ہے۔ ”حق ہو،“ کے نعرے لگانا، دل پر ”لا الہ الا اللہ“ کی ضربیں لگانا، حلقے بنا کر بیٹھ جانا اور سری یا جہری ذکر میں بزم خود مشغول ہونا، یہ اور اس قسم کے افعال و حرکات کا مشروع ذکرِ الہی سے کوئی تعلق نہیں۔ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ)) •

”جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس سے نہیں تو وہ مردود ہے۔“

یاد رکھو! چاہے وہ کوئی عقیدہ ہو، کوئی نظریہ ہو، کوئی قول و عمل ہو اور چاہے ذکر کے خود ساختہ طریقے ہوں، سبھی کچھ مردود ہے اگر قرآن و سنت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اگر کوئی شخص زندگی بھر مراقبہ میں بیٹھا رہ جائے اور زعمِ باطل میں مبتلا رہے کہ وہ اللہ کی یاد میں مشغول ہے لیکن اس کے عمل کا ثبوت قرآن و سنت سے نہیں ملتا، تو اس کی ساری محنت بے کار ہے، بلکہ قیامت کے دن وبالِ جان بن کر اس کے سامنے آئے گی۔

نماز کے بعد کی مسنون دعائیں اور اذکار

☆ نمازی کے لیے سلام پھیرنے کے بعد اونچی آواز سے ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہنا چاہیے، پھر وہ تین مرتبہ، ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) • کہے۔

اور پھر یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔

☆ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ . لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَجَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) •

”اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہوتی ہے، تو بڑا ہی بابرکت ہے اے عظمت و بزرگی والے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں

① صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحو اعلیٰ صلح جور فالصلح مردود، رقم: (۲۶۹۷)۔

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلوة، رقم: ۸۴۱، ۸۴۲، صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب الذکر بعد الدعاء، رقم: ۵۸۳۔

③ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوة، حدیث رقم: ۵۹۱۔

ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو کچھ تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ نہ دے گی۔“

☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نماز فجر سے سلام پھیرتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَرِزْقًا طَیْبًا ، وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا)) ❶

☆ پھر تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہے اور سو (۱۰۰) کی گنتی اس دعا سے پوری کرے۔

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ، لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ)) ❷

”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی

بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔“

☆ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ﴿ (۱) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۲) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلٰقِ اور (۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ پڑھے، فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ان تینوں

سورتوں کا تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ ❸

☆ اسی طرح مغرب اور فجر کی نماز کے بعد مذکورہ اذکار کے بعد درج ذیل تسبیحات کا دس

مرتبہ پڑھنا مستحب ہے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ، لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ ،

❶ صحیح سنن ابن ماجہ: ۱/ ۱۵۲۔

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، رقم: ۵۹۷۔

❸ سنن ابو داؤد، ابواب الوتر، باب فی الاستغفار، رقم: ۱۵۲۳، اسے حاکم ۱/ ۲۵۳ اور ابن حبان،

رقم: ۲۳۴۷، نے ”صحیح“ کہا ہے۔

يُخَيِّي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔“

واضح رہے کہ مذکورہ اذکار و تسبیحات کا پڑھنا مستحب ہے، اور اس کے علاوہ بھی مسنون اذکار ہیں۔

صبح و شام کے اذکار:

شام کے اذکار میں بریکٹ والے الفاظ کو پڑھا جائے، اور باقی دعا دعویٰ ہوگی۔ صبح کے اذکار فجر کے بعد اور شام کے اذکار مغرب سے پہلے یا بعد میں کیے جاسکتے ہیں۔

☆ آیۃ الکرسی پڑھنے والا جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (صبح و شام ایک ایک مرتبہ) *

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ (البقرة: ۲۵۵)

☆ مندرجہ ذیل سورتوں کی تلاوت ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہے۔ * (صبح و شام تین تین مرتبہ)

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

﴿قُلْ أَغُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾

☆ جو شخص (دن میں) سو مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ سونکیاں لکھی جائیں گی، سو برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ رہے گا۔ (صبح و شام ایک مرتبہ اور دس مرتبہ پڑھنا بھی درست ہے۔)
((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ❶

”اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

☆ مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے والے سے افضل کسی کا عمل نہیں ہوگا اور اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (صبح و شام سو مرتبہ)
((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ)) ❷

”اللہ پاک ہے، اور اس کی تعریف کے ساتھ۔ (میں اس کی تسبیح کرتا ہوں)“

☆ یہ دعا پڑھنے والے کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نیز اسے چانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (صبح و شام تین تین مرتبہ)

((بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي
السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)) ❸

”(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: ۶۴۔ صحیح ابن ماجہ: ۳۳۱ / ۲، صحیح الترغیب

❷ صحیح مسلم: ۲۰۶۷۱ / ۴

والترغیب: ۲۷۲ / ۱

❸ صحیح الترمذی: ۱۴۱ / ۳، صحیح ابو داؤد: ۹۵۸ / ۳

کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔“

☆ یہ پڑھنے والے کو زہرِ بے جانور کا ڈنگ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (شام تین مرتبہ)

((اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .))

”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔“

☆ ((اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ

فِيْ بَصَرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .))

(صبح و شام تین تین مرتبہ)

”اے اللہ! میرے بدن میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری سماعت میں

مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری نظر میں مجھے عافیت عطا فرما۔ تیرے سوا کوئی

معبودِ برحق نہیں ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں کفر اور فقر سے تیری پناہ کا طلب گار

ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی

معبودِ برحق نہیں۔“

☆ ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ .)) (ستر سے سو مرتبہ روزانہ)

”میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں، اور اس کی طرف توبہ (رجوع) کرتا ہوں۔“

☆ یہ کلمات کہنا صبح کی نماز سے اشراق تک مسلسل ذکر کرنے سے زیادہ وزنی ہیں۔

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَيَحْمَدُهُ ، عَدَدَ خَلْقِهِ ، وَرِضَى نَفْسِهِ ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ

وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ .)) (صبح تین مرتبہ)

”اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے۔ اپنی مخلوق کی گنتی کے برابر، اور اپنے نفس کی رضا کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر، اور اپنے کلمات کی سیاقی کے برابر۔“

☆ ((أَصْبَحْنَا (أَمْسَيْنَا) عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ ، وَعَلَى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ ، وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلَى مِلَّةِ آبَائِنَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ .)) • (صبح و شام ایک ایک مرتبہ)

”ہم نے صبح (شام) کی فطرت اسلام، اور کلمہ اخلاص پر، اور اپنے نبی محمد ﷺ کے دین، اور اپنے باپ ابراہیم حنیف مسلم کی ملت پر اور وہ مشرک نہیں تھے۔“

☆ ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا (بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا) وَبِكَ نَحْيُ وَبِكَ نَمُوتُ وَبِكَ النُّشُورُ .)) • (صبح و شام ایک مرتبہ)

”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، (تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی) اور تیرے نام ہی کے ساتھ ہم زندہ ہیں، اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری ہی طرف ہی اٹھ کر جانا ہے۔“

☆ ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ (أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى) الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذَا الْيَوْمِ (هَذِهِ اللَّيْلَةِ) وَخَيْرَ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذَا الْيَوْمِ (هَذِهِ اللَّيْلَةِ) وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ ،

وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ .)) • (صبح و شام ایک مرتبہ)

”ہم نے صبح (شام) کی اور اللہ کے ملک نے صبح (شام) کی اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے، اور اسی کے لیے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب! اس دن میں (رات) جو خیر ہے اور جو اس کے بعد میں خیر ہے میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن (رات) کے شر سے اور اس کے بعد والے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

☆ ((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ ، أَصْلِحْ لِّيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ .)) • (صبح و شام ایک ایک مرتبہ)

”اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے! میں تیری ہی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔ میرے تمام کام درست کر دے، اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔“

☆ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْيَايَ ، وَاهْلِیْ وَمَالِیْ . اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَامِنْ رَّوْعَاتِیْ . اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ يَدَیْ وَمِنْ خَلْفِیْ ، وَعَنْ يَمَیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ ، وَمِنْ فَوْقِیْ وَاعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُعْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ .)) • (صبح و شام ایک ایک مرتبہ)

① صحیح مسلم : ۴ / ۲۰۸۸

② صحیح الترغیب والترہیب : ۱ / ۲۷۳

③ صحیح ابو داؤد : ۳ / ۹۵۷

”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔
اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال میں تجھ سے
معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ
ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے،
میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے اور میرے
اوپر سے میری حفاظت کر۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ
اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔“

☆ جو شخص صبح (یا دن) کے وقت یقین سے سید الاستغفار پڑھے، اور شام سے پہلے فوت
ہو جائے وہ جنتی ہوگا، اور اسی طرح جو شام (یا رات) کو پڑھے، اور صبح سے پہلے فوت
ہو جائے وہ بھی جنتی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا
عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ، مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا
صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْ لِّیْ فَاِنَّهُ
لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا اَنْتَ .)) • (صبح و شام ایک ایک بار)

”اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو نے
مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم
ہوں جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ
چاہتا ہوں۔ اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف
کرتا ہوں۔ پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔“

☆ ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، عَلِیْمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ،

رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ . أَعُوذُ بِكَ مِنْ

شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَ .)) (صحیح دشام ایک ایک بار)

”اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے

والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی

عبادت کے لائق نہیں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان

کے شر اور اس کے شرک سے۔“

☆ درود (صلوٰۃ) پڑھنے والے کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

سونے اور جاگنے کے اذکار:

☆ جب کوئی شخص اپنے بستر پر آئے تو مندرجہ ذیل تینوں سورتیں پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں میں

پھونک کر جسم کے جس جس حصے پر ممکن ہو ہاتھ پھیرے، پہلے چہرے، سر اور جسم کے

سامنے حصے سے ابتدا کرے۔ یہ سارا عمل تین مرتبہ کرے۔

﴿(۱) قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (۲) قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۳) قُلْ أَعُوذُ

بِرَبِّ النَّاسِ﴾

☆ سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے والے کے لیے اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر کر دیا

جاتا ہے، اور شیطان صبح تک قریب نہیں آتا۔

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ

إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿۱۰﴾

”اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے، تھامنے والا ہے، اُسے نہ اوجھ آتی ہے اور نہ نیند، اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش کرے؟ وہ جانتا ہے جو لوگوں کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم میں سے کچھ نہیں پاسکتے، سوائے اس کے جو وہ چاہے اُس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی حفاظت اس پر بھاری نہیں وہ بلند اور عظمت والا ہے۔“

☆ جو کوئی سورہ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لے اسے ہر چیز (مصیبت و بلا وغیرہ) سے کافی ہو جاتی ہیں۔

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ ۚ وَالْمُؤْمِنُوْنَ طُكُلُ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا ۚ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۚ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نِّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحِثْ عَلَيْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۚ وَاعْفِرْ لَنَا ۚ وَارْحَمْنَا ۚ اَنْتَ مَوْلٰنَا ۚ فَانصُرْنَا عَلٰى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝﴾

☆ الداعی الی اللہ، خاتم المرسلین ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک مندرجہ ذیل (مکمل) سورتیں نہ پڑھ لیتے: بنی اسرائیل۔ زمر۔ المجدہ۔ ملک۔ ۱۰

☆ سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے خادم طلب کیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا: سوتے وقت مندرجہ ذیل کلمات پڑھنا خادم سے بہتر ہیں۔

((سُبْحَانَ اللَّهِ)) (۳۳ مرتبہ) ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) (۳۳ مرتبہ)

((اللَّهُ أَكْبَرُ)) ۱ (۳۳ مرتبہ)

☆ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر کی طرف آئے تو اسے چادر وغیرہ کے ساتھ تین دفعہ جھاڑے، پھر لیٹ کر یہ دعا پڑھے:

((بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي

فَارْحَمَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)) ۲

”اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ میں اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیرے نام

کے ساتھ ہی اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم کرنا، اور

اگر تو اسے چھوڑ دے تو اس کی ایسے حفاظت کرنا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی

حفاظت کرتا ہے۔“

☆ ((اللَّهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ

أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَهَا فَاعْفِرْ لَهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ)) ۳

”اے اللہ! تو نے میری روح کو پیدا کیا اور تو ہی اسے فوت کرے گا اور اس کی

موت اور حیات تیرے ہی لیے ہے۔ اگر تو اسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت

کرنا۔ اگر تو اسے موت دے تو اسے معاف فرمانا۔ اے اللہ! بے شک میں آپ

سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔“

☆ دائیں پہلو پر لیٹ کر داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھنا

سنت ہے:

① صحیح بخاری / کتاب الدعوات / باب ۱۱۔

② صحیح بخاری / کتاب الدعوات / باب ۱۳۔

③ صحیح مسلم / کتاب الذکر: ۷۸/۸۔

((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوتُ وَاَحْيٰى)) ❶

”اے اللہ! تیرے ہی نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔“

☆ لیٹ کر دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ قِنِّ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ .)) ❷

”اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا، جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔“

نوٹ:..... مسند احمد کی روایت میں یہ دعائیں دفعہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ ❸

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم سوتے وقت دائیں کروٹ پر

لیٹ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ، مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ ، وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ ، اِقْضِ عَنَّا الدِّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ .)) ❹

”اے اللہ! سات آسمانوں کے رب اور عرشِ عظیم کے مالک! ہمارے اور ہر شے کے رب! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے (اللہ) تورات، انجیل اور قرآن کے اتارنے والے! میں ہر اس چیز کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ! تو ہی اول ہے، پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ تو ہی آخر ہے پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے پس تجھ سے اوپر کوئی چیز

❶ صحیح بخاری / کتاب الدعوات / باب : ۸ . ❷ صحیح ابو داؤد / ابواب النوم / باب : ۱۰۷ .

❸ بلوغ الامانی : ۲۴۴/۱۴ . ❹ صحیح مسلم / کتاب الذکر : ۷۸/۸ .

نہیں اور تو ہی باطن ہے پس تیرے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ ہم سے قرض ادا کر دے اور ہمیں فقر سے غنی کر دے۔“

☆ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا ، وَكَفَانَا وَاَوَانَا فَکُمْ مِّمَّنْ

لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤَدِیَ .)) ❶

”ہر قسم کی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، اور ہمیں کافی

ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا، ورنہ کتنے ہی لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ٹھکانا

دینے والا کوئی نہیں۔“

☆ نبی ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ صبح و شام اور سوتے وقت مندرجہ ذیل

کلمات پڑھا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ عَلٰی مَا لَمْ یَشْہَدْ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ

کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہٗ ، اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ

نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشَرِّکَہٗ ، وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ

سُوْءًا اَوْ اَجْرَہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ .)) ❷

”اے اللہ! غیب اور ظاہر کو جاننے والے، اے زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنے

والے، ہر چیز کے رب اور اس کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی

معبود برحق نہیں، میں تیرے ذریعے اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر سے پناہ

چاہتا ہوں اور اس کے شرک سے اور اس بات سے کہ میں اپنے نفس کے خلاف

کسی برائی کا ارتکاب کروں یا اسے کسی مسلمان کی طرف بھیج کر لاؤں۔“

☆ جو کوئی سونے سے پہلے وضو کرے اور دائیں طرف لیٹ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے اور

پھر رات کو فوت ہو جائے تو وہ فطرت (یعنی اسلام) پر مراء اور اگر صحیح زندہ اٹھے تو بھلائی کو پہنچ گیا۔

((اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ ، وَقَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ .))^①

”اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا۔ اپنا کام تیرے سپرد کر دیا۔ اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا اور اپنی پشت تیری طرف جھکا لی تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف۔ میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اُتاری ہے اور تیرے نبی پر کہ جسے تو نے بھیجا ہے۔“

☆ رات کو پہلو بدلتے وقت کے کلمات:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ، رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ .))^②

”اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے، زبردست ہے آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو ان دونوں کے درمیان میں ہے، غالب بخشنے والا ہے۔“

☆ نیند میں گھبراہٹ اور خوف کی دعا:

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ ، وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضُرُونَ .))^③

① صحیح بخاری / کتاب الدعوات / باب : ۶ .

② صحیح الجامع الصغیر : ۲۱۳/۴ .

③ صحیح الترمذی / کتاب الدعوات / باب : ۹۶ .

”میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، اس کی ناراضگی اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے دوسرے ڈالنے سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں اور مجھے بہکائیں۔“

☆ اچھا یا برا خواب دیکھے تو کیا کرے؟

۱: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا شیطان کی طرف سے۔ لہذا تم میں سے اگر کوئی (خواب میں) پسندیدہ چیز دیکھے تو خواب کسی کو نہ سنائے مگر جس سے اسے محبت ہو۔

۲: اگر برا خواب دیکھے تو:

(۱) بائیں طرف تین دفعہ تھوکے۔

(۲) شیطان اور اپنے اس خواب کی برائی سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ مانگے۔

(۳) کسی کو ایسا خواب نہ سنائے۔

(۴) جس پہلو پر خواب آئے اسے بدل دے۔

(۵) اگر چاہے تو اٹھ کر نماز پڑھے۔^①

☆..... نیند سے جاگنے کے اذکار:

((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اٰخِيٰنَا بَعْدَ مَا اٰمَنَّا ، وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ))^②

”ہر قسم کی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندگی دی اور

اسی کی طرف اٹھ کر جاتا ہے۔“

☆ جو شخص رات کسی وقت جاگے اور مندرجہ ذیل کلمات پڑھ کر بخشش مانگے یا کوئی اور دعا کرے تو قبول ہوتی ہے۔ پھر اگر اٹھ کر وضو کرے، اور نماز (تہجد وغیرہ) پڑھے تو

① صحیح مسلم: ۱۷۷۳/۴۔

② صحیح بخاری/ کتاب الدعوات/ باب: ۸۔

قبول ہوتی ہے۔^۱

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، سُبْحَانَ اللَّهِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ .))
 ”نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں، اور وہ اوپر ہر چیز کے خوب قادر ہے۔ اللہ پاک ہے اور تمام تعریفوں کے لائق ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے۔ نہیں ہے طاقت نقصان سے بچنے کی اور فائدہ حاصل کرنے کی مگر اللہ بلند و عظیم کے ساتھ۔“

☆ نبی کریم ﷺ تہجد کے وقت بیدار ہوتے تو سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات بھی پڑھتے تھے۔^۲

☆..... شان باری تعالیٰ کو ہمیشہ نگاہوں کے سامنے رکھنا کسی بھی عظمت والے سے محبت کرنا انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اور ہمارا اللہ سب سے بلند و بالا، وحدہ لا شریک لہ ہے۔ اس کی شان کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا اس سے محبت کا باعث ہے۔

((مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا)) (نوح: ۱۳)
 ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے رب کی عزت و وقار سے نہیں ڈرتے۔“
 ☆..... رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا

فرمان باری تعالیٰ ہے:

((قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ))

﴿ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔“

معلوم ہوا کہ اتباعِ نبی مطاع ﷺ سے انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

☆..... اتباعِ رسول کی اہمیت:

اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل فرمائی، اور تاقیامت اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ اسلام کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے متعلق آپ نے مکمل راہنمائی فراہم نہ کی ہو۔ اس راہنمائی کے مطابق زندگی بسر کرنے کو اتباعِ سنت کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتباعِ سنت کے خلاف کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی بات کو بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ لیکن افسوس! صد افسوس! آج ہم اپنی زندگی کو احکاماتِ خداوندی اور سنتِ رسول ﷺ سے کس قدر دور پاتے ہیں۔ آئیے! قرآنِ حکیم کی روشنی میں اتباعِ رسول کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ الہ العالمین کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَ رَبِّكَ وَمَا تَنهَىٰ عَنْهُ فَأَتَاهُمُ﴾

(الحشر: ۷)

”اور رسول تمہیں جو دیں اسے لے لو، اور جس چیز سے وہ تم کو روک دیں اس سے رُک جاؤ۔“

اور اہل ایمان کو نصیحت کی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، ورنہ ان کے اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا

أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو

بے کار نہ بناؤ۔“

زندگی کے تمام امور کو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور سنت کی کسوٹی پر پرکھنا واجب ہے، جو چیز آپ ﷺ کی سنت کے موافق ہوگی وہ قبول کر لی جائے گی، اور جو قول و عمل اس کے مخالف ہوگا اسے رد کر دیا جائے گا، چاہے کہنے یا کرنے والا کوئی بھی انسان ہو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾ (النور: ۶۳)

”پس جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں ڈرنا چاہیے

کہ ان پر کوئی بلا نہ نازل ہو جائے، یا کوئی دردناک عذاب نہ انھیں آگھرے۔“

”فقہاء نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا

امر و وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہاں آپ کے حکم کو ترک کر دینے کا لازمی

نتیجہ دوسراؤں میں سے ایک کو بتایا گیا ہے کہ یا تو کوئی بلا نازل ہوگی یا کوئی دردناک

عذاب۔ اس لیے جو لوگ نبی کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، یا فاسد

تاویلوں کے ذریعے دوسروں کے اقوال کو اس پر ترجیح دیتے ہیں، انھیں اس آیت پر

ضرور غور کرنا چاہیے، اور رسول اکرم ﷺ کے مقام و حجت کا تصور کرتے ہوئے

کسی کے قول و عمل کو سنت کے مقابلے میں درخور اعتناء نہیں سمجھنا چاہیے۔“ ①

کیا خوب فرمایا مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ نے

رَضِينَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِينَا لَنَا نَبِيٌّ وَلِلنَّاسِ رِجَالٌ

☆..... ائمہ اربعہ اور اتباعِ سنت:

دین و شریعت صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے

علاوہ دنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کی ہر بات تسلیم کی جاسکتی ہو۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

((لَيْسَ أَحَدٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَيُؤْخَذُ مِنْ

قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ، إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.)) ❶

”نبی ﷺ کے علاوہ ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی (مگر

نبی ﷺ کی بات کو قبول ہی کیا جائے گا۔)“

صحابہ کرام، ائمہ و محدثین عظام نے بھی ہدایت کے اسی چشمے سے فیض پایا۔ عموماً یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ کتاب و سنت کو براہ راست سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں یہ بات درست نہیں۔ ہمارے لیے کتاب و سنت کو سمجھنا، تفقہ فی الدین انتہائی آسان ہے، کیونکہ اللہ رب العالمین نے رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لیے بطور خاص ”معلم“ بنا کر مبعوث فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے مکمل دین سیکھا اور اسے ہم تک پہنچانے کا حق ادا کیا۔ صحابہ کرام کی طرح ائمہ اربعہ نے بھی صرف اتباع سنت کا ہی راستہ اختیار کرنے کی دعوت دی، اتباع سنت کی اہمیت ائمہ اربعہ کے ارشادات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

☆..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي.)) ❷

”جب حدیث صحیح ہو، تو وہی میرا مذہب ہے۔“

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول اس طرح ہے کہ:

((لَا يَحِلُّ لَأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ آيِنَ أَخَذْنَاهُ.)) ❸

❶ ارشاد السالك لابن عبد الهادي: ۲۲۷/۱۔

❷ رد المحتار على الدر المختار: ۶۸/۱۔

❸ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء لابن عبد البر، ص ۱۴۵۔

”کسی شخص کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول کو لے، جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے؟“

آپ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کی بات کتاب اللہ کے خلاف ہو؟ فرمایا: کتاب اللہ کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔ کہا گیا: جب آپ کی بات حدیث رسول کے خلاف ہو؟ فرمایا: حدیث رسول کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔ کہا گیا: جب آپ کی بات قولِ صحابہ کے خلاف ہو؟ فرمایا: قولِ صحابہ کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔ ❶

☆..... امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ:

امام مالک رحمۃ اللہ التوفی ۱۷۹ھ فرماتے ہیں:

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أٌخْطِئُ وَأُصِيبُ، فَانظُرُوا فِي رَأْيِي، فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوهُ، وَكُلُّ مَا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوهُ.)) ❷

”یقیناً میں ایک انسان ہوں، میری بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی، لہذا میری رائے کو دیکھ لیا کرو۔ جو کتاب و سنت کے مطابق ہو، اسے لے لو اور جو کتاب و سنت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کر دو۔“

☆..... امام محمد بن اوریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ التوفی ۲۰۴ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ خِلَافَ قَوْلِي فَأَعْمَلُوا بِالْحَدِيثِ، وَاتْرُكُوا قَوْلِي.)) ❸

”جب میری کسی بات کے مقابلہ میں حدیث صحیح ثابت ہو تو حدیث پر عمل کرو، اور

❶ ایقاظ ہم اولی الأیصار، ص: ۵۰۔

❷ ایقاظ ہم اولی الأیصار، ص ۷۲۔ اصول الأحکام لابن حزم: ۱۴۹/۶۔

❸ المجموع شرح المہذب للنوی: ۱۰۴/۱۔

میری بات کو چھوڑ دو۔“

مزید فرماتے ہیں:

((إِذَا وَجَدْتُمْ فِي كِتَابِي خِلَافَ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولُوا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَعُوا مَا قُلْتُ)) ❶

”جب تم میری کسی بھی کتاب میں کوئی بات رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف پاؤ تو سنت کو اختیار کر لو، اور میری بات کو چھوڑ دو۔“

ایک مقام پر اپنی تقلید سے بایں الفاظ منع فرماتے ہیں:

”میری کسی بھی بات کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ثابت ہو تو حدیث کا مقام زیادہ ہے، اور میری تقلید نہ کرو۔“ ❷

☆..... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام احمد التوفی ۲۴۱ھ فرماتے ہیں:

((لَا تُقْلِدْنِي وَلَا تُقْلِدْ مَا لَكَ وَلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الْأَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ وَخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا)) ❸

”تم نہ میری تقلید کرو، اور نہ مالک، شافعی، اوزاعی اور ثوری رحمہم اللہ (جیسے ائمہ) کی تقلید کرو، بلکہ جہاں سے انھوں نے دین لیا ہے تم بھی وہاں (یعنی کتاب و سنت) سے دین حاصل کرو۔“

مزید فرماتے ہیں:

”دین کے معاملے میں لوگوں کی تقلید کرنا انسان کی کم فہمی کی علامت ہے۔“ ❹

❶ حوالہ ایضاً. ❷ آداب الشافعی و مناقبہ لابن ابی حاتم الرازی، ص: ۹۳.

❸ ایفاظ مهم اولی الأبصار، ص: ۱۱۳.

❹ اعلام الموقعین لابن قیم رحمہ اللہ: ۱۷۸/۲.

☆..... تقلیدی مذاہب کی ابتداء:

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

((اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجمعين على

التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه.)) ❶

”معلوم ہونا چاہیے کہ (تکمیل دین کے) ۴۰۰ سال بعد تک اہل اسلام کسی ایک

فقہ یا مسلک کے پیروکار نہیں تھے۔“

صاف ظاہر ہے کہ یہ تقلیدی مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) اہل اسلام میں رسول اکرم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ محدثین کے پورے چار سو (۴۰۰) سال گزر جانے کے بعد وجود میں آئے، ان پوری چار صدیوں میں مسلمانوں میں تفریق نہ تھی۔ سب قال اللہ وقال الرسول کے متلاشی رہتے اور اسی پر عمل پیرا تھے۔ نہ معلوم مسلمانوں سے توفیق الہی نے کیوں منہ پھیر لیا کہ چوتھی صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید جامد کی بیماری نے سر نکالا، ائمہ کرام کے اسمائے گرامی پر مختلف پارٹیوں کی تشکیل شروع ہوئی، افتراق کا یہ مرض دن بدن بڑھتا گیا، حتیٰ کہ کتاب و سنت سے آنکھیں بند کر کے صرف اقوال کا برو آرائے ائمہ کو مدار فتویٰ قرار دیا جانے لگا۔ بلکہ بعض دفعہ تو قرآن و سنت کو بڑی دیدہ دلیری سے چھوڑ دیا جاتا اور آرائے ائمہ کو اختیار کیا جانے لگا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: ہماری کتاب ”شُرک کے چور دروازے“)

ائمہ پرستی کی وجہ سے اہل اسلام کی فکر مختلف محاذوں پر تقسیم ہو گئی۔ افتراق نے آپس میں رقابتوں کے دروازے کھول دیئے، ہر فریق دوسرے پر مسابقت حاصل کرنے لگا، جیسا کہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:

”فقہ کے مذاہب اربعہ جب مشخص و مدون ہو گئے اور تقلید شخصی کا التزام قائم ہو گیا،

تو سوال پیدا ہوا کہ ان چاروں اماموں میں افضل کون ہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہؒ

یا امام شافعی رحمہ اللہ؟ اب بحث شروع ہوئی اور بحث نے جنگ و قتال کی شکل اختیار کی۔ چنانچہ ہلاکو خاں کو اسلامی ممالک پر حملہ کی سب سے پہلی ترغیب خراسانیوں کے اسی جھگڑے سے ملی تھی۔ خفیوں نے شافعیوں کی ضد میں آ کر بلاوا بھیجا اور شہر کے پھاٹک کھول دیئے، جب تاتاریوں کی تلوار چل گئی تو اس نے نہ شافعیوں کو چھوڑا نہ خفیوں کو۔“

﴿فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّقْعُولًا ۝﴾

قارئین کرام! ائمہ اربعہ کے واضح اقوال کے بعد ان کی تقلید اور ان کے ناموں سے موسوم مذاہب کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟

آئیے! ہم بھی اسی سرچشمہ رشد و ہدایت سے براہ راست دین حاصل کریں۔ جیسا کہ صحابہ کرام، ائمہ اربعہ اور محدثین و فقہاء نے دین حاصل کیا کہ یہی ان کی تعلیمات کا تقاضا ہے۔

☆..... سچی بات کرنا، امانت کا حق ادا کرنا اور ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرنا رسول اللہ ﷺ نے ایک دن وضو کیا، آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (آپ کے اعضاء سے گرنے والے) وضو کے پانی کو جسم پر مل رہے تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے دریافت کیا تم اس طرح کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت (کا اظہار) ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيثَهُ إِذَا حَدَّثَ، وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا أُؤْتِمِنَ، وَلْيُحْسِنْ جَوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ.))

”جس شخص کو پسند ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرے یا اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو سچی کرے، اور جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو امانت کا حق ادا کرے، اور اپنے ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرے۔“

☆..... اللہ سے اس کی محبت کا سوال کرنا

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدنا داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعاء یہ تھی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ ، وَالعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ ، وَاهْلِیْ ، وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ .)) ❶

”اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا، اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے، اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے میری جان، میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔“

اس حدیث میں اللہ کی محبت کی ترغیب کے علاوہ اہل اللہ اور اعمالِ صالحہ کی محبت کی اہمیت کا بھی بیان ہے۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے بھی انسان کو اللہ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ ذکر اور محبتِ الہی میں آنسو بہانے کی فضیلت:

اللہ کو یاد کرنا انسان کے عقل مند ہونے کی دلیل ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

❶ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیہ السلام، رقم: (۳۴۹۰)، مستدرک حاکم، رقم: ۳۶۷۳ اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

﴿ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ط ﴾

(آل عمران: ۱۹۲)

” (عقل مند وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔“

کیونکہ یادِ الہی سے ہی انسان کے دل کو سکون و آرام مہیا ہوتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ ﴾ (الرعد: ۲۸)

”جو ایمان والے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے آرام پاتے ہیں اور سن لو اللہ کی یاد ہی سے دل آرام پاتے ہیں۔“

یادِ الہی انسان کی فلاح و فوز کا باعث ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَادْكُرُوا اللَّهَ كَهَيْئَةِ الْعِلْمِ تُفْلِحُونَ ۝ ﴾ (جمعه: ۱۰)

”اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم نجات پا جاؤ۔“

دنیا میں رہ کر انسان اللہ کے ذکر کے بغیر شیطان سے نجات حاصل نہیں کر سکتا، چنانچہ سیدنا خارث اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے سیدنا یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی طرف پانچ باتیں بذریعہ وحی پہنچائیں تاکہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں، اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔“ (لمبی حدیث ذکر کرنے کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہیں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کا دشمن اسے تلاش کرتے ہوئے اس کے پیچھے تیزی سے آ رہا ہو، اور وہ ایک قلعے میں پناہ لے جائے، اور اپنے آپ کو اس قلعے میں محفوظ کر لے۔ اسی طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر شیطان سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔“

پس جو شخص اللہ کو یاد کرے، اور محبتِ الہی میں آنسو بہا دے، پھر اس کا کیا مقام ہوگا؟

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ.)) •

”سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں پناہ دے گا۔ (ان

میں سے) ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں

سے آنسو جاری ہو گئے۔“

اس کا رونا اللہ کو پسند آ گیا تو اسی سے اس کی نجات ہو سکتی ہے، اور وہ عرشِ الہی کے سایہ کا

حق دار بن سکتا ہے۔ ط

ہر وقت کا ہنسنا تجھے برباد نہ کر دے

تنہائی کے لمحوں میں کبھی رو بھی لیا کر



انبیاء علیہم السلام کے آنسو

تمام انبیاء علیہم السلام کی پاک زندگیوں کے تمام احوال پر نظر ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندے گداز دلوں کے حاملین تھے، زندگی کی سخت جانیوں اور مصائب و شدائد پر انہوں نے تحمل، بردباری اور حوصلہ مندی کا مظاہرہ کیا۔ مگر غم و الم کے وہ فطری جذبات گاہے بگاہے آنسوؤں کے ستارے بن کر ان کے مڑگاں پر چمک اٹھے، اور بعض دفعہ ان کے پُر انوار چہروں پر ڈھلک گئے۔ راتوں کی تنہائی میں اور مصائب کے مقابلے میں یہ اپنے خالق اور مالک حقیقی کی طرف التفات کرتے ہیں، اور دعاؤں کی صورت میں آنسوؤں کی جھڑی شروع ہو جاتی ہے، مگر یہ کیفیت آہ و بکایا اس نوعیت کی کسی دوسری منفی شکل کا رخ اختیار نہیں کرتی، اور یہی ان مقدس ہستیوں کی سیرت کا اعجاز ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ معبودِ برحق کا فرمان ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَٰءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝﴾

(مریم: ۵۸)

”یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں سے تھے، جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔“

اس سورت مریم میں ذکر کیا، یحییٰ، عیسیٰ، ابراہیم، موسیٰ، اسماعیل اور ادریس علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت کریمہ میں انہیں کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی دنیوی اور دینی نعمتیں دی تھیں، ان انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ نے راہ حق کی طرف ہدایت دی تھی، اور نبوت جیسے عظیم ترین مقام و مرتبہ کے لیے چن لیا تھا، اور یہ لوگ جب کلام اللہ سنتے تھے، جس میں توحید کے دلائل و براہین اور نصیحت کی دیگر باتیں ہوتی تھیں، تو اللہ کے سامنے سر بسجود ہو جاتے تھے اور شدتِ خشوع و خضوع کی وجہ سے روتے تھے۔

”اسی لیے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم علماء کا متفق علیہ مسئلہ ہے، تاکہ ان پیغمبروں

کی اتباع اور اقتداء ہو جائے۔“

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی تلاوت کی اور جب اس آیت پر پہنچے تو

سجدہ کیا، پھر فرمایا: سجدہ تو کیا ہے لیکن وہ رونا کہاں سے لائیں؟

۱۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے آنسو:

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو جنت سے نکال دیا، اور سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حوا کے لیے جنت کی تمام نعمتوں اور پھلوں کو حلال بنا دیا، صرف ایک درخت کے کھانے سے انہیں روک دیا، اور تنبیہ کر دی کہ دیکھو اگر اس کے قریب جاؤ گے، تو اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے، شیطان لعین نے جب انہیں اس حال میں دیکھا تو اس کے حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے ساتھ مکر و فریب کی سوچ لی، تاکہ وہ جن نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں، اور جو خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں ان سے چھین جائے، چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ کے خلاف افترا پر دازی کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ اگر اسے کھا لو گے تو تم فرشتے بن جاؤ گے، پھر کھانے پینے کی محتاجی نہیں رہے گی یا تمہیں موت لاحق نہیں ہوگی اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو گے۔ اور ابلیس نے انہیں اپنی صداقت کا یقین

دلانے کے لیے ذاتِ باری تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا انتہائی خیر خواہ ہوں۔ جیسی یہ راز تمہیں بتا دیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

”ابلیس نے قسم کھا کر سیرنا آدم وحواء کو دھوکہ دیا، سچ ہے مومن اس وقت دھوکہ کھا جاتا ہے جب کوئی ناپاک انسان اللہ کو سچ میں دیتا ہے۔ چنانچہ سلف کا قول ہے کہ مومن اللہ کے ہام کے بعد اپنے ہتھیار ڈال دیا کرتے ہیں۔“ ۵

شیطان نے انہیں ارتکابِ معصیت کی ہمت دلائی، چنانچہ جب انہوں نے اس شجرہٴ ممنوعہ کو شیطان کے بوکے میں آ کر کھالیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آ گیا کہ ان کے لباس ان کے موں سے الگ ہو گئے، اور انہیں اپنی شرمگاہیں نظر آنے لگیں، تو جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تاکہ اپنی پردہ پوشی کریں۔ تب اللہ نے ان سے کہا: کیا میں نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے؟ اس وقت انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اس پر ندامت کے آنسو بہائے۔ چنانچہ آتا ہے:

((وَلَوْ أَنَّ دُمُوعَ أَهْلِ الْأَرْضِ وَدُمُوعَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَمِيعٌ مَا عَدَلَ دُمُوعَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أَهْبَطَ مِنَ الْجَنَّةِ)) ۵

”جب آدم علیہ السلام کو جنت سے پستی میں اتار دیا گیا تو انہوں نے (ندامت کے) اتنے آنسو بہائے کہ اب اہل زمین کے اور سیدنا داؤد علیہ السلام کے بہائے ہوئے آنسو بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھایا کہ اپنی غلطی کی معافی کے لیے یہ دعا کریں:

((رَبَّنَا ظَلَمْنَاهَا أَنْفُسَنَا ۖ وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ)) (الأعراف: ۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہیں

کیا اور ہم پر رحم نہیں فرمایا، تو ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“
تب اللہ نے سیدنا آدم وحواء کی توبہ قبول کی۔

۲۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنسو:

کلام پاک میں جن انبیاء علیہم السلام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی آیات کی تلاوت سن کر سر بسجود ہو جاتے، اور اپنے اللہ کے سامنے آنسو بہاتے تھے ان میں سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے:
((طُوبَى لِمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ، وَوَسِعَتْهُ بَيْتُهُ، وَبَكَى مِنْ ذِكْرِ خَطِيئَتِهِ))
”اس شخص کے لیے طوبیٰ ہے جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اور اس کا گھر اس کو وسیع لگا، اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہائے۔“

اور اس کی مؤید ”سنن ترمذی“ کی حدیث بھی ہے۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! نجات کیا ہے؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
((اَمْلِكْ عَلَىكَ لِسَانَكَ، وَكَيْسَعَكَ بَيْتُكَ، وَابْنِكَ عَلَى خَطِيئَتِكَ))
”اپنی زبان کی حفاظت کرو، اور تمہارے لیے تمہارا گھر کشادہ ہونا چاہیے (کہ فضول بیٹھک کی بجائے اپنے گھر میں بیٹھے رہو) اور اپنے گناہوں پر (ندامت کے) آنسو بہایا کرو۔“

① اس کی سند صحیح ہے، الزهد للإمام أحمد، ص: ۸۵، رقم: ۳۰۳، کتاب الزهد لابن المبارك، رقم: ۱۱۳، کتاب الزهد للإمام وکیع: ۲۵۹/۱، رقم: ۳۱، روضة العقلاء لابن حبان، رقم: ۵۳، معجم صغير طبرانی: ۷۸/۱، معجم اوسط: ۱۳۱/۱، مسند الشاميين، رقم: ۱۰۲۔
② سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، رقم: ۲۴۰۶، سلسلة الصحيحة، رقم: ۸۸۸۔

۳۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے آنسو:

سیدنا داؤد علیہ السلام قوت والے تھے اور اپنے رب کی طرف بڑے رجوع کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا، وہ شام اور صبح کے وقت اُن کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے، اور چڑیاں بھی ان کے گرد جمع ہو کر تسبیح پڑھتیں، ہر ایک ان کا تابع فرمان تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی سلطنت کو مضبوط بنایا تھا، اور انہیں حکمت اور فیصلہ کرنے کے لیے قوت گویائی عطا فرمائی تھی، اسی لیے ان کا کوئی قول و عمل حکمت سے خالی نہیں ہوتا تھا۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ نے انہیں زبور عطا کی ہوئی تھی، جو بے بہا حکمتوں کا خزانہ تھا، اور وہ لوگوں کے درمیان اتنا صحیح فیصلہ کرتے تھے کہ اس وجہ سے سارے لوگ ان سے محبت کرتے تھے، اور کوئی بھی ان کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔“

سورہ صٰ کی آیات (۲۱) سے (۲۵) تک اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کے ایک فیصلے کا ذکر کیا ہے جو ان کی حکمت و دانائی، بالغ نظری اور اللہ سے ان کے شدتِ خوف پر دلالت کرتا ہے۔ ان آیات کا اجمالی معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک دن سیدنا داؤد علیہ السلام کے پاس دو آدمی دروازے سے داخل ہونے کی بجائے دیوار پر چڑھ کر اس محراب میں داخل ہو گئے، جس میں وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، چنانچہ ان دونوں کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئے، تو انہوں نے کہا: گھبرائیے مت۔ ہمارے درمیان جھگڑا ہے، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ عدل و انصاف کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔ کسی پر زیادتی نہ کیجیے۔ اور صحیح راستے کی طرف ہماری راہنمائی کیجیے، پھر وہ آدمی جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا تھا، کہنے لگا کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دُنیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنیا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ تم مجھے اپنی دُنیا دے دو، تاکہ اپنی دُنویوں کے ساتھ اسے ملا لوں، اور اپنی چرب زبانی اور بیٹھے بولوں کی وجہ سے مجھ پر غالب آ کر دُنیا لے لے لی ہے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے کہا: اس نے تمہاری ملکیت دُنی ما نگ کر تم پر زیادتی کی ہے، اس لیے کہ زنا نوے دُنیوں کے ہوتے ہوئے تمہاری دُنی زبردستی لینے کی اسے ضرورت نہیں تھی۔

مزید کہا کہ بہت سے شرکاء اسی طرح اخوت و صداقت کا پاس نہیں رکھتے، اور زیادتی کر بیٹھتے ہیں، حالانکہ برادری کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے بھائی کو اپنے آپ پر ترجیح دیں۔ البتہ جو لوگ ایمان و تقویٰ کی دولت سے لبریز ہوتے ہیں۔ وہ ایسی زیادتی نہیں کرتے، اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، دونوں کے واپس چلے جانے کے بعد سیدنا داؤد علیہ السلام کے ذہن میں بات آئی کہ یہ قضیہ تو اللہ کی طرف سے ان کا امتحان تھا، اس لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے لگے، اور اُن کے دل پر خشیتِ الہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ سجدے میں گر کر رونے لگے، اور پوری طرح اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گئے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝﴾ (ص: ۲۴)

”پس وہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے لگے، اور سجدے میں گر گئے اور (ہماری طرف پوری طرح) متوجہ ہو گئے۔“

روایات میں آیا ہے کہ:

((أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ بَكَى مِنْ خَطِيئَتِهِ حَتَّى هَاجَ مَا حَوْلَهُ.)) ۵

”اللہ کے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام یقیناً اپنی خطا سے اتاروئے کہ پاس والوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔“

پھر اللہ نے انہیں معاف کر دیا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝﴾

(ص: ۲۵)

”پس ہم نے ان کی غلطی معاف کر دی، اور یقیناً ان کو ہم سے قربت حاصل تھی، اور

ان کا ٹھکانہ اچھا ہے۔“

مفسرین لکھتے ہیں کہ: ”سیدنا داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ ان کی حکمت و بالغ نظری اور فیصلوں میں ان کے صائب الرائے اور صحیح ہونے پر دلالت کناں ہے، کیونکہ انہوں نے کسی کی رعایت کیے بغیر حق بات کہی، اور مدعی علیہ کو ٹھنڈک پہنچائی، اور ظالم نے اپنا ظلم جان لیا، اور سب نے بھی جان لیا کہ عدل و انصاف ہر بات پر مقدم ہے، اور یہ اکثر لوگوں میں دوسروں پر زیادتی کرنے کی صفت پائی جاتی ہے۔“ ۵

۴۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے آنسو:

جب سیدنا یوسف علیہ السلام مفقود الحضر ہو گئے تو سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام کی گمشدگی پر شدید حزن و ملال کا اظہار کرنے لگے، اس لیے کہ ان کی مصیبتوں کی ابتداء انہی کی گمشدگی سے ہوئی تھی، وہ گم ہوئے، بعد میں بنیامین غلام بنا لیے گئے اور پھر بڑے بیٹے نے بنیامین کے حادثے سے متاثر ہو کر مصر میں ہی غریب الوطنی کی زندگی اختیار کر لی، اور باپ یعقوب علیہ السلام کو منہ دکھانا پسند نہیں کیا۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کے بعد گھٹ گھٹ کر اتنا روئے کہ مسلسل آنسو بہتے رہنے سے آنکھیں سفید ہو گئیں۔ اللہ ذوالجلال والا کرام کا فرمان ہے:

﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ﴾ (یوسف: ۸۴)

”اور غم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں، اور اپنا درد اور غم دل میں چھپائے رہتے تھے۔“

سیدنا یعقوب علیہ السلام کا حال زار دیکھ کر ان کے بیٹوں کو ان پر بڑا رحم آتا تھا، اور ان کی حالت دن بدن غیر ہونے لگی۔ اور ڈرے کہ کہیں سیدنا یوسف علیہ السلام کا غم ان کے دل کو نہ کھا جائے، اور ان کی موت کا سبب نہ بن جائے۔ تو انہوں نے ان سے کہا:

﴿تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝﴾ (یوسف: ۸۵)

”اللہ کی قسم! آپ یوسف علیہ السلام کو اسی طرح ہمیشہ یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ گھل کر موت کے قریب ہو جائیں گے، یا ہلاک ہو جائیں گے۔“

☆..... سیدنا یعقوب علیہ السلام کا اپنا حال زار اللہ سے بیان کرنا
لیکن سیدنا یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا اَشْكُوْا بَنِيَّ وَحُزْنِيْ اِلٰى اللّٰهِ﴾ (یوسف: ۸۶)

”میں اپنا دردِ غم اور حزن والہ اللہ سے کہتا ہوں۔“

اور اسی کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں، اس سے التجا کرتا ہوں، کسی انسان سے نہیں، لہذا تم

لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

رسول اللہ ﷺ کی پاک زندگی کے تمام احوال پر نظر دوڑائی جائے، مکی اور مدنی زندگی کے واقعات پر نگاہ ڈالی جائے تو احساس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دل گداز کے مالک تھے، زندگی کے مصائب و آلام پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے بردباری اور تحمل کا اظہار فرمایا، مگر غم و الم کے وہ فطری جذبات احیاناً آنسوؤں کے ستارے بن کر رسول اللہ ﷺ کی پلکوں پر چمک اٹھے اور بعض دفعہ چہرہ پر انوار پر ڈھلک گئے۔ راتوں کی خلوت میں اور سخت جانیوں کے مقابلے میں آپ ﷺ اپنے مالکِ حقیقی کی طرف التفات فرماتے ہیں، اور التجاؤں کی صورت میں آنسوؤں کی جھڑی ساون کی برسات کی طرح شروع ہو جاتی ہے، مگر یہ کیفیت دہائیں مار کر رونانا نہ تھا، صرف آنسوؤں سے آنکھیں ڈبڈب جاتی تھیں، اگر بہت ہوا تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور گریہ کی آواز سینہ سے نکلتی معلوم ہوتی، آپ ﷺ کا گریہ کبھی میت کے لیے ہوتا، کبھی اپنی امت کے لیے، کبھی خشیتِ الہی سے، کبھی قرآن سننے سے جس میں شوق، محبت اور خشیت کی آمیزش ہوتی۔ ذیل کی سطور میں ہم ان شاء اللہ آپ کے ایسے واقعات کو پیش کریں گے، جن میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو بہانے کا ذکر ہوگا۔

☆..... نبی کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر جب اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے وہ بھی آپ ﷺ کو

روتے دیکھ کر بے اختیار رو پڑے۔^①

☆..... رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کا ہار دیکھا تو بے اختیار آنسو بہانے لگے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدی مدینے بھیجے تو اس وقت زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص کے بدلے میں کچھ مال بھیجا اور اس مال میں ایک ہار بھیجا تھا، جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا، انہوں نے یہ جہیز میں دیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ نے اس ہار کو دیکھا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی حالت غربت پر آپ بے اختیار رو پڑے، (اور مصاحبت خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آئی، اس لیے کہ یہ ہار ان کے گلے میں رہتا تھا۔) چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اگر تم مناسب جانو تو زینب کی خاطر کے لیے اس کے قیدی کو چھوڑ دو، اور جو مال اس کا ہے وہ بھی اس کو واپس کر دو، سب نے سرطاعت خم کر دیا، یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مال بھی پھیر دیتے ہیں اور ابو العاص کو بھی رہا کر دیتے ہیں۔^②

☆..... رسول اللہ ﷺ اپنے جگر گوشہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر بیٹھ کر رونے لگے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی ایک بیٹی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازہ میں حاضر تھے، (وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جن کا انتقال ۵۵ھ میں ہوا) حضور اکرم ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی تھیں۔^③

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ، رہ عز وجل فی زیارة قبر امہ، رقم: ۲۲۵۹،

سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی زیارة القبور، رقم: ۳۲۳۴، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب

ما جاء فی زیارة قبور المشرکین، رقم: ۱۵۲۲، سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب زیارة قبر شریک، رقم: ۲۰۳۶

② البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ صحیح ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب فی فداء الأسیر بالمال، رقم: ۲۶۹۲

③ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۸۵.

☆..... سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی وفات پر نبی کریم ﷺ کے آنسو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) کا خادم آیا اور عرض کیا: ”اللہ کے رسول! زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو بلارہی ہے اور اس کا بچہ بستر مرگ پر ہے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بیٹی سے کہہ دو:

((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰی وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ))

”بلاشبہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ وہ واپس لے لیتا ہے یا عطا کرتا ہے، اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس چاہیے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔“

خادم نے نبی ﷺ کا پیغام سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو پھر پیغام بھیجا، اور قسم دلائی کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں۔ (یہ سن کر) حضور اکرم ﷺ چل پڑے۔ آپ کے ساتھ سیدنا سعد بن عبادہ، سیدنا معاذ بن جبل اور سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب بچہ نبی ﷺ کو دکھایا گیا تو وہ اس وقت دم توڑ رہا تھا اور سکیاں بھر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بچے کو گود میں لیا تو رسول اکرم ﷺ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو تعجب سے پوچھا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیا؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ رحم دلی ہے۔“

اللہ تعالیٰ انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ ۵

☆..... نبی کریم ﷺ کا اپنے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جدائی میں آنسو بہانا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار

کے ہاں گئے، یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ) کے صاحبزادے نبی اللہ ﷺ کو دودھ پلانے والی انا کے شوہر تھے۔ آنحضور ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا، اور پیار کیا اور سوگھا۔ پھر اس کے بعد ہم ان کے ہاں گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یا رسول اللہ! اور آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن عوف! یہ بے صبری نہیں یہ تو رحمت ہے۔ پھر آپ ﷺ دوبارہ روئے اور فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، لیکن زبان سے ہم وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔

☆..... نبی کریم ﷺ کے اپنے جاں نثار سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مرض پر آنسو بہہ نکلے

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَكْوَى، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُوذُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، وَجَدَهُ فِي غَشِيَةٍ فَقَالَ: ((أَقْضَى؟)) قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بَكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، قَالَ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا)) وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ ((أَوْ يَرَحِمُ))

”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم

① صحیح بخاری، کتاب الحناظر، باب قول النبی ﷺ إنا بك لمحزونون، رقم: ۱۳۰۳

② صحیح بخاری، کتاب الحناظر، باب البكاء عند المریض، رقم: ۱۳۰۴، وصحیح مسلم، کتاب

الحناظر، باب البكاء علی المیت، رقم: ۹۲۴.

کی معیت میں ان کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے، جب ان کے پاس پہنچے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ آپ نے پوچھا: کیا ان کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ بے اختیار رو پڑے، جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو ان پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور نہ دل کے غم کے سبب۔ لیکن وہ تو اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یا رحم فرماتا ہے۔“

☆..... فقہ الحدیث:

مذکورہ بالا حدیث میں چند فوائد ہیں:

۱: مریض کی عیادت کرنا۔

۲: صاحب فضیلت کا مفضل (یعنی کم فضل والے) شخص کی عیادت کے لیے جانا۔

۳: امام اپنے پیروکاروں (رعایا) کی عیادت کے لیے جائے۔

۴: نبی عن المنکر یعنی غیر شرعی کام سے روکنا اور اس پر وعید کا بیان ہے۔

☆..... نبی کریم ﷺ کو جب تین سپہ سالاروں رضی اللہ عنہم کی شہادت کا علم ہوا تو

آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے دی تھی جب ابھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جا رہے تھے کہ اب سیدنا زید رضی اللہ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے۔ اب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا، وہ بھی شہید ہو گئے، آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار سیدنا

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔^۱
☆..... اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ملاقات کے شوق میں رسول اللہ ﷺ کے آنسو بہہ جانا:

سیدنا عبد اللہ بن شحیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کریم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ (میں نے دیکھا کہ) آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز نکل رہی تھی، جیسے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے نکلتی ہے۔^۲
☆..... رسول اللہ ﷺ کا اپنی اُمت پر خوف کے آنسو بہانا:

☆..... اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا: ”یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں؟ جبکہ قرآن آپ پر اترا ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں اپنے علاوہ دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔“ چنانچہ میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی، یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (النساء: ۴۱)

”بس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنائیں گے۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بس اب کافی ہے۔“ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔^۳

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة مودة من أرض الشام، رقم: ۴۲۶۲۔
② صحیح ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب البكاء في الصلاة، رقم: ۹۰۴، صحیح سنن ترمذی، ابواب الشرائع المحمدية، باب ماجاء في بكاء رسول الله، رقم: ۳۲۱۔
③ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النساء، باب فكيف إذا جئنا، رقم: ۴۵۸۲، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل استماع القرآن..... رقم: ۸۰۰۔

شمال کے کسی شارح نے کہا ہے کہ: ”رسول اللہ ﷺ کا اپنی اُمت کے لیے خوف سے آنسو بہانا۔ آپ کی فرطِ رحمت اور آپ ﷺ کی شفقت کی وجہ سے تھا، جیسا کہ اُمت کی تکلیف آپ پر شاق گزرتی تھی۔“^۱

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

”مسلمانو! تمہارے لیے تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں، جن پر ہر وہ بات شاق گذرتی ہے جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے، تمہاری ہدایت کے بڑے خواہشمند ہیں، مومنوں کے لیے نہایت شفقت و مہربان ہیں۔“

☆..... فکرِ آخرت سے رسول اللہ ﷺ کا ساری ساری رات روتے رہنا:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے:

﴿إِن تَعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدة: ۱۱۸)

”اگر تو انہیں عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کرے تو تو غالب حکمت والا ہے۔“^۲

☆..... نبی ﷺ کا غزوہ بدر کے دن درخت کے نیچے آنسو بہانا:

☆..... اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”بدر کے دن سیدنا مقداد کے علاوہ ہمارے ساتھ کوئی بھی گھڑ سوار نہیں تھا۔ ہم سے ہر شخص گہری نیند سویا، سوائے اللہ کے نبی ﷺ کے جو

① دلیل الفالحین: ۳۶۹/۲۔

② صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی القراءة فی صلاة اللیل، رقم: ۱۳۵۰، مسند

أحمد: ۷۴۹/۵۔

ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر ساری رات اللہ کی عبادت کرتے اور روتے رہے۔^۱
 آپ ﷺ کا یہ گریہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنے کے لیے تھا کہ اس نے اِعْلَاءِ کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کی توفیق بخشی، اور کفار کے خلاف ان کی مدد فرمائی۔

☆..... قبر کا منظر دیکھ کر آپ ﷺ کے بے اختیار آنسو بہہ پڑے
 ((عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ، فَبَكَى حَتَّى بَلَ الشَّرَى، ثُمَّ قَالَ ((يَا إِخْوَانِي لِمَثَلِ هَذَا فَأَعِدُّوا.))^۲

”سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے، حتیٰ کہ مٹی آپ ﷺ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے میرے بھائیو! اس کے لیے (یعنی قبر کے لیے) کچھ تیاری کرلو۔“

☆..... سورج کو گہن لگنے پر نبی ﷺ کا تضرع و عاجزی سے آنسو بہانا:
 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثقہ روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گہن لگا، نبی ﷺ اُٹھے اور نماز شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے اتنی دیر تک قیام کیا کہ یوں معلوم ہونے لگا کہ جیسے آپ رکوع میں نہیں جائیں گے پھر جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو اتنی دیر تک رہے کہ یوں معلوم ہوا کہ اب آپ سجدہ میں نہیں جائیں گے۔ سجدہ سے اٹھنے کے بعد آپ ﷺ قعدہ میں اتنی دیر تک بیٹھے کہ یوں معلوم ہوا جیسے آپ ﷺ دوبارہ سجدہ میں نہ جائیں گے اس کے بعد آپ ﷺ (دوسرے) سجدہ میں گئے تو یوں محسوس ہوا جیسے آپ ﷺ سر کو دوبارہ نہ اٹھائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے ایک گہرا سانس لیا اور روتے ہوئے ”اُف،

① مسند احمد: ۱/۱۲۵، سنن نسائی کبریٰ، رقم: ۸۲۳، ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے، رقم: ۸۹۹۔

② صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحزن والیاء، رقم الحلیت: ۴۱۹۵؛ مسند احمد: ۴/۲۹۴۔

اُف“ کر کے اللہ تعالیٰ سے کہا:

”اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک میں ان لوگوں کے درمیان ہوں تو انہیں عذاب نہیں دے گا؟ اے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک یہ لوگ توبہ کرتے رہیں گے انہیں عذاب نہ دیا جائے گا۔ اے رب! ہم تجھ سے توبہ کے طلب گار ہیں۔“

جب آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ختم کی، اس وقت تک سورج گہن ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اٹھے اور اللہ کی تعریف بیان کی، اطمینان کا سانس لیا اور فرمایا:

”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم گہن لگتا دیکھو تو اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤ۔“

”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم گہن لگتا دیکھو تو اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤ۔“

☆..... نبی کریم ﷺ کا اپنی امت پر شفقت کے طور پر آنسو بہانا

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ **رَبِّ إِنِّهٖنَّ أَضَلُّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَن عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ** . **الْآيَةُ**) وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ **﴿إِن تَعْلِبْهُمْ فَاِنتَهُم عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾** . فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: **[اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبِكِي فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ إِذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ فَآتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ**

اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أَمَّتِكَ وَلَا نَسُوْكَ)) ۵

”سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ

آیت تلاوت فرمائی جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے:

”اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص

میرے پیچھے چلا وہ میرا (فرمانبردار) ہے، اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کے

لیے) تو بخشنے والا مہربان ہے۔“ (ابراہیم: ۳۶)

اور پھر وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

”اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرما دے تو

بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔“ (مائدہ: ۱۱۸)

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پھیلا دیئے اور

عرض کیا: یا اللہ! میری امت، یا اللہ! میری امت، اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ آپ کیوں روتے

ہو؟ اور اے جبریل! تیرا رب تو خوب جانتا ہے (کہ محمد (ﷺ) کیوں رورہے

ہیں) چنانچہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، اور سیدنا محمد عربی علیہ السلام سے دریافت

کیا (کہ آپ کیوں روتے ہیں؟) سیدنا محمد علیہ السلام نے رونے کی وجہ بتائی، اور

جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو جا کر بتایا، حالانکہ اللہ تو خوب جاننے والا ہے۔ تب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! سیدنا محمد (ﷺ) کے پاس جا اور بتا کہ

ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) تمہاری امت کے معاملے میں تمہیں خوش کر دیں گے اور

ناراض نہیں کریں گے۔“

☆..... عذاب کا منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے آنسو بہہ جانا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

”جب بدر کے قیدیوں کو باندھ لیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ”ان قیدیوں کے ساتھ ہمیں کیا سلوک کرنا چاہیے؟“ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ میرا خیال ہے انہیں فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ اس سے ہمیں کافروں کے مقابلہ میں قوت ملے گی۔ شاید اللہ ان کے دلوں کو حق کی طرف موڑ دے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کہا:

اے ابن خطاب! تمہارا کیا خیال ہے؟

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (عمر) نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! مجھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تجویز سے اتفاق نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کی گردنیں کاٹ دینی چاہیے۔ لہذا آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عقیل کی گردن کاٹنے کا حکم دیں، اور میں اپنے رشتہ داروں کو قتل کرتا ہوں۔ کیوں کہ یہ کفار کے اہم لوگ اور سردار ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے میری تجویز ماننے کی بجائے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا۔ اس سے اگلے دن جب میں آیا تو میں نے نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اکٹھے بیٹھے دیکھا اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ میں نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی بتائیے کہ کس چیز نے آپ دونوں کو زلایا ہے؟ اگر وہ بات رونے والی ہوئی تو میں بھی رو پڑوں، اور اگر وہ رونے والی بات نہ بھی ہوئی تو میں صرف آپ دونوں کا ساتھ دینے کے لیے روؤں گا۔“

پس اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: تمہارے ساتھیوں نے فدیہ لینے کے بارے میں مجھے رائے دی ہے، (اس لیے میں رو رہا ہوں) کہ مجھ پر تمہاری سزا پیش کی گئی جو مجھے اس درخت سے زیادہ قریب لگ رہی ہے۔ اللہ، قادر اور قدیر نے قرآن میں فرمایا ہے:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُفْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِنَّمَا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾

(الأنفال: ۶۷، ۶۹)

”نبی کے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ اس کے پاس جنگی قیدی آئے حتیٰ کہ زمین (میدانِ جنگ) میں کافروں کو اچھی طرح قتل نہ کر دیا جاتا، تم دُنیا کا مال چاہتے ہو جب کہ اللہ (تمہارے لیے) آخرت چاہتا ہے، اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر ایسا پہلے سے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو تم نے (فدیہ) لیا اس کے لیے تمہیں بہت بڑی سزا دی جاتی۔ جو تم نے بطور مال غنیمت حاصل کیا ہے اسے کھا سکتے ہو یہ حلال اور پاکیزہ ہے، اور اللہ سے ڈرو، اور یقیناً اللہ بخشنے والا اور رحم والا ہے۔“ ❶



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آنسو

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم:

اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینے کے بعد آپ کے صحابہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيِّئَاتِهِمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْجٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفتح: ۲۹)

”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے لیے بڑے سخت ہیں، اور آپس میں نہایت مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع و سجود کرتے دیکھتے ہیں، وہ لوگ اللہ کی رضا اور اس کے فضل کی جستجو میں رہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کی نشانی ان کی پیشانیوں پر عیاں ہوتی ہے، تورات میں ان کی یہی مثال بیان کی گئی ہے اور انجیل میں بھی ان کی یہی مثال بیان کی گئی ہے، اس کھیتی کی مانند جس نے پہلے اپنی کونیل نکالی، پھر اُسے سہارا دیا تو وہ موٹی ہو گئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، وہ کھیت اب کاشتکاروں کو خوش کر رہا ہے (اللہ نے ایسا اس لیے کہا) تاکہ اُن مسلمانوں کے ذریعہ کافروں کو غضبناک بنائے، ان

میں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا اُن سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔“

اس آیت سے پچھلی آیت (۲۸) میں اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس کی مزید تاکید کے طور پر اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور آپ کے لیے یہ گواہی دینا گویا آپ کے لیے ہر وصف جمیل کی گواہی ہے، اس لیے کہ اللہ کے رسول تمام اخلاقِ کریمہ اور اوصافِ حمیدہ سے متصف ہوتے ہیں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ وہ کفار کے لیے ایسے ہی سخت ہوتے ہیں جیسے شیر اپنے شکار کے لیے سخت ہوتا ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے نہایت ہی رحم دل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے ہوئے سورۃ المائدہ میں فرمایا:

﴿أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (المائدہ: ۵۴)

”وہ مومنوں کے لیے مانند ابریشم نرم ہوتے ہیں، اور کافروں کے لیے مانند فولاد سخت ہوتے ہیں۔“

ہو حلقہٗ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مخلوق کے ساتھ ان کا معاملہ ایسا ہوتا ہے، اور خالق کے ساتھ ان کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کی جنت اور اس کی خوشنودی کے لیے کثرت سے نماز پڑھتے ہیں، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾

(الانعام: ۵۲)

”وہ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔“

اور اللہ کے ان نیک بندوں کی علامت کثرتِ سجود اور کثرتِ تہجد و نوافل کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر پائی جاتی ہے، اور صحابہ کی یہ نشانی انجیل اور تورات میں بھی پائی جاتی ہے۔
اہل علم کی ﴿وَمَعْلَهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَاؤُ﴾ کے اعراب کے متعلق دو رائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

☆ ﴿وَمَعْلَهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ مبتدا ہے اور ﴿كَزَرْعٍ﴾ اس کی خبر ہے، اور معنی یہ ہے کہ انجیل میں ان کی مثال پودے کی ہے..... الخ

☆ ﴿مَعْلَهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ ﴿مَعْلَهُمْ فِي التَّوْرَةِ﴾ پر معطوف ہے، اور ”كَزَرْعٍ“ مبتدا محذوف کی خبر ہے، جس کی تقدیر ﴿هُم كَزَرْعٍ﴾ ہے، اور معنی یہ ہے کہ صحابہ کی مثال اس پودے کی ہے جو زمین سے اپنی کوئیل نکالتا ہے، پھر وہ بڑھ کر درخت بن جاتا ہے، پھر درخت موٹا ہو جاتا ہے، پھر وہ اپنے تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے، جسے دیکھ کر کاشتکار خوش ہوتا ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے اس مثال کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت بیان کی ہے کہ ابتدا میں ان کی تعداد کم ہوگی، پھر ان کی تعداد بڑھتی جائے گی، اور وہ پودے کی مانند قوی سے قوی تر ہوتے جائیں گے، اور ایسا اس لیے ہوگا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی کثرت اور قوت کے ذریعہ کافروں کے غیظ و غضب میں اضافہ کرے۔“ ①

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے ان بندوں سے جنہیں صحابہ رسول کہا جاتا ہے، اور جن کے لیے اللہ نے ایمان اور عمل صالح کی گواہی دی ہے، وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور انہیں اجر عظیم اور ثواب جزیل یعنی جنت عطا فرمائے گا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”امام مالک رحمہ اللہ نے ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ ”تا کہ اللہ ان کے ذریعہ کافروں کے غیظ و غضب میں اضافہ کرے۔“ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان

روافض کی تکفیر کی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں، اور جو صحابہ سے بغض رکھے گا، وہ اس آیت کریمہ کے مطابق کافر ہوگا۔ امام مالک رحمہ اللہ کی اس رائے سے علماء کی ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے۔^①

صحابہ و خلفاء راشدین کا احترام ایمان کی نشانی ہے:

اصحاب کبار، خلفاء راشدین پر لعن و طعن اور سب و شتم کرنا قطعاً ممنوع و حرام ہے، اللہ عظیم و برتر کا فرمان ہے:

﴿وَالشَّيْقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

”اور مہاجرین اور انصار میں سے وہ اولین لوگ جنہوں نے ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی، اور وہ دوسرے لوگ جنہوں نے ان سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو چکا ہے، صحابہ کے متعلق ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

(الفتح: ۱۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا، جب وہ آپ سے درخت کے نیچے

بیعت کر رہے تھے۔“

یہ بالکل ظاہر ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اللہ راضی ہو چکا تو وہ اہل ایمان ہیں، اور اللہ تعالیٰ راضی ہونے کے بعد جنت ہی عطا فرماتے ہیں، اللہ غفور اور رحیم کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ۖ أَزْجِيْٓ إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَُّرْضِيَّةً ۚ
فَادْخُلِي فِي عِلِّيِّينَ ۚ وَادْخُلِي جَنَّاتٍ ۖ﴾ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

”اے (ایمان کی وجہ سے) مطمئن جان! تو اپنے رب کے پاس لوٹ چل

در آنحالیکہ تو اس سے راضی ہے، اس کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ پس تو میرے

مقبول بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔“

اگر خدا نخواستہ انہی اکابر صحابہ کا ایمان زیر بحث ہو اور یہی چیز نزاع کا محل ٹھہرے تو پھر

ہمارے، آپ کے اور کسی کے ایمان کا کیا ٹھکانا ہوگا؟ جن کے واسطے سے ہم نے ایمان پایا

جب انہی کا ایمان خدا نخواستہ درست نہیں تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟

صحابہ رضی اللہ عنہم کی عیب جوئی غیبت ہے:

صحابہ پر لعن و طعن اور سب و شتم بہر حال غیبت میں شامل ہے۔ اللہ عز و جل کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا﴾ (الحجرات: ۱۲)

”اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔“

مزید فرمایا ہے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۖ﴾ (الہمزہ: ۱)

”جہنم کی وادی ویل یا ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو کسی کی عیب جوئی، نکتہ چینی

اور برائی کرتا ہے۔“

سیدہ آمنہ کے لعل، محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تَسْبُوْا اَصْحَابِيْ ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ قَلَوْا اَنْ اَحَدَكُمْ

اَنْفَقَ مِثْلَ اُحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْقُهُ)) •

”تم میرے صحابہ کو گالی مت دو، بُرا بھلا مت کہو، ان پر لعن و طعن مت کرو، تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دو گے تو میرے صحابہ کے آدھ سیر جو خرچ کرنے کے ثواب کو نہ پاسکو گے۔“

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ قصہ پیش آیا کہ کچھ لوگوں نے سیدنا عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہما کو گالی دی۔ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے تیس کوڑوں کی سزا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والوں کو دی، اور چند کوڑوں کی سزا اس کو دی جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دی تھی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے ائمہ سلف کے ارشادات کو نقل کیا ہے کہ خلفاء کرام کو گالی دینے والے کو اولاً سزا دی جائے پھر توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو قید خانہ میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے یا رجوع کرے۔ •

خلفاء راشدین کے متعلق مہاتما گاندھی کے تاثرات:

Simplicity is not the monopoly of congressistesiam not going to smention the names of raam and krishan because they were not historical personalities. I am compelled to mention the names of Abubakar and Umar Though they were masters of the vart empire yet they lived the life of poures.

(Harigand. DT.27.7.37)

یعنی سادگی کانگریس کی اجارہ داری نہیں۔ میں رام اور کرشن کا حوالہ بھی اس سلسلہ میں پیش نہ کروں گا، کیونکہ ان کی شخصیتیں ماقبل تاریخ کی ہیں۔ البتہ میں اس ضمن میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نام لینے پر مجبور ہوں کہ باوجود ایک وسیع مملکت کے حاکم

ہونے کے ان لوگوں نے انتہائی فقیرانہ زندگی بسر کی۔“ ۵

یہی وہ اندازِ زیست ہے جس کا نقشہ اقبال نے یوں کھینچا ہے:

آن مسلماناں کہ میری کردہ اند در شہنشاہی فقیری کردہ اند
مندرجہ بالا سطور پڑھ کر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
خیر الامم تھے۔ صحابہ و خلفاء راشدین کا احترام ایمان کی علامت ہے، صحابہ کی عیب جوئی غیبت
ہے جو کہ ممنوع و حرام ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والے کا برا حشر ہوتا ہے۔

ان پاک ہستیوں سے محبت و مودت کا اظہار کرنے کے لیے ہم آئندہ کی سطور میں ایسے
واقعات رقم کریں گے جن میں ان کے خشیتِ الہی سے آنسو بہانے کا ذکر ہوگا (جس کا
مطلب یہ ہے کہ وہ اہل اللہ بڑے دل گداز کے حامل تھے) اُمید ہے کہ ان سطور کے مطالعہ
کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا کچھ نقشہ ضرور سامنے آ جائے گا، اور لوگوں کے حالات کی
اصلاح و سدھار اور دلوں کی تختی کو دور کرنے میں ان کے لیے یہ سطور کچھ راہبر اور راہنما بن
سکیں، اور کچھ ان کے طرزِ عمل میں فکری انقلاب پیدا کر سکیں۔

(۱) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو

امام الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

بلاشبہ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا جان و مال کے اعتبار سے

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھ پر کوئی احسان ہو۔“ [صحیح البخاری، رقم: ۳۶۷]

☆..... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انقطاعِ خیر پر رونا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات

کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

((انطلقی بنا الی اُمّ ایمن، رَضِیَ اللہ عَنْہَا، نَزَّوْرُهَا کَمَا کَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا
بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يَبْكِيكِ؟ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى
خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَالَتْ: إِنِّي لَا أَبْكِي
أَنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، وَلَكِنِّي أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ،
فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا. (۱)

”ہمارے ساتھ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو، ہم ان کی زیارت کریں۔ جس طرح
رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔ پس ہم ان کے پاس
پہنچے تو وہ رو پڑیں۔ انہوں نے کہا: کیوں روتی ہو؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس
جو ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ تو اس پر سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے
فرمایا: میں اس لیے نہیں رورہی ہوں کہ میں یہ بات نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس جو ہے
وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے (یقیناً میں یہ جانتی ہوں) لیکن میں تو اس
لیے رورہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ پس (اس بات نے) ان
دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔“

☆..... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت آنسو بہانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”پیغمبر انسانیت ﷺ نے اپنی بیماری کے دوران حکم
دیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”میں نے
رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ نماز کی امامت کے
لیے کھڑے ہوں گے تو ان کے (بکثرت) رونے کی وجہ سے لوگوں کو ان کے قرآن کی آواز
سنائی نہ دے گی۔ لہذا آپ ﷺ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کرانے کا حکم دیں۔“

نبی دو جہاں ﷺ نے دوبارہ فرمایا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز کی امامت کے لیے کہو۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہا: ”تم رسول اللہ ﷺ کو بتاؤ کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کرائیں تو لوگ ان کے رونے کی وجہ سے قرآن کی قرأت نہ سن پائیں گے، لہذا آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کا حکم فرمائیں۔ پس سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کہا: اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے جواب دیا: جو کہا ہے اس پر عمل کرو! حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بھی یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں جیسی ہو۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لیے کہو۔“ ❶

☆..... سلامتی رسول کریم ﷺ کو خطرہ لاحق ہونے پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رونا سفرِ ہجرت میں سراقہ بن مالک سرکارِ مدینہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سلامتی کو خطرہ میں دیکھ کر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ پریشان اور غمگین ہو جاتے ہیں، اور اسی پریشانی کے سبب ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ یہ قصہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی زبانی ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَا ، فَلَمْ يَذَرِكُنَا إِلَّا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنِ جُعْشِمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ . فَقُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا ."

فَقَالَ: "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ."

حَتَّى إِذَا دَنَا مِنَّا فَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ قَدْرُ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ ، قَالَ: قُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا" وَبَكَيْتُ .

قَالَ: "لِمَ تَبْكِي؟"

قُلْتُ: "أَمَّا وَاللَّهِ مَا عَلَى نَفْسِي أَبْكِي، وَلَكِنْ أَبْكِي عَلَيْكَ"
قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اللَّهُمَّ
اكَفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ."

فَسَاخَتْ قَوَائِمُ قَرَيْبِهِ إِلَى بَطْنِهَا فِي أَرْضٍ صَلْدٍ.....) ۵
”سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:
ہم روانہ ہوئے تو لوگ ہمارے تعاقب میں تھے۔ ان میں سے صرف سراقہ بن
مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہمارے قریب پہنچ گیا، میں نے عرض کیا: ”اے اللہ
کے رسول ﷺ! یہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب آ پہنچا ہے۔“
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”غم نہ کرو، بلا شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“
وہ ہمارے اس قدر نزدیک پہنچ گیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک، دو یا تین
نیزوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض
کیا: ”اے اللہ کے رسول! یہ ہم تک آ پہنچا ہے۔“ اور (ساتھ ہی) میں رونے لگا۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم کیوں روتے ہو؟“
میں نے عرض کیا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنی جان کو خطرے میں دیکھ کر نہیں رو رہا
بلکہ آپ کی سلامتی کو خطرے میں دیکھ کر رو رہا ہوں۔“ انہوں (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے
بیان کیا: ”نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے بددعا کرتے ہوئے کہا: ”اے اللہ!
جس طرح آپ پسند کریں ہمارے لیے اس کے مقابلے میں کافی ہو جائیے۔“
نبی کریم ﷺ کی بددعا کے نتیجے میں اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں
پیٹ تک دھنس گئیں.....“

☆..... سرورِ دو عالم ﷺ کے لیے گیارہ انصاریوں اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی فداکاری
 معرکہ اُحد میں کچھ تیر انداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی طرف سے ٹیلے پر متعین
 کردہ جبکہ کو چھوڑنے کی اجتہادی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ قریش مکہ کا ایک دستہ خالد بن
 ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں پر پھیلی جانب سے حملہ کرتا ہے۔ اس اچانک حملے سے
 مسلمانوں کی صفوں میں اس قدر اضطراب اور کھلبلی پیدا ہوتی ہے کہ ایک موقع پر رسول
 اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ صحابہ رہ جاتے ہیں، اور مشرک نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ
 جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان سچی محبت کرنے والے بارہ جان نثار صحابہ کرام نے
 آنحضرت ﷺ کا دفاع کس طرح کیا؟

امام نسائی رحمہ اللہ کی سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کردہ روایت میں
 اس سوال کا جواب موجود ہے۔ جس میں انہوں نے بیان کیا کہ ”معرکہ اُحد میں جب
 مسلمان بھگدڑ میں منتشر ہو گئے، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف گیارہ انصاری اور طلحہ
 بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ رہ گئے تو مشرک آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ نے نگاہ کو بلند
 فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”قوم (مشرکوں) کا مقابلہ کون کرے گا؟“

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”میں“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی جگہ پر رہو۔“

انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: ”میں، اے اللہ کے رسول“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم (ٹھیک ہے، مشرکوں کا مقابلہ کرو)

اس صحابی نے مشرکوں سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ
 نے دیکھا کہ مشرک اسی جگہ ڈٹے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”قوم کا مقابلہ کون
 کرے گا؟“

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”میں“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی جگہ پر رہو۔“

ایک انصاری نے عرض کیا: ”میں“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم“ (ہاں ٹھیک ہے تم مشرکوں کا مقابلہ کرو) وہ شخص مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ اسی طرح فرماتے رہے، اور ہر مرتبہ ایک ایک انصاری سامنے آتے اور اپنے آپ کو پیش رو کی طرح مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو جاتے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قوم“ (مشرکوں) کا مقابلہ کون کرے گا؟

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”میں“

سیدنا طلحہ نے گیارہ انصاریوں کے بقدر لڑائی کی۔ دورانِ لڑائی ان کے ہاتھ پروار ہوا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے کہا: ”حسن“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو (بِسْمِ اللّٰہ) کہتا تو فرشتے لوگوں کے سامنے ہی تجھے اٹھالیتے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پھیر دیا۔“

اللہ اکبر رسول مقبول، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ سے سچی محبت کرنے والے گیارہ جان نثار آپ ﷺ پر اپنی جانوں کو نچھاور کر دیتے ہیں۔ پھر بارہویں جان نثار آگے بڑھتے ہیں اور ان کی فداکاری کچھ معمولی نہ تھی بلکہ تنہا ان کی فداکاری پہلے گیارہ جان نثاروں کی جان نثاری کے بقدر تھی۔ ان کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شل ہو گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا قیس رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ”میں نے سیدنا

طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شل ہو گیا تھا۔^۵
 رب محمد ﷺ کی قسم! وہ ہاتھ بڑا خوش نصیب اور پاکیزہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں
 سے سب سے محبوب اور مقدس ہستی کے دفاع میں شل ہوا، اور اس ہاتھ والے کے نصیبوں کا کیا
 کہنا!

آنحضرت ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے صرف ان کا ہاتھ ہی شل نہ ہوا بلکہ سارا جسم
 چھلنی ہو گیا۔ ان کے جسم پر کم و بیش ستر زخم آئے۔ امام ابو داؤد الطیالسی رحمہ اللہ سیدنا
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”پھر ہم طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے
 اور ان کے جسم پر تیر و تلو اور غیرہ کے کم و بیش ستر زخم تھے۔“^۶
 اسی طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بھی معرکہ اُحد کا ذکر فرماتے تو روتے ہوئے
 فرماتے: ”یہ سارا دن سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔“^۷

☆..... سفر ہجرت میں حبیب رب العالمین ﷺ کی رفاقت میسر آنے
 پر شدت مسرت سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آنسو بہانا:

جب جناب رسول کریم ﷺ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے سفر میں اپنا رفیق
 بنانے کی بشارت سناتے ہیں تو یہ سن کر وہ اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ آنکھوں سے آنسو جاری
 ہو جاتے ہیں۔ اسی واقعہ کی تفصیل درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ قَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي
 نَحْرِ الظَّهْيَةِ ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ ”هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا“ فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا .

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۷۲۴۔
 ② منحة المعبود فی ترتیب مسند ابی داؤد الطیالسی: ۹۹/۲، نیز ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۸۲/۷۔
 ③ ملاحظہ ہو: منحة المعبود: ۹۹/۲۔

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: "فِدَاءُ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللَّهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ."

قَالَتْ: "فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ: "أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ"

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: "إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!" قَالَ: "فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ"

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحَابَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ" قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ" •

”(زوجہ نبی کریم ﷺ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ”جب ہم سورج ڈھلنے (زوال) کے وقت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے تھے کہ کسی نے ان سے کہا: ”رسول کریم ﷺ سر ڈھانپے ہوئے تشریف لارہے ہیں۔“

اور اس وقت ہمارے ہاں تشریف لانا آپ ﷺ کی عادت نہ تھی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ان پر میرے ماں باپ قربان! اللہ کی قسم! اس وقت آپ کی تشریف آوری کسی اہم مقصد ہی کے لیے ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اندر تشریف لانے کی اجازت طلب کی۔

اجازت ملنے پر اندر تشریف لائے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”جو لوگ تمہارے پاس موجود ہیں انہیں باہر بھیج دو۔“

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! میرے باپ آپ پر فدا ہوں،

وہ تو آپ کے گھر والے ہی ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے (مکہ مکرمہ سے) نکلنے کی اجازت مل چکی ہے۔“

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان

ہوں، اس سفر میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔“

رسول مکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”ہاں“

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے اس سفر کے متوقع سنگین خطرات اور مصیبتوں سے

بے خبر نہ تھے۔ لیکن ان خطرات کا اندیشہ ان کے اپنے محبوب جناب رسول

کریم ﷺ کے رفیق سفر بننے کی رغبت و خواہش میں کچھ کی پیدا نہ کر سکا۔ اور

جب آنحضرت ﷺ نے ان کی رغبت پر موافقت کا اظہار فرمایا تو شدت

فرحت سے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((زَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي رِوَايَتِهِ: ”قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:

”فَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ يَبْكِي، وَمَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ أَحَدًا يَبْكِي مِنَ

الْفَرَحِ.“)) •

امام ابن اسحاق رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں، اور اس سے پیشتر

مجھے اس بات کا تصور نہ تھا کہ خوشی و مسرت کی وجہ سے بھی کوئی روتا ہے۔“

☆ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خیر البشر ﷺ کے وقت رحلت کا ادراک کر کے رونا

رسول برحق ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے محب صادق سیدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ خطبے کے اشاروں اور کنایوں سے اندازہ کرتے ہیں کہ جناب حبیب کریم ﷺ

کا رحلت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قصے کی تفصیل سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے:

((حَظَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ: "إِنَّ اللَّهَ خَيْرَ عِبْدَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ. "

قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيْرَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَعْلَمَنَا.))

”رہبر کامل ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا (اس خطبہ میں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ ان کے پاس ہے دونوں میں سے ایک چیز منتخب کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ اس بندے نے وہ چیز پسند کی جو اللہ کے پاس ہے۔“

انہوں (ابوسعید رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: ”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بندے کے متعلق بتلایا کہ اسے (دو میں سے ایک چیز منتخب کرنے کا) اختیار دیا گیا (اور انہوں نے رونا شروع کر دیا)

اصل حقیقت یہ تھی کہ رسول رب العالمین ﷺ ہی کو اختیار دیا گیا تھا، اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ نبی برحق ﷺ کی بات کو سمجھنے والے تھے۔“

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں ہے:

((فَلَمْ يُلْقِنَهَا إِلَّا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَكَى ، فَقَالَ: "نَقْدِيكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا.)) •

”سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے نبی کریم ﷺ کی بات کو نہ سمجھا (وہ بات کی تہہ کو پہنچ کر) رونے لگے۔ پھر عرض کیا: ”ہم آپ پر اپنے باپ، مائیں اور بیٹے ٹار کرتے ہیں۔“

☆..... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رحلت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کو یاد کر کے رونا

جناب رسول ثقلین ﷺ کے اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کو یاد کرتے تو ان کے آنسو رواں ہو جاتے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث اس پر دلالت کرتی ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى هَذَا الْمُنْبَرِ يَقُولُ: "سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مِنْ عَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ اسْتَعْبَرَ أَبُو بَكْرٍ وَبَكَى."

ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَمْ تَوْتُوا شَيْئًا بَعْدَ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ.)) •

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ: ”میں نے اس منبر پر

① ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۴۳/۹۔ حافظ ثقی نے اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

② شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: هامش المسند: ۱۷۰/۱۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔“

پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: ”میں نے رسالت مآب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔“

ایک اور دوسری روایت میں ہے:

((فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثَلَاثَ مَرَارٍ ثُمَّ قَالَ: الْحَدِيثُ)) ❶

”آنسوؤں نے تین مرتبہ ان کی آواز کو دبا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا..... الحدیث“

☆..... سنہ ۱۲ ہجری میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر حج کے لیے تشریف لائے، جب مکہ میں داخل ہوئے تو عتاب بن اُسید اور سمیل بن عمرو، اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اور ہشام بن حارث ان سے ملے، اور سلام کیا اور یوں کہا: ”سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ.“

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام میں رسول اللہ ﷺ کا نام سن کر رونا شروع کر دیا، اور برابر روتے رہے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ میں پہنچے۔ ❷

☆..... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سورہ ﴿إِذَا زُلْزِلَتْ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ نازل ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے، جب یہ سورت سنی تو رو پڑے تو حضور ﷺ نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے زلایا؟ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس سورت نے زلایا۔ ❸

❶ شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: هامش المسند: ۱/ ۱۷۰

❷ ابن سعد ج: ۳، ص: ۱۸۷.

❸ تفسیر طبری: ۱۲/ ۲۶۳، شعب الایمان: ۳۱۲/۹.

☆..... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تلاوتِ قرآن سن کر آنسو بہانا:

☆..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صحن میں ایک مسجد بنا رکھی تھی، اسی میں نماز پڑھتے اور قرآن حکیم پڑھتے، مشرکین کی عورتیں اور بچے ان کے آس پاس جمع ہو جاتے اور تعجب سے (قرآن سنتے) اور ان کو دیکھتے رہتے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے آدمی تھے، قرآن مجید پڑھتے وقت انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا اور بے اختیار رونے لگتے، اس سے مشرکین کو پریشانی ہوتی۔ ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی، یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔ اور بنی ہاشم میں سے کسی ایک نے بھی (چھ ماہ تک) بیعت نہ کی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد (علی رضی اللہ عنہ نے) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں، لیکن آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو، اور اس کو ناپسند سمجھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ساتھ آئیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اکیلے نہ جائیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اکیلے جاؤں گا، مجھے کسی خطرے کا اندیشہ نہیں۔ سیدنا ابو بکر چل پڑے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے، ان کے ہاں بنی ہاشم تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثناء بیان فرمائی جو ان کی شان کے لائق تھی، پھر فرمایا: اما بعد! اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! ہم نے بیعت کرنے سے اس لیے تاخیر نہیں کی کہ ہم آپ کی (باقی امت پر) فضیلت کے منکر تھے، لیکن ہم اس بارے میں فکر کر رہے تھے کہ اس امر (خلافت) میں ہمارا حق ہے لیکن آپ اس بارے میں ہم سے غالب ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ سے اپنی رشتہ داری کا ذکر فرمایا اور (وراثت) کا استحقاق کا ذکر فرمایا، اس کا تذکرہ فرماتے رہے یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے، جب خاموش ہوئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی شان کے لائق حمد و ثناء کی۔ پھر

فرمایا: اما بعد، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی قربت مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں ان سے اپنی قربت داری سے بہتر سلوک کروں۔ اللہ کی قسم! میں نے تمہیں اس کے مال میں جو میرے اور تمہارے درمیان میں سب سے بہترین ہیں، محروم نہیں کیا۔ لیکن میں نے پیارے پیغمبر ﷺ سے سنا ہے، فرما رہے تھے جو ہم (انبیاء) مال چھوڑتے ہیں اس میں وراثت نہیں چلتی، وہ صدقہ ہوتا ہے، آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھائیں گے اور میں اللہ کی قسم! اس بارے میں ان شاء اللہ وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، پھر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ہم آپ سے شام کو بیعت کریں گے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چند عذر (بیعت میں تاخیر کے) بیان کیے جو انہوں نے ان سے بیان کیے تھے۔

پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں تعظیمی کلمات ارشاد فرمائے اور سابق فی امر الخلافۃ کا ذکر فرمایا، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے، اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم) سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ آپ نے درست کیا اور احسن کام سرانجام دیا۔^۱

(۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر میرے بعد سلسلہ نبوت جاری رہتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔“

[سنن ترمذی، رقم: ۳۶۸۶]

☆..... قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آنسو بہانا

سیدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”نماز کے دوران قرآن پڑھتے وقت سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ کی آہوں کی آواز میں نے نماز کی آخری قطار میں (کھڑے) سنی (آیت یہ تھی)۔“

﴿إِنَّمَا أَشْكُوا بَيْتِي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَاعْلَمُوا مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

(یوسف: ۸۶)

”انہوں (سیدنا یعقوب علیہ السلام) نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد

اللہ ہی سے کر رہا ہوں، مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جن سے تم

سراسر بے خبر ہو۔“

☆..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں جب سے مسلمانوں کے امر کا والی ہوا ہوں ان کا ایک دینار اور ایک درہم بھی نہیں کھایا، ہاں ہم نے ان کے موٹے آٹے سے اپنا پیٹ بھرا ہے، اور ان کے موٹے کپڑے سے اپنی پیٹھ چھپائی ہے، میرے پاس مسلمانوں کے مالی غنیمت میں سے نہ تھوڑا ہے اور نہ زیادہ۔ سوائے حبشی غلام کے اور پانی لانے والے اونٹ کے اور سوائے اس پرانی چادر کے، جب میں مر جاؤں تو ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دینا اور ان سے برأت طلب کر لینا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، جب قاصد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو زمین پر بہنے لگے اور فرمایا: اللہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا۔

☆..... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی پر آنسو بہانا:

☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ پر صرف ایک لنگی تھی اور چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پر نمایاں تھے۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہ روؤں، حالانکہ آپ ﷺ کا سارا اثاثہ میرے سامنے ہے؟ یہ قیصر و کسریٰ والے باغات اور نہروں میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ

① اس کی سند صحیح ہے۔ مصنف عبدالرزاق ۱۱۴/۲، شعب الایمان للبیہقی: رقم ۱۸۹۵ طبقات ابن

سعد ۲۶۶/۶۔

② اس کی سند صحیح ہے۔ بیہقی، ج ۶، ص ۳۵۳۔ ابن سعد، ج ۳، ص ۱۹۶-۱۹۷۔

میرے لیے آخرت ہوگی، اور ان کے لیے دنیا ہے۔^۱

☆..... صحابہ کرام رحمہ اللہ نے مشورہ کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ فتح کیے، آپ کے پاس عرب و عجم سے وفود آتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ یہ جبہ جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں پہنتے ہیں، اگر اس کی جگہ جبہ بدل لو تو بہتر ہوگا اور صبح و شام عمدہ کھانا کھاؤ تاکہ مہمان بھی کھائیں، لیکن کس کی جرأت ہو سکتی ہے کہ عرض کرے؟ سب نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا کو وکیل بنایا۔ انہوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! اللہ نے آپ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ فتح کیے، اور عرب و عجم کے وفود آتے ہیں، اور آپ پر یہ بارہ پیوند والا موٹا جبہ؟ کسی نرم کپڑے کا بنالیں جس سے آپ بارعب معلوم ہوں، اور صبح و شام اچھا کھانا خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے (یعنی آنسو بہنے لگے) اور پھر فرمایا: تم ہی بتاؤ! امام الصالحین رضی اللہ عنہ نے کبھی گندم کے آٹے کی روٹی سے پیٹ بھرا، یا وہ نرم بستر پر سوئے؟ یا آپ رضی اللہ عنہ نے اچھا لباس پہنا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں۔ بس میں تو اپنے دونوں ساتھیوں کے نقش قدم پر چلوں گا، اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے میں ان کے چہرے بگاڑ دیتا۔^۲

☆..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک روز خواب میں جنت کی سیر کی تو میں نے ایک عورت کو ایک محل کے قریب وضو کرتے دیکھا، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا (میں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا) لیکن تمہاری غیرت یاد آگئی اس لیے میں واپس لوٹ آیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور پھر فرمایا:

① صحیح مسلم، کتاب الطلاق، رقم: ۳۶۹۱، مسند احمد: ۱۴۰/۳، صحیح ابن حبان، رقم: ۶۳۶۲۔

② ابن عساکر کذا فی الكنز، ج: ۴، ص: ۴۰۸۔

آپ سے کیا غیرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔*

(۳) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کیا میں اس شخص سے حیاء کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں؟ [مسند احمد: ۶/۱۵۵]

سیدنا حسن و حسین کے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”عثمان رضی اللہ عنہ کو آج کے بعد کوئی عمل بھی نقصان نہیں دے گا۔“

[سنن ترمذی: ۳۷۰۱]

☆ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سیدنا ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((كَانَ عُمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرِ بَكِي حَتَّى يَبْلُغَ لِحْيَتَهُ قَبِيلَ لَهُ:

تُذَكِّرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، فَلَا تَبْكِي، وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ

مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ

مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ”مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ.“)) *

”کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ انکی داڑھی

مبارک تر ہو جاتی۔ آپ سے عرض کیا گیا: ”آپ رضی اللہ عنہ جنت اور دوزخ کا ذکر

فرماتے ہیں تو نہیں روتے، لیکن قبر کے ذکر پر اس قدر روتے ہیں؟“ سیدنا

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”قبر

① صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، رقم: ۳۲۴۲۔ صحیح

مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، رقم: ۶۲۰۰۔

② صحیح الترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء في فظاعة القبر وأنه أول منازل الآخرة، رقم: ۲۳۰۸۔

آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔ اگر کسی نے اس سے نجات پائی تو اگلی منزلیں اس کے لیے آسان ہوں گی، اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منازل اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی، نیز اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے، ”میں نے قبر سے زیادہ گھبراہٹ اور سختی والی کوئی اور جگہ نہیں دیکھی۔“

(۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آنسو

پیارے نبی، دعائے غلیلی ﷺ نے فرمایا:

”علیؑ کیساتھ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہو، جو ہارون (ؑ) کو موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

[صحیح بخاری: ۴۳۱۶]

☆ ادیب ملت ضرار بن ضمرہ سیدنا علیؑ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((كَانَ وَاللَّهِ عَزِيزَ الدَّمْعَةِ، طَوِيلَ الْفِكْرَةِ.))

”اللہ کی قسم! خشیتِ الہی سے ان کی آنکھیں پُر نم رہتیں، اور وہ طویل غور و فکر کے

عادی تھے۔“

☆..... سیدنا علیؑ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے پوچھا: بتاؤ! سب

سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا: آپ۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ سب سے زیادہ

بہادر ابو بکر صدیقؓ تھے، بدر کے دن حضور ﷺ کے لیے سائبان تیار کیا، ہم نے کہا کہ

کون رسول اللہ ﷺ کے پاس دفاع کے لیے کھڑا ہوگا، تو سیدنا ابو بکرؓ اپنی تلوار سونت کر

آپ ﷺ کے سر ہانے کھڑے ہو گئے اور (اسلام کے ابتدائی دنوں میں) میں نے قریش کو دیکھا

کہ انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا، کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے، اللہ کی قسم! سیدنا ابو بکرؓ

کے علاوہ ہم میں سے آپ ﷺ کے قریب کوئی نہ گیا، کسی سے یہ لڑتے کسی سے مار پیٹ

ہوتی۔ اور کہہ رہے تھے: تمہارا استیانس ہو، کیا تم اس آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اتاری اور اتاروئے کہ ان کی ڈاڑھی تر ہوگئی۔

(۵) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے آنسو

معلم کائنات، رسول ماحی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قرآن مجید کو چار آدمیوں سے سیکھو! عبداللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے غلام سالم،

معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔“ [صحیح بخاری: ۳۸۰۸]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ”سید المسلمین“ مسلمانوں کے سردار تھے۔“

[صفة الصفوة: ۱ / ۴۷۴]

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ، عَزَّوَجَلَّ، أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا ط﴾ [البينة: ۱] قَالَ: وَسَمَانِي؟ قَالَ: ”نَعَمْ“. فَبَكَى أَبِي.))

”اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے سورہ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ پڑھ کر سناؤں۔ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! پس سیدنا ابی رضی اللہ عنہ (فرط مسرت سے) رو پڑے۔“

① البدایة والنهاية: ۲۳۷/۳.

② صحیح بخاری، کتاب الجنائب، باب مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ. رقم: ۳۸۰۹۔ وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب قراءة القرآن على أهل الفضل، رقم: ۱۸۶۵

(۶) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

سر دار دو جہاں، حبیب کبریاء ﷺ نے فرمایا:

”الہی! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ) اور اس کی ماں کی قدر و منزلت اپنے مومن

بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے، اور ان بندوں کی قدر و منزلت ان دونوں کے

دلوں میں پیدا کر دے۔“ [صحیح مسلم، رقم: ۶۳۹۶]

☆..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ ہر وقت مسجد میں رہتے نبی ﷺ سے تعلیم حاصل کرتے، اور آپ کی امامت میں نمازیں پڑھتے۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں انہوں نے شادی نہیں کی۔ ان کی بوڑھی والدہ مسلسل انہیں شرک کی طرف لوٹانے کی کوشش کرتی رہی۔ اور یہ اُسے مسلسل دائرۃ اسلام میں لانے کے لیے کوشاں رہے۔ لیکن والدہ مسلسل انکار، ہٹ دھرمی، نفرت اور حقارت کے راستے پر گامزن تھی۔ جس کی وجہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا دل افسردہ رہتا۔

ایک روز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو اس نے غصے میں آ کر ایسی جلی کٹی سنائیں، اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ایسی ناگوار باتیں کیں جس سے انہیں بہت دلی صدمہ ہوا۔

یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس روتے ہوئے گئے، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ”ابو ہریرہ! روتے کیوں ہو؟“ عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور وہ اسے قبول کرنے سے انکاری ہے۔ آج میں نے جب اسے اسلام کی طرف دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسی جلی کٹی باتیں کیں جو مجھے بہت ناگوار گزریں۔

یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میری ماں کا دل اسلام کی طرف مائل کر دے۔“ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .))

”اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب فرما۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں گھر میں پہنچا، وہاں حالات بدلے ہوئے تھے۔ میں نے پانی کی کھڑکڑاہٹ سنی میری والدہ نہا رہی تھی، گھر میں داخل ہونے لگا تو میری والدہ نے کہا: ابو ہریرہ! ٹھہرو۔

والدہ نے نہا کر کپڑے پہنے اور کہا: اندر آ جاؤ، میں گھر میں داخل ہوا تو مجھے دیکھتے ہی میری والدہ پکار اٹھی:

((اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .))

”میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اور میں گواہی دیتی ہوں

کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“

میں اسی وقت اُلٹے پاؤں رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں بے انتہا خوشی کی وجہ سے زار و قطار رو رہا تھا، جس طرح کہ پہلے غم و اندوہ اور حزن و ملال کی وجہ سے رویا کرتا تھا۔

میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی۔ میری ماں نے اسلام قبول کر لیا.....“

☆..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں رونے لگے، آپ سے پوچھا گیا کہ ”کیوں رو رہے ہیں؟“ فرمانے لگے: ”میں تمہاری اس دنیا (کو چھوڑنے کی) وجہ سے نہیں روتا بلکہ (آئندہ پیش آنے والے) طویل سفر اور قلتِ زادِ سفر کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ میں نے ایسی بلندی پر شام کی ہے، جس کے آگے جنت ہے یا جہنم۔ اور میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے میرا مقام کون سا ہوگا؟“

☆..... شفاء بنی اللہؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کے ارد گرد بہت سے لوگوں کو جمع دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب ہو گیا، جب تنہائی ہو گئی میں نے عرض کیا: میں آپ کو حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ ضرور مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہو، اور اس کو جانا اور اس کو سمجھا ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں تجھے ایسی حدیث سناؤں گا جو میں نے آپ ﷺ کی مبارک زبان سے سنی ہے، اور اس کو جانا اور سمجھا ہے۔ یہ کہہ کر ایک آہ بھری اور بے ہوش ہو گئے، پھر ہوش آیا تو وہی الفاظ دہرائے اور پھر بے ہوش ہو گئے، پھر وہی الفاظ دہرائے اور بے ہوش ہو گئے، پھر ہوش آیا تو اپنا چہرہ صاف کیا، پھر حدیث بیان فرمائی کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے نزول فرمائیں گے، تمام امتیں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ ان میں سے سب سے پہلے قاری قرآن کو اور اللہ کے رستہ میں شہید ہونے والے کو اور بہت زیادہ مال دار شخص کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ قاری قرآن سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی تھی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی؟ وہ کہے گا: ہاں۔ اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے جو سکھایا تھا اس پر کیسے عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں اس کی رات اور دن تلاوت کرتا رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے کذب بیانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہی چاہتا تھا کہ تیرے متعلق کہا جائے: فلاں شخص قاری ہے، پس وہ کہہ دیا گیا۔

مالدار کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھ پر مال کی فراوانی نہیں کی تھی حتیٰ کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رہنے دیا، وہ کہے گا: ہاں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو

میں نے تجھے مال عنایت کیا تھا تو نے اسے کس طرح خرچ کیا؟ وہ کہے گا: اللہ! میں صلہ رحمی اور صدقہ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے کذب بیانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا تو صرف اتنا مقصد تھا کہ تجھے کہا جائے کہ فلاں شخص بڑا سخی ہے، پس وہ کہا جا چکا ہے۔

اللہ کے رستہ میں شہید ہونے والے کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کس لیے قتل کیا گیا تھا؟ وہ کہے گا: اللہ تو نے اپنے رستہ میں جہاد کا حکم فرمایا تھا تو میں نے تیرے رستہ میں لڑائی کی حتیٰ کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا تو یہی مقصد تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بڑا بہادر اور شجاع ہے، تو وہ کہا جا چکا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (اپنا دست مبارک) میرے زانو پر مارا اور فرمایا: ابو ہریرہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے ان تینوں افراد سے قیامت کے دن جہنم بھڑکائی جائے گی۔“

فائدہ:..... گویا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس لیے روئے کہ جب ان کے ساتھ ایسے کیا جائے گا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

(۷) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الہی! عبد اللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور اسے قیامت

کے دن عزت و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل کرنا۔“ [صحیح مسلم: ۶۴۰۶]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے، ایک روز لوگوں سے خطاب کیا، فرمایا:

”اے لوگو! خشیتِ الہی سے آنسو بہاؤ، ورنہ تمہیں آخرت میں رلایا جائے گا، یقیناً اہل جہنم اتنا

روئیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر خون کے آنسو روئیں گے، اور اتنے آنسو بہائیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائیں جائیں تو وہ بھی چل پڑیں۔“ ❶

اور بعض روایات میں ہے کہ خود بھی بہت زیادہ روئے، حتیٰ کہ آپ کے آنسو منبر پر گر رہے تھے۔ ❷

(۸) سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب ان کی یاد آتی تو فرماتے، بڑا نیک اور صالح انسان تھا۔“ [أُسَدُ الْغَابَةِ: ۳۱۱/۶]

☆..... سیدنا ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، ابو ہاشم کی عیادت کے لیے تشریف لائے، وہ رو رہے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے ماموں کسی تکلیف کی وجہ سے رو رہے ہو یا دنیا کے لالچ کی وجہ سے؟“ فرمایا: ”یہ دونوں باتیں نہیں، بلکہ حضور ﷺ نے ہم سے ایک وعدہ کیا تھا، لیکن میں اس کو پورا نہ کر سکا۔“ پوچھا: آپ نے کیا عہد کیا تھا؟ کہا: آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ”تمام مال سے ایک خادم اور ایک سواری جہاد کے لیے کافی ہے۔ آج میں نے بہت کچھ جمع کر رکھا ہے، اس پر روتا ہوں۔“ ❸

(۹) سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے آنسو

”اے بلال! تو جنت میں مجھ سے آگے کیسے سبقت لے گیا، میں جب بھی

❶ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۲۷، طبقات ابن سعد حلیۃ الأولیاء: ۱/۳۲۸۔ اس کی سند صحیح ہے۔

❷ التَّخْوِيفُ مِنَ النَّارِ، ص: ۶۳۔

❸ سنن ترمذی، کتاب الزَّهْد، باب مَا جَاءَ فِيْمَا يَكْفِي الْمَرْءَ مِنْ جَمِيعِ مَالِهِ، رقم: ۲۳۲۷، مسند

أحمد: ۵/۲۹۰، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ رقم: ۶۶۸۔

جنت میں داخل ہوا ہوں تو اپنے آگے تیرے قدموں کی آہٹ پائی ہے، میں

رات جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تیرے قدموں کی آہٹ سنی۔“ ۵

☆..... سیدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کی وجہ سے ہم پر رنج و مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے تھے، اچانک ہم نے کدالوں کی آواز صبح ہی صبح سنی تو ہمارے رنج میں اور اضافہ ہو گیا۔ ادھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی جب ”أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ کہا تو رو پڑے اور پھوٹ پھوٹ کر روئے، جس سے ہمارا غم اور تازہ ہو گیا۔ ۵

(۱۰) سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے آنسو

نبی التوبہ ﷺ نے فرمایا:

”آپ..... خیر و بھلائی کے ساتھ زندہ رہیں گے، خیر و بھلائی پر فوت ہوں گے اور

جنت میں داخل ہوں گے۔“ [سنن الکبریٰ بیہقی: ۴۴۲۲]

☆ جب قرآن کریم کی آیت:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ (لقمان: ۱۸)

”بے شک اللہ ہر اس شخص کو پسند نہیں کرتا ہے جو اکر کر چلنے والا، فخر کرنے والا

ہوتا ہے۔“

نازل ہوئی تو سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا، اور بیٹھ کر رونے لگے، کچھ عرصہ گزر گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا، پھر ان کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی غیر حاضری کا سبب پوچھا؟ تو سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اچھا لباس اور بہترین جوتے پہننا پسند کرتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس وجہ سے میرا شمار متکبرین میں نہ ہو جائے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے بخوشی مسکراتے

ہوئے انھیں جواب دیا: ”آپ ان میں سے نہیں ہو، بلکہ آپ خیر و بھلائی کے ساتھ زندہ رہیں گے، خیر و بھلائی پر فوت ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔“^①

(۱۱) سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے آنسو

”چھٹے مسلمان تھے، غزوہ بدر، احد اور خندق میں شریک ہوئے۔“

[طبرانی کبیر: ۶۲/۴]

☆..... آپ کے ہم نشین صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ خبر دی کہ ہم سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گئے، جس وقت آپ مرض الموت میں مبتلا تھے، ہمیں دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا: ”اس گھر میں میرے پاس چالیس ہزار درہم ہیں، اللہ کی قسم! میں نے کبھی ان کو کہیں چھپایا نہیں اور نہ کسی سائل کو میں نے محروم واپس لوٹایا۔“

یہ بات کہی اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ ہم نے پوچھا: ”آپ روتے کیوں ہو؟ فرمایا: ”میں اسی لیے روتا ہوں کہ میرے بہت سے ساتھی اس دنیا سے اس حالت میں کوچ کر گئے کہ انہیں دنیاوی مال و متاع سے کچھ بھی نہ ملا، مجھے یہ مال مل گیا، مجھے اندیشہ ہے کہ میرا یہ مال میرے کام نہ آسکا تو آخرت میں محروم رہ جاؤں گا۔“^②

(۱۱) سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اے ابو بکر! اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا۔“

[صحیح مسلم، رقم: ۶۴۱۲]

☆..... سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہدایت کی تلاش میں شہر در شہر، ملک در ملک پھرا، یہود اور نصاریٰ کے احبار اور رہبانوں کے پاس گیا۔ لیکن مقصود حاصل نہ ہوا۔

① سنن الکبریٰ بیہقی: ۲/۲۴۳.

② حلیۃ الأولیاء ۱/۱۴۵، حیاۃ الصحابہ ۲/۲۳۷.

ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ایک کھجوروں والی زمین ہے، اس جگہ خاتم النبیین ﷺ آئیں گے، آپ وہاں چلے جائیں، کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ والوں کے ساتھ چلا، انہوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ دیا۔ میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا اور کھجور پر چڑھا ہوا تھا۔ میرے آقا کے چچا کا بیٹا آیا اور اس نے کہا: اللہ تعالیٰ فلاں قبیلہ کو ہلاک کرے۔ میں ابھی ان سے گزر کر آ رہا ہوں۔ وہ ایک شخص کے ارد گرد جمع ہیں۔ جو مکہ سے آیا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ﷺ ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ پر خوشی سی چھا گئی۔ اور میں کھجور سمیت حرکت میں آ گیا، قریب تھا کہ میں گر پڑتا، اور میں تیزی سے اتر ا اور میں نے آتے ہی کہا: کیا بات ہے؟ اس مالک نے میرے ایک تھپر مارا اور کہا: جا، تو اپنا کام کر۔

فرماتے ہیں کہ میں اپنے کام پر چلا گیا۔ جب شام ہوئی تو میں نے کھجوریں جمع کیں اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (کیونکہ میں نے سن رکھا تھا کہ وہ نبی اللہ ﷺ ہدیہ قبول کرتے ہیں، اور صدقہ قبول نہیں کرتے، اور ان کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہے) اور عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ آپ نیک سیرت انسان ہیں، اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی ہیں، جو حاجت مند ہیں، اس لیے یہ صدقہ ہے۔ یہ کہہ کر میں نے پیش کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا، صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کھاؤ! انہوں نے کھایا۔ میں نے اپنے دل میں یہ بات کہی کہ ایک نشانی پوری ہو گئی۔

پھر میں لوٹ آیا اور کچھ کھانے کا سامان جمع کر کے چند روز بعد حاضر خدمت ہوا، اور عرض کیا: میں آپ لوگوں سے محبت کرتا ہوں اور ہدیہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے اس سے تناول فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا۔ میں نے کہا: یہ دو نشانیاں ہو گئیں۔ پھر میں لوٹ آیا اور ایک موقع پر حضور ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ارد گرد آپ کے ساتھی تھے۔ میں نے سلام کیا اور دائیں بائیں گھومنے لگا، تاکہ مہرِ نبوت دیکھوں۔ پس حضور ﷺ نے میرے ارادے کو جان لیا اور اپنی چادر مبارک

کو کندھے سے اتار دیا، میں نے مہر نبوت کو دیکھا، اور بوسہ دیا اور (خوشی سے) رویا، یہاں تک کہ آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور میں نے طلب ہدایت کا سارا قصہ سنایا۔ یا جیسے اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تجھے سنارہا ہوں۔^۵

☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”سیدنا سلمان بیمار تھے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے گئے تو انہیں روتے اور گریہ زاری کرتے پایا، پس سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”اے میرے بھائی! تمہیں کس چیز نے گریہ پر مجبور کیا ہے؟“ کیا آپ اللہ کے رسول ﷺ کے اصحاب میں سے نہیں ہیں؟ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”میں دنیا کے لیے نہیں رو رہا اور نہ ہی آخرت سے نفرت میرے رونے کا سبب ہے، میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ میں نے ایک وعدہ کیا تھا، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس وعدے کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو چکا ہوں۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ سے اللہ کے رسول ﷺ نے کیا وعدہ لیا تھا؟“ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”اللہ کے رسول ﷺ نے اس وعدہ کے ساتھ ضمانت لی تھی کہ ہم میں سے ہر کسی کو دنیا سے اتار لینا چاہیے، جتنا ایک مسافر کی ضرورت کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس وعدے کی پاسداری نہیں کر سکا۔ اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تمہارے لیے یہ ہے کہ! جب تم حاکم بنو تو اللہ سے ڈرتے ہوئے فیصلہ کرو، اور جب قاسم بنو تو تقسیم کرتے وقت عدل کا دامن مت چھوڑو، اور جب تمہیں کوئی ذمہ داری سونپی جائے تو اسے پوری توجہ سے ادا کرو۔“

سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ”میں نے سنا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت صرف چوبیس درہم ترکہ میں چھوڑے۔“^۶

⑤ ملخص از: مسند احمد: ۵/۴۴۱-۴۴۴۔ الحلیۃ ۱/۲۴۸ اسد الغابۃ: ۲/۵۱۰-۵۱۲۔ اس کی سند صحیح ہے۔

⑥ صحیح سنن ابن ماجہ، أبواب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، رقم: ۴۱۰۴۔ الحلیۃ: ۱/۲۵۳-۲۵۴۔

(۱۳) سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کے آنسو

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ مکہ میں مسلمان ہوئے تھے، جب مدینہ کی طرف ہجرت کرنی چاہی تو کافروں نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں مال لے کر نہیں جانیں دیں گے۔ اگر تم مال چھوڑ کر جانا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے سب مال سے علیحدگی اختیار کر لی اور کفار نے اس پر قبضہ کر لیا، اور آپ نے ہجرت کی، جب مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ربح البيع أبا يحيى

ربح البيع أبا يحيى

”ابو یحییٰ نے بڑے نفع کی تجارت کی، ابو یحییٰ نے بڑے نفع کی تجارت کی ہے۔“

اور بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾ (البقرة: ۲۰۷)

”اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ کی رضا مندی کی طلب میں اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اے ابو بکر! اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا۔“

[صحیح مسلم، رقم: ۶۴۱۲]

☆..... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے چلا، جب ہم بیداء تک پہنچے تو سامنے ایک ببول کے درخت کے نیچے چند سوار نظر آئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جا کر دیکھو تو سہمی یہ کون لوگ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا تو سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب اس کی اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ میں صہیب کے پاس دوبارہ آیا اور کہا کہ چلے امیر المؤمنین بلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ خدمت میں حاضر ہوئے (خیر یہ قصہ تو ہو چکا) پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ

① مستدرک حاکم: ۱/۳، ۴۹۸، ۴۰۰ اور کہا یہ شرط مسلم پر صحیح ہے۔ ابن کثیر: ۱/۳۳۳، ۳۳۴، صفة الصفوة:

ہوئے اندر روتے داخل ہوئے۔ وہ کہہ رہے تھے: ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب! اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ! تم مجھ پر روتے ہو، تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔^۱

(۱۴) سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آنسو

”رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز

ادا کی۔“ [مسند احمد: ۴/۲۳۴]

☆..... سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا:

”سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فاقہ سے تھے وہ تھوڑی سی کھانے کی چیز لے کر

آئے اور کہا: سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو ان کی حالت مجھ سے

بہتر تھی۔ ان کے کفن کی چادر اتنی مختصر تھی کہ اگر (اس چادر سے) ان کا سر ڈھانپا

جاتا تو ان کی ٹانگیں نکلی ہو جاتیں اور اگر ٹانگیں ڈھانپی جاتیں تو ان کا سر نکلا

ہو جاتا اور میں اس موقع کا چشم دید گواہ ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا:

”سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی حالت بھی مجھ سے بہتر تھی۔ اب دنیا

ہمارے اوپر حاوی ہو چکی ہے۔“ یا اس طرح کہا: ”ہمیں دنیا کا مال کثرت سے مل

گیا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ ہمیں ہمارے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی مل گیا

ہے۔ (اور آخرت میں ہمارا حصہ نہ ہوگا) اتنا کہتے ہی انہوں نے رونا شروع

کر دیا۔ اور کھانا چھوڑ دیا۔“^۲

☆..... سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم چند افراد حضور ﷺ سے جدا نہ

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، رقم الحديث: ۱۲۸۷.

② صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن من جمیع المال، رقم: ۱۲۷۴، کتاب المغازی، رقم:

ہوتے تھے کہ شاید آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آئے اور ہم آپ کی خدمت کر سکیں۔ چنانچہ میں آپ کے پاس آیا، اور آپ ﷺ مکان سے باہر کھجوروں کے ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا۔ آپ ﷺ نے اس باغ میں نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور بہت طویل سجدہ کیا۔ میں رونے لگا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی ہے، پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا: تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے عرض کیا: میں تو یہ (یعنی آپ کی وفات کا) سمجھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کا شکریہ ادا کیا ہے، کیوں کہ جبریل علیہ السلام کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آپ کی امت سے جو ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھے گا، میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔“

(۱۵) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الہی! سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دین کا فقیہ بنا، اور اسے تفسیر کا طریقہ سکھا۔“

[صحیح بخاری: ۳۷۵۶]

☆..... ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہا، آپ نے جہاں کہیں پڑاؤ ڈالا تو وہ نصب شب قیام فرماتے۔

فرماتے ہیں: مجھ سے ایوب رحمہ اللہ نے پوچھا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ (میں نے) کہا: جب اس آیت پر پہنچتے:

﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ (ق: ۱۹)

”اور موت کی بے ہوشی برحق خبر لے کر آگئی۔“

تو ترہیل سے پڑھتے اور روتے روتے ان کی ہنسی بندھ جاتی۔

(۱۶) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے نزدیک عبداللہ بڑا ہی اچھا آدمی ہے۔“

[صحیح بخاری: ۳۷۴۰]

☆..... سیدنا سمیر ریاحی رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈا پانی پیا، تو رونے لگے اور بہت زیادہ روئے۔ ان سے دریافت کیا گیا: آپ کیوں اتنا روئے ہیں؟ تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قرآن مجید کی یہ آیت یاد آگئی:

﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ (سبا: ۵۴)

”اور ان کے درمیان اور ان کی خواہش کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔“

اور مجھے معلوم ہے کہ اسی وقت جہنمی کچھ نہیں چاہیں گے۔ بس انہیں ایک چیز کی چاہت ہوگی کہ پانی مل جائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ خَرَّاهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (الأعراف: ۵۰)

”اور اہل جہنم، اہل جنت کو پکاریں گے کہ ہمیں کچھ پانی دے دو، یا تمہیں اللہ نے جو روزی دی ہے اس میں سے کچھ دے دو۔“

سیدنا نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سورۃ البقرہ کی ان آیات کو پڑھتے:

① حلیۃ الأولیاء: ۴۰۳/۱۔ اس کی سند صحیح ہے۔

② شعب الإیمان، رقم: ۴۲۹۴، الدر المنثور: ۶/۶۳۳، التاریخ الکبیر: ۴/۵۲/۱، اس کی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

﴿وَأَنْ تُبَدِّلُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ بِحَسْبِ كُفْرِكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

(البقرہ: ۲۸۴)

”اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا، پھر جسے چاہے گا معاف کر دے گا، اور جسے چاہے گا عذاب دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

تو رو دیتے اور فرماتے کہ یہ آیات شدت محاسبہ پر دلالت کرتی ہیں۔

☆..... بعض روایات میں آتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کا

تذکرہ فرماتے تو (آپ ﷺ کے فراق میں) رو دیتے۔

افادہ:..... آپ کیوں نہ روتے، جس کھجور کے تنے کے سہارے نبی کریم ﷺ خطبہ

ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ بھی آپ کے فراق میں رونے لگا تھا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے

چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”کھجور کا ایک تنہا تھا، جس کا سہارا نبی کریم ﷺ خطبے کی حالت میں لیا کرتے

تھے۔ پس جب آپ ﷺ کے لیے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا تو ہم نے

تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ

منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنہا، جس کا

سہارا لے کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس طرح زور سے رونے

لگا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔

① حلیۃ الاولیاء: ۱/۳۷۸، اس کی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

② الإصابہ: ۱/۱۶۰، ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تانبے کی طرح زور سے رونے اور بلبلانے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے، حتیٰ کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چٹالیا، تو اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس لیے رویا ہے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا، (جس سے اب محروم ہو گیا ہے۔) ❶

(۱۷) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قرآن چار آدمیوں سے سیکھو! عبداللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے غلام سالم، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔“
[صحیح بخاری: ۳۸۰۸]

سعد بن اخرم فرماتے ہیں کہ:

((كُنْتُ أَمْسِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّ بِالْحَدَّادِينَ وَقَدْ أَخْرَجُوا حديدًا مِنَ النَّارِ فَقَامَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيَبْكِي)) ❷

”میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا ہم لوہار کی دکان سے گزرے، انہوں نے آگ سے (سرخ سرخ) لوہا باہر نکالا تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسے دیکھنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور رونے لگے۔“

سیدنا زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ قرآن کی پاک آیت سیکھوں تو انہوں نے مجھے آیت پڑھائی۔ میں نے عرض کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے یہ

آیت اسی طرح سکھائی ہے۔ یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو دیئے اور اس قدر روئے کہ میں نے ان کے آنسو نگر کیوں کے درمیان دیکھے، اس کے بعد فرمایا: ”اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے۔ بے شک وہ اسلام کا مضبوط قلعہ تھے، جہاں سے اسلام داخل ہوتا تھا اور پھر نکلتا نہیں تھا۔“ ①

(۱۸) سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

”شاہِ امم سلطانِ مدینہ رضی اللہ عنہ کا خط مبارک لے کر شاہِ ایران کے دربار میں بڑے بارعب داخل ہوئے۔“
[مورخین]

☆..... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر روم کی طرف روانہ ہو گئے، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ انہیں رومی فوج نے گرفتار کر لیا، پھر ان کو طاعیہ (قیصر روم) کے سامنے حاضر کیا اور بتایا کہ ہم ایسے شخص کو لائے ہیں جو محمد رضی اللہ عنہ کے ان ساتھیوں میں سے ہے، جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ اسلام کو قبول کیا۔

آپ کو بنظر غائر دیکھ کر قیصر روم نے کہا: عیسائیت قبول کر لو ورنہ تمہیں جلادیا جائے گا۔ تو سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، تو انہوں نے ایک بہت بڑی دیگ منگوائی اور اس میں تیل ڈال کر نیچے آگ لگا دی گئی۔ جب تیل کھولنے لگا تو اس نے حکم دیا کہ دو مسلمان قیدیوں کو حاضر کیا جائے۔ اس کے حکم کے مطابق دو مسلمان قیدی پیش کر دیئے گئے، دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے ایک کو کھولتے ہوئے تیل میں پھینک دیا گیا، گرم اور کھولتے تیل میں گرتے ہی اس کا گوشت پوست چمٹنے لگا۔ اور چشمِ زدن میں کھال ہڈیوں سے الگ ہو گئی۔ اس کے بعد وہ سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اب بھی موقع ہے، ورنہ تجھے بھی ڈال دیں گے، تو آپ نے پہلے سے بڑھ کر دعوت کو ٹھکرا دیا۔ بالآخر قیصر نے مایوس ہو کر انہیں

بھی کھولتے ہوئے تیل میں پھینکنے کا حکم دے دیا۔ جب آپ کو تیل کے پاس لایا گیا تو آپ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو ٹپک پڑے، قیصر کے حواریوں نے کہا: اس کو واپس لے چلو، کیونکہ یہ ڈر گیا ہے۔

قیصر کے پوچھنے پر آپ نے جواباً کہا:

”میرے رونے کی وجہ یہ تھی یہ منظر دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میرے پاس تو صرف ایک ہی جان ہے، کاش! میرے پاس میرے جسم کے بالوں کی تعداد کے برابر جانیں ہوتیں تو میں ہر جان کو اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈال کر بارگاہ الہی میں قربان کر دیتا۔“

قیصر کا یہ سننا تھا کہ انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا، کہنے لگا: میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔

(۱۹) سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

سیدنا قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ (اچانک) رونے لگے، ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی گریہ کرنے لگی، سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”تم کیوں رو رہی ہو؟“ بیوی نے عرض کیا: ”آپ کو روتے دیکھا تو میں بھی رونے لگی۔“

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان وعدہ یاد آ گیا:

﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا﴾

(مریم: ۷۱)

”اور تم میں سے ہر کسی نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے، یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔“

اور مجھے معلوم نہیں کہ (پل صراط سے گزرتے ہوئے) ہم بچیں گے یا نہیں؟ ۹

(۲۰) سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول ہاشمی، والی بطحاء ﷺ نے فرمایا:

”لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور عمرو رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہیں۔“

[سنن ترمذی: ۳۸۴۳]

”اے عمرو! آپ کی عقل و دانش اور فہم و فراست کو جب دیکھتا ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ آپ کو سب سے پہلے دائرۂ اسلام میں داخل ہو جانا چاہیے تھا۔“

☆..... ”سیدنا ابن شماس مہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت ان کے پاس گئے وہ دیر تک روتے رہے پھر اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا، ان کے بیٹوں نے کہا: ”ابا جان! کیا رسول اکرم ﷺ نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دیں۔“ تب سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور کہا: ہم لوگ (یعنی صحابہ کرام) کلمہ شہادت..... لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ..... کا اقرار سب سے افضل باتوں میں شمار کرتے تھے، میرے اوپر تین حالتیں گزری ہیں: پہلی حالت وہ جب رسول اکرم ﷺ سے زیادہ کسی کو برا نہیں سمجھتا تھا اور میری خواہش تھی کہ میں آپ پر قابو پاؤں اور آپ ﷺ کو قتل کر دوں، اگر میں اسی حالت میں مر جاتا تو جہنمیوں میں سے ہوتا۔ اس کے بعد دوسری حالت وہ تھی جب اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اپنا ہاتھ بڑھائیے، آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عمرو! کیا بات ہے؟“ میں نے عرض

کیا؛ ”میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون سی شرط؟“ میں نے عرض کیا: ”میرے گناہوں کی مغفرت کی شرط۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے عمرو! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام قبول کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، ہجرت کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور حج کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ تب مجھے رسول اکرم ﷺ سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ اتنی زیادہ کسی دوسرے سے نہیں تھی اور میری نگاہ میں آپ ﷺ کی اتنی زیادہ شان تھی جو اور کسی کی نہیں تھی۔ میں نے آپ ﷺ کے جلال اور رب کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھا۔ اگر میں اسی حالت میں فوت ہو جاتا تو امید تھی کہ جنتی ہوتا، لیکن اس کے بعد ہم بعض (دنیا داری کے) کاموں میں پھنس گئے اور اب میں نہیں جانتا کہ اس تیسری حالت میں انجام کیا ہے؟ لہذا جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی عورت نہ ہو، نہ ہی (کوئی) آگ لے کر چلے اور جب تم مجھے دفن کرو تو اچھی طرح قبر پر مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے گرد اتنی دیر تک (دعا کے لیے) کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ میرے دل کو تسلی رہے اور مجھے پتا چل جائے کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔“ ۱

(۲۱) سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

”اصحاب صفہ میں سے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو غزوہ تبوک کے لیے روانہ کیا تو کچھ صحابہ آئے، جن میں سے سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں سواری دیجیے۔ آپ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میرے پاس تم لوگوں کے لیے سواریاں نہیں ہیں۔ تو وہ لوگ روتے ہوئے

واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا اخلاص دیکھا تو ان کا عذر قرآن مجید میں بیان

کیا: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾ (التوبة: ۹۲)“

[إصابة: ۳۹۹/۴]

☆..... سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نہایت مؤثر وعظ ارشاد فرمایا، جس سے دل ڈر گئے (ہماری) آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو گویا الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ پس آپ ﷺ ہمیں وصیت فرمادیجیے! آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر مقرر ہو جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ دین میں نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچنا۔ اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ *

(۲۲) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے آنسو

فاتح بدر و حنین، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قرآن چار آدمیوں سے سیکھو! عبداللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے غلام سالم، معاذ

بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔“ [صحیح بخاری: ۳۸۰۸]

☆..... سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی

طرف روانہ کیا تو مجھے وصیت کرتے ہوئے دور تک تشریف لائے، اور (میں) معاذ سوار تھا۔ اور

آپ ﷺ پیدل تھے۔ پس جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو پھر فرمایا:

① صحیح سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ، رقم: ۴۶۰۷، سنن ترمذی، ابواب العلم، باب

الأخذ بالسنۃ واجتناب البدعۃ، رقم: ۲۶۷۶، اسے ابن حبان (موار: ۱۰۳)، حاکم (۹۶۰۹۵/۱) اور ذہبی

نے صحیح کہا ہے۔

”اے معاذ! ممکن ہے کہ تم مجھ سے اس سال کے بعد نہ مل سکو اور شاید تم میری اس مسجد اور میری قبر پر گزرو گے۔ (یہ سن کر) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے فراق میں شدت غم سے رونے لگے، پھر نبی آخر الزمان ﷺ نے مدینہ کی طرف رخ انور کرتے ہوئے فرمایا:

”تمام لوگوں میں سے متقی لوگ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں، وہ جو بھی ہوں، اور جہاں بھی ہوں۔“ ❶

(۲۳) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

ابو القاسم، محبوب الہی ﷺ نے فرمایا:

”الہی! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا، اسے ہدایت دے اور اس کے

ذریعے ہدایت دے۔“ [سنن ترمذی: ۳۸۴۲]

☆..... علاء بن ابی حکیم نے بیان کیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان کی۔ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ان کے ساتھ ایسے کیا جائے گا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بہت روئے، حتیٰ کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ یہ رو رو کر ختم ہو جائیں گے، ہم نے کہا: یہ شخص ہمارے پاس شری لے کر آیا ہے۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے اور چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَتْهَا نَوٰى اِلَيْهِمْ اَعْمَلُوْهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبِطُلْ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (ہود: ۱۵-۱۷)

”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی خوش رنگینیاں چاہتا ہے تو ہم دنیا ہی میں اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیتے ہیں، اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں آخرت میں عذابِ نار کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا، اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہوگا ضائع ہو جائے گا، اور جو کچھ وہاں کرتے رہے تھے (ایمان کے بغیر) بیکار ہی تھا۔“ ❶

افادہ:..... معلوم ہوا کہ خلوص سے خالی ریاکاری پر مبنی عمل سراسر خسارہ اور وبال ہے، خواہ وہ کتنا ہی عظیم عمل ہو۔



❶ صحیح الترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الریاء والسمعة، رقم: ۲۳۸۲، مستدرک حاکم: ۴۱۹/۱، ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

صحابیات رضی اللہ عنہم کے آنسو

(۱) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو

شاہِ مدینہ، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔“ [صحیح بخاری، باب مناقب فاطمہ]

☆..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال میں نبی کریم ﷺ کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا: آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔

چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ: ”آپ ﷺ نے میرے کان میں کہا تھا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آملنے والی تم ہوگی۔ میں (آپ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی (یا آپ نے فرمایا) مومنہ عورتوں کی، تو اس پر میں ہنسی تھی۔“ ۵

① صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، صحیح مسلم، کتاب فضائل

اصحابہ، باب من فضائل فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۶۳۱۲، ۶۳۱۳، ۶۳۱۴.

افادہ:..... اس حدیث پاک سے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فی الواقع آپ آنحضرت ﷺ کی تختِ جگر، نورِ نظر ہیں اس لیے ہر فضیلت کی اولین حقدار ہیں۔

☆ جب نبی ﷺ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گریہ کرنے لگیں، تو سیرت و صورت میں لاجواب، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: پیاری بیٹی! مت روئیں، جب میں فوت ہو جاؤں تو کہنا:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۶)

”ہم تو بے شک اللہ ہی کے لیے ہیں، اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

کیونکہ ہر انسان کے لیے اس کے ساتھ ہر مصیبت سے بدل ہے۔

انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ سے بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اور مجھ سے بھی۔“ ۱

(۲) سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے آنسو

نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”میری امی کی وفات کے بعد ام ایمن میری

[الاصابة: ۳۵۹/۸]

ماں ہے۔“

☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آؤ، سیدہ ام ایمن کے ہاں چلیں۔ کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔ جب یہ دونوں ملاقات کے اختتام پر چلنے لگے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا۔ ان دونوں نے پوچھا: ”آپ کو کس چیز نے آہ و بکا پر مجبور کیا؟ کیا اللہ کے ہاں، اس کے رسول ﷺ کے لیے بہتری نہیں؟ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ”میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں اس سے بے خبر ہوں کہ اللہ کے ہاں

رسول ﷺ کے لیے کیا ہے، میں تو اس وجہ سے رورہی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے ہیں۔ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔“ یہ سنتے ہی ان دونوں نے بھی سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر رونا شروع کر دیا۔^۱

(۳) سیدہ عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے آنسو

صادقِ دامن، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے، جیسے شہید کی اور تمام کھانوں پر فضیلت۔“
[صحیح بخاری: ۳۷۷۰]

☆..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ کے چھانچے ابن الحارث بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ سننے کے بعد (کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کوئی چیز تحفہ میں بھیج رہی ہیں) کہا: اللہ کی قسم! اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس معاملہ کو ختم نہ کیا تو میں اُن سے روٹھ جاؤں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ”میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں میں آئندہ کبھی بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات نہ کروں گی۔“ جب یہ علیحدگی طول پکڑ گئی تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ”اللہ کی قسم! میں کسی مصالحت کروانے والے کو نہیں مانتی اور نہ ہی میں قسم کو توڑنے کے گناہ کی مرتکب ہوں گی۔“ یہ معاملہ مزید طویل پکڑ گیا تو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر گراں گزرتا شروع ہو گیا تو چنانچہ انہوں نے زہرہ کے افرادِ المسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن الاسد بن عبد یغوث سے کہا: ”میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے متمسک ہوں کہ میرے معاملہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہیں کہ میرے متعلق قسم کھا کر قطع تعلق کرنا حرام ہے۔ پس المسور اور عبدالرحمن، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنی اپنی عبا پہن کر اسی وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہنچ کر ان دونوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کی غرض سے کہا: ”السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کیا ہم اندر آ سکتے ہیں؟“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ”آ جاؤ!“ انہوں نے پوچھا: ”کیا ہم سب؟“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ”ہاں! تم سب اندر آ جاؤ، بغیر یہ جانے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ پس یہ لوگ اندر داخل ہو گئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ پردے کے پیچھے تھیں، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے لپٹ گئے اور ان سے روتے ہوئے معافی کے خواستگار ہوئے۔ المسور اور عبدالرحمن نے بھی کہا: سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بول چال بحال کر لیں۔ ان دونوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”آپ جانتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی بھی دوسرے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق کرنا حرام ہے۔“ پس جب ان دونوں نے زیادہ اصرار کیا اور اپنے تعلق داروں سے اچھے تعلقات کے نتائج بیان کیے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے کہا: ”میں نے قسم کھائی ہے، اور قسم (توڑنا) ایک مشکل امر ہے۔“ جب انہوں (المسور اور عبدالرحمن) نے زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے کفارہ کے طور پر چالیس غلام آزاد کیے، اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (اپنے بھانجے) سے بولنا شروع کر دیا۔ بعد میں جب کبھی بھی انہیں اپنی قسم یاد آتی تو آپ اس کثرت سے روتیں کہ آپ کی اوڑھنی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ❶

☆..... واقعہ اُفک اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنسو بہانا

ایک غزوے کا دوسرا اہم واقعہ اُفک کا واقعہ ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ سفر میں جاتے ہوئے ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے، جس کا قرعہ نکل آتا، اسے ہمراہ لے جاتے۔ اس غزوہ میں قرعہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا اور آپ ﷺ انہیں ساتھ لے گئے، غزوے سے واپسی پر ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی حاجت کے لیے گئیں اور اپنی بہن کا ہار جسے عاریہ لے گئی تھیں کھو بیٹھیں۔ احساس ہوتے ہی فوراً اس جگہ واپس گئیں جہاں ہار غائب ہوا تھا۔ اسی دوران وہ لوگ

آئے جو آپ کا ہودج اونٹ پر لا دیا کرتے تھے۔ انہوں نے سمجھا آپ ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں اور اس لیے اسے اونٹ پر لا دیا اور ہودج کے ہلکے پن پر نہ چونکے۔ کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ابھی نو عمر تھیں۔ بدن موٹا اور بوجھل نہ تھا۔ نیز چونکہ کئی آدمیوں نے مل کر ہودج اٹھایا تھا، اس لیے ہلکے پن پر تعجب نہ ہوا۔ اگر صرف ایک یا دو آدمی اٹھاتے تو انہیں ضرور محسوس ہو جاتا۔

بہر حال سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہار ڈھونڈھ کر قیام گاہ پہنچیں تو پورا لشکر جا چکا تھا اور میدان بالکل خالی پڑا تھا نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ وہ اس خیال سے وہیں بیٹھ گئیں کہ لوگ انہیں نہ پائیں گے تو پلٹ کر وہیں تلاش کرنے آئیں گے، لیکن اللہ اپنے امر پر غالب ہے وہ بالائے عرش پر جوتہ بیر چاہتا ہے کرتا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئیں۔ پھر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی یہ آواز سن کر بیدار ہوئیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رسول اللہ ﷺ کی بیوی.....؟ وہ بچھلی رات کو چلا آ رہا تھا۔ صبح کو اس جگہ پہنچا، جہاں آپ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ انہوں نے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو پہچان لیا؛ کیوں کہ وہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی انہیں دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھی اور اپنی سواری بٹھا کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب کر دی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو گئیں۔ سیدنا صفوان نے اِنَّا لِلّٰہِ کے سوا زبان سے ایک لفظ نہ نکالا، چپ چاپ سواری کی تکمیل تھامی اور پیدل چلتے ہوئے لشکر میں آ گئے۔ یہ ٹھیک دو پہر کا وقت تھا اور لشکر پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ انہیں اس کیفیت کے ساتھ آتا دیکھ کر مختلف لوگوں نے اپنے اپنے انداز پر تبصرہ کیا اور اللہ کے دشمن خبیث عبد اللہ بن ابی کو بھڑاس نکالنے کا ایک اور موقع مل گیا۔ چنانچہ اس کے پہلو میں نفاق اور حسد کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اس نے اس کے کرب پنہاں کو عیاں اور نمایاں کیا، یعنی بدکاری کی تہمت تراش کر واقعات کے تانے بانے بنا، تہمت کے خاکے میں رنگ بھرنا اور اسے پھیلانا، بڑھانا اور اُدھیرنا اور بنا شروع کیا۔ اس کے ساتھی بھی اسی بات کو بنیاد بنا کر اس کا تقرب حاصل کرنے لگے اور جب مدینہ آئے تو ان تہمت تراشوں نے خوب جم کر پردہ پیگنڈہ کیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ خاموش تھے، کچھ بول نہیں رہے تھے؛ لیکن جب لمبے عرصے تک

وحی نہ آئی تو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی کے متعلق اپنے خاص صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی زوجیت میں برقرار رکھیں، اور دشمنوں کی بات پر کان نہ دھریں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر عبد اللہ بن ابی کی ایذا رسانیوں سے نجات دلانے کی طرف توجہ دلائی۔ اس پر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، لیکن سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر جو عبد اللہ بن ابی کے قبیلہ خزرج کے سردار تھے، قبائلی حمیت غالب آ گئی اور دونوں حضرات میں ترش کلامی ہو گئی، جس کے نتیجے میں دونوں قبیلے بھڑک اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاصی مشکل سے انہیں خاموش کیا، پھر خود بھی خاموش ہو گئے۔ ادھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ وہ غزوے سے واپس آتے ہی بیمار پڑ گئیں، اور ایک مہینے تک مسلسل بیمار رہیں۔ انہیں اس تہمت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ البتہ انہیں یہ بات کھٹکتی رہتی تھی کہ بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو لطف و عنایت ہوا کرتی تھی اب وہ نظر نہیں آرہی تھی۔ بیماری ختم ہوئی تو وہ ایک رات اُمّ مسطحہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ قضائے حاجت کے لیے میدان میں گئیں۔ اتفاق سے اُمّ مسطحہ اپنی چادر میں پھنس گئیں، اور اس پر انہوں نے اپنے بیٹے کو بدو عادی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس حرکت پر انہیں ٹوکا تو انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بتلانے کے لیے کہ میرا بیٹا بھی پروپیگنڈے کے جرم میں شریک ہے تہمت کا واقعہ کہہ سنایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واپس آ کر اس خبر کا ٹھیک ٹھیک پتا لگانے کی غرض سے رسول اللہ ﷺ سے والدین کے پاس جانے کی اجازت چاہی، پھر اجازت پا کر والدین کے پاس تشریف لے گئیں اور صورتِ حال کا یقینی طور پر علم ہو گیا تو بے اختیار رونے لگیں، اور پھر دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گزر گیا۔ اس دوران نہ نیند کا سرمہ لگانا نہ آنسو کی جھڑی رُکی۔ وہ محسوس کرتی تھیں کہ روتے روتے کلیجہ شق ہو جائے گا۔ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ کلمہ شہادت پر مشتمل خطبہ پڑھا اور اما بعد کہہ کر فرمایا: ”اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے تمہارے متعلق اس طرح کی خبر ملی ہے۔ اگر تم اس سے

بری ہو تو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری براءت ظاہر فرما دے گا اور اللہ نہ کرے، تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو اور توبہ کرو، کیوں کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔“

اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنسو ایک دم ختم گئے، اور اب انہیں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کو جواب دیں، لیکن ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔ اس کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ہی کہا: ”واللہ میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گئی ہے اور آپ لوگوں نے اسے بالکل سچ سمجھ لیا ہے، اس لیے اب اگر میں کہوں کہ میں بری ہوں..... اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں..... تو آپ لوگ میری بات سچ نہ سمجھیں گے، اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کر لوں..... حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں..... تو آپ لوگ صحیح مان لیں گے۔ ایسی صورت میں واللہ! میرے لیے اور آپ لوگوں کے لیے وہی مثل ہے جسے سیدنا یوسف علیہ السلام کے والد نے کہا تھا کہ:

﴿قَصَبٌ مِّنْ جَبَلٍ ۖ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۝﴾

(یوسف: ۱۸)

”صبر ہی بہتر ہے۔ اور تم لوگ جو کچھ کہتے ہو اس پر اللہ کی مدد مطلوب ہے۔“

اس کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری طرف جا کر لیٹ گئیں، اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ پھر جب آپ ﷺ سے نزولِ وحی کی شدت و کیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے، اور آپ ﷺ نے پہلی بات جو فرمائی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ! اللہ نے تمہیں بری کر دیا۔ اپنے دامن کی براءت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر اعتماد و ثوق کے سبب قدرے ناز کے انداز میں کہا: ”واللہ! میں تو ان کی طرف نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ کی حمد کروں گی۔“

اس موقع پر واقعہً الٹک سے متعلق جو آیات اللہ نے نازل فرمائیں وہ سورہ نور کی دس

آیات ہیں جو: ﴿إِنَّ إِلَٰهَيْنِ جَاءَ وَبِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔

اس کے بعد تہمت تراشی کے جرم میں مسلح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور خنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کو اسی اسی کوڑے مارے گئے۔ البتہ خبیث عبداللہ بن ابی کی پیٹھ اس سزا سے بچ گئی۔ حالانکہ تہمت تراشوں میں وہی سرفہرست تھا، اور اسی نے اس معاملے میں سب سے اہم کردار ادا کیا تھا۔ اسے سزا نہ دینے کی وجہ یا تو یہ تھی کہ جن لوگوں پر حدود قائم کر دی جاتی ہیں وہ ان کے لیے آخرت کے عذاب کی تخفیف اور گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ اور عبداللہ بن ابی کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں عذاب عظیم دینے کا اعلان فرمادیا تھا۔ یا پھر وہی مصلحت کا فرما تھی جس کی وجہ سے اس کی اسلام دشمنی کے باوجود اسے قتل نہیں کیا گیا۔

اس طرح ایک مہینے کے بعد مدینے کی فضا شک و شبہ اور قلق و اضطراب کے بادلوں سے صاف ہو گئی اور عبداللہ بن ابی اس طرح رسوا ہوا کہ دوبارہ سرنہ اٹھا سکا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب وہ کوئی گڑ بڑ کرتا تو خود اس کی قوم کے لوگ اسے عتاب کرتے، اس کی گرفت کرتے اور سخت ست کہتے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر رسالت مآب ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اے عمر! کیا خیال ہے؟ دیکھو! واللہ اگر تم نے اس شخص کو اس دن قتل کر دیا ہوتا جس دن تم نے مجھ سے اسے قتل کرنے کی بات کہی تھی تو اس کے بہت سے ہمدرد اٹھ کھڑے ہوتے، لیکن اگر آج انہی ہمدردوں کو اس کے قتل کا حکم دیا جائے تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”واللہ! میری سمجھ میں خوب آ گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ میرے معاملے سے زیادہ بابرکت ہے۔“ ۵

☆ جناب عطاء بن رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب عبید بن عمیر نے درخواست کی کہ رسول

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الإفک، رقم: ۴۱۴۱۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی حدیث الإفک وقبول توبۃ القلاف، رقم: ۷۰۲۰، زاد المعاد: ۳/ ۲۳۲، ۲۴۰، سیرت ابن ہشام: ۲/ ۲۲۰-۲۲۳۔

اکرم ﷺ کے حوالے سے ہمیں کوئی ایسا واقعہ بتائیں جو آپ کو سب سے زیادہ بھلا لگا ہو۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمایا:

”ایک رات رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اے عائشہ! آج مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔“ میں نے کہا: ”اللہ کی قسم! مجھے آپ ﷺ کا قرب پسند ہے اور جو چیز آپ ﷺ کو خوش کرے وہ بھی پسند ہے۔“ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ”آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور وضو فرمایا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ مسلسل روتے رہے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر آپ ﷺ روتے رہے، یہاں تک کہ قمیص کا اگلا حصہ تر ہو گیا، اور پھر روتے رہے حتیٰ کہ زمین بھی نم دار ہو گئی۔ اس دوران سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کا کہنے آ گئے۔ دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةُ آيَاتٌ، وَنِيلَ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا.))

”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ آج رات مجھ پر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں۔ اُس آدمی کی تباہی و بربادی ہے جو ان میں غور نہ کرے۔“

اور وہ یہ آیات ہیں:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (آل عمران: ۱۹۰)

”زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں

ہوش مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔“ ۱

☆..... نبی دو جہاں، سرکارِ مدینہ ﷺ کے محب صادق امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس دنیا سے کوچ فرما رہے ہیں اس وقت ان کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ دفن کے لیے انہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں جگہ میسر آ جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ واقعہ روایت کیا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

”عمر بن میمون رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمر! ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہو: عمر آپ کو سلام کہتا ہے۔ میرے لیے امیر المؤمنین کا لقب استعمال نہ کرنا، کیوں کہ اب میں مومنوں کا امیر نہیں رہا۔ اور ان سے کہنا: عمر بن الخطاب آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے پڑوس میں دفنائے جانے کی اجازت طلب کرتا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کہا اور اجازت طلب کی، پھر ان کے ہاں داخل ہوئے تو وہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ عرض کیا: ”سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے پڑوس میں دفنائے جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔“

انہوں نے جواب میں فرمایا: ”میں نے یہ جگہ اپنے لیے رکھی تھی۔ لیکن آج انہیں اپنے پر ترجیح دینی ہوں۔“

جب وہ واپس پلٹے تو کسی نے کہا: ”یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ واپس پلٹ آئے ہیں۔“ انہوں (عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ”مجھے اٹھاؤ۔“

ایک آدمی نے اپنی طرف سہارا دے کر انہیں اٹھایا تو دریافت کیا: ”کیا خبر لائے

ہو؟“ (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے) عرض کیا: خبر وہی ہے جو امیر المؤمنین کو پسند ہے۔

انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ فرمانے لگے: ”الحمد للہ! میری نگاہ میں اس سے اہم کوئی بات نہ تھی۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اٹھا کر وہاں لے جا کر سلام عرض کرنا اور کہنا: ”عمر بن الخطاب اجازت مانگتا ہے۔“

اگر انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے اجازت دی تو مجھے وہاں داخل کر دینا، اور اگر انہوں نے اجازت نہ دی تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا۔“ ۱

اللہ اکبر! نبی کریم ﷺ کے محب صادق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں زندگی کے آخری لمحات میں سب سے اہم بات آنحضرت ﷺ کے پڑوس میں قبر کا حصول ہے۔ اور اللہ رحیم و رحمن نے اپنے اس سچے مومن بندے کی آرزو کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۴) سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو

واقعی نے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتی ہیں: اس اثناء میں کہ ہم رورہے تھے اور ابھی سوئے نہیں تھے، ہم آپ ﷺ کو اپنے گھروں میں چارپائی پر دیکھ کر تسلی حاصل کر رہے تھے، کہ اچانک ہم نے بوقتِ سحری کدالوں کی آواز سنی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے (کدالوں کی آواز سن کر) زور زور سے رونا شروع کر دیا، اور اہل مسجد بنے بھی رونا شروع کر دیتے ہیں، بلکہ پورا مدینہ درد بھری آوازوں سے لرز گیا، اور پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر کے لیے اذان دینا شروع کر دی، جب اذان میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر آیا تو وہ رونے لگے اور سسکیاں بھرنے لگے، جس سے

ہمارے غم میں اور اضافہ ہو گیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی قبر کی طرف جانا ہی اس مسئلے کا حل سمجھا، لیکن وہ ان پر بند کر دی گئی، پس اس کے بعد ہمیں جو بھی مصیبت پڑی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی وفات والی پریشانی کو یاد کیا تو وہ ہمارے لیے آسان ہو گئی۔^۱

بقول کے

مصیبتیں اتنی پڑیں کہ آساں ہو گئیں



سلف صالحین کے آنسو

سلفی منہج کی رُو سے ذہن انسانی پر دستک دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات قلم بند کر دیے گئے، اور اب سلف صالحین کے رقت آمیز حالات اور ان کے آبدیدہ ہونے کو سپرد قلم و قراطس کیا جا رہا ہے، اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں بہترین قد و نمونہ حاصل ہو جائے۔

۱۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”امام، حافظ، مقرئ، مفسر قرآن اور کبار علما میں سے تھے۔“

☆..... قاسم أعرج فرماتے ہیں: ”سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ راتوں کو زیادہ تر رویا کرتے تھے حتیٰ کہ ناپینا ہو گئے۔“ ۵

۲۔ محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”امام، حافظ، راہنما اور شیخ الاسلام تھے۔“

☆..... أبو حاتم البستی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ابن المنکدر قراء کے سردار تھے، پس جب وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کرتے تو

پھر رونے پر قابو نہیں پاسکتے تھے۔“ ۵

① سیر اعلام النبلاء: (۴/۳۳۳)، کتاب الزہد (ص: ۴۱۹) الحلیۃ: (۴/۲۷۲)

② سیر اعلام النبلاء: (۵/۳۵۴)

☆..... اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے جب کوئی شخص حدیث کے متعلق سوال کرتا تو وہ (محبت

رسول ﷺ) میں روناشروع کر دیتے تھے۔“^۱

☆..... اور سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ابن المنکدر رحمہ اللہ جب روتے تو اپنے آنسو اپنے چہرے اور داڑھی پر مل لیا کرتے تھے اور فرماتے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جنہم کی آگ ایسی جگہ کو نہیں چھو سکے گی جہاں پر آنسوؤں نے چھوا ہوگا۔“^۲

۳۔ سیار بن وردان رحمہ اللہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وہ امام، حجت، نمونہ سلف اور اہل اللہ تھے۔“

عیشم فرماتے ہیں کہ ہم سیار بن وردان کے پاس گئے اور وہ رورہے تھے، چنانچہ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمانے لگے: مجھے مجھ سے پہلے کے عبادت گزاروں نے رلایا ہے۔“^۳

۴۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”امام، شیخ الاسلام، نابذہ عصر، امیر الا تقیاء، حافظ اور غازی اسلام تھے۔“

☆..... نعیم بن حماد فرماتے ہیں کہ ابن المبارک رحمہ اللہ جب ”کتاب الرقاق“ دل کو نرم کرنے والی باتیں پڑھتے تو رورو کر ایسے نڈھال ہو جاتے جیسا کہ کوئی نیل ذبح کر دیا گیا ہو، اور

ہم میں سے کوئی بھی ان سے ایک مرتبہ سے زیادہ پوچھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

۵۔ احمد بن ابی الحواری رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وہ امام، حافظ، قدوة، اہل شام کے عظیم محدث اور زاہد تھے۔“

☆..... احمد بن ابی الحواری کے بیٹے عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رات اپنے والد کو روتے

ہوئے دیکھتے، اور وہ اتنا زیادہ روتے ہم خیال کرتے شاید کہ وہ ابھی ابھی فوت ہو جائیں گے۔

۶۔ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وہ امام، پیشوا، عبادت گزار اور شیخ الاسلام تھے۔“

☆..... سہل بن راہویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ

فضیل کو نہیں دیکھتے کہ اس کے آنسو کتنے ہی نہیں؟ چنانچہ انہوں نے فرمایا: ((إِذَا قَرَحَ الْقَلْبُ نَدَيْتِ الْعَيْنَانِ)) ”جب دل زخمی ہو جاتا ہے تو آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔“

☆..... اور محمد بن ناجیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل کے پیچھے نماز پڑھی، سورۃ ”الحاقۃ“ کی

تلاوت کرتے ہوئے جب وہ ﴿حُذُوهُ فَغُلُّوْهُ﴾ ”اسے پکڑ لو پھر اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔“

پر پہنچے تو رو کر نڈھال ہو گئے، اور ان کے بیٹے پر غشی طاری ہو گئی اور وہ مجھ پر گر پڑا۔

۷۔ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وہ شیخ الاسلام، امام الحفاظی زمانہ، سید العلماء العالمین اور مجتہد تھے۔“

☆..... ابن مہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ حدیث کی قرأت کرتے ہوئے بہت زیادہ رویا کرتے تھے، اس وجہ سے میں ان کی قرأت نہیں سمجھ سکتا تھا (کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟) ❶

☆..... سیدنا عبدالرحمن بن مہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا سفیان رضی اللہ عنہ نے رات میرے پاس گزاری، جب زیادہ پریشان ہوئے تو رونے لگے: ایک آدمی نے ان سے پوچھا: ”اے ابو عبداللہ! کیا کثرت گناہ کی وجہ سے رو رہے ہو؟“ سیدنا سفیان رضی اللہ عنہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمانے لگے: ”واللہ! گناہوں کا معاملہ میرے نزدیک اس تنکے سے بھی زیادہ ہلکا ہے، مجھے تو سوئے خاتمہ کا ڈر ہے یعنی کہیں موت سے پہلے میرا ایمان نہ چھن جائے۔“ ❷

۸۔ عمر بن ذر رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وہ امام اور بڑے عبادت گزار تھے۔“

☆..... زکریا بن ابی زائدہ فرماتے ہیں کہ عمر بن ذر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو وعظ کیا کرتے، خود روتے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتے: تم اپنے آنسو بھی مجھے ادھا ر دے دو کہ میں رولوں۔ ❸

۹۔ محمد بن المسیب رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حافظ الوقت، شیخ الاسلام اور بڑے عبادت گزار تھے۔“

☆..... ابوالحسین بن یعقوب الحافظ فرماتے ہیں کہ ”محمد بن المسیب رضی اللہ عنہ ہم پر حدیث کی قرأت کیا کرتے تھے، اور جب وہ لفظ ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“ کہتے تو رونا شروع کر دیتے،

حتیٰ کہ ان کی حالت پر ہمیں رحم آتا۔“

ایک وقت آیا کہ تلاوتِ حدیث اور رزات کی آخری گھڑیوں میں اپنے اللہ کے حضور زور و کران کی پیکائی ختم ہوگئی۔ ۱۰

۱۰۔ ابوالحسنین محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ رقم طراز ہیں کہ:

”امام الوقت، عالم زماں، محدثِ دوراں، اور عراق کے عظیم محدث تھے۔“

☆..... الزہد یوسف الہمدانی فرماتے ہیں: ابوالحسنین محمد بن علی رضی اللہ عنہ ہم پر تلاوت کیا

کرتے، اور بڑے عبادت گزار تھے، ایک دفعہ انہوں نے ہم پر ”حدیث المَلَكِیْن“ (دو فرشتوں والی حدیث) تلاوت کی تو بہت زیادہ روئے حتیٰ کہ حاضرین کو بھی رلا دیا۔ ۱۱

نوٹ:..... یہ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو میت کو خوب ڈانٹتے ہیں، اسے بٹھادیے ہیں اور سوال کرتے ہیں: ”تیرا رب کون ہے؟“
مومن میت کہتی ہے: ”میرا رب اللہ ہے۔“ فرشتے سوال کرتے ہیں: ”تیرا دین کیا ہے؟“ میت کہتی ہے: ”میرا دین اسلام ہے۔“ پھر وہ سوال کرتے ہیں: ”وہ شخص جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا، کون تھا؟“ میت کہتی ہے: ”وہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔“ فرشتے سوال کرتے ہیں: ”تمہیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟“ میت کہتی ہے: ”میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان رکھا اور اس کی تصدیق کی۔“

یہی مطلب ہے اس فرمانِ باری تعالیٰ کا کہ:

﴿يُعَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي

الْآخِرَةِ﴾ (ابراہیم: ۲۷)

”اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں حق بات یعنی کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے۔“

آسمان سے پکارنے والا کہتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، جنتی لباس پہنا دو، جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، جہاں سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہے، اس کی قبر تاحدنگاہ فراخ کر دی جاتی ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے کافر اور فاسق بندے کی حالت بیان فرمائی:

”گنہگار (میت) اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے، جب اس کے ساتھی واپس پلٹتے ہیں، پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اس کی میت کو خوب ڈانٹتے ہیں، اسے بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں: ”تیرا رب کون ہے؟“ گنہگار میت کہتی ہے: ”ہائے افسوس.....! میں نہیں جانتی۔“ فرشتے سوال کرتے ہیں: ”تیرا دین کیا ہے؟“ میت کہتی ہے: ”ہائے افسوس! مجھے معلوم نہیں۔“ پھر وہ سوال کرتے ہیں: ”وہ شخص جو تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا وہ کون تھا؟“ میت کہتی ہے: ”میں نہیں جانتی۔“ بہر حال میں نے لوگوں کو ان کے متعلق کچھ کہتے ہوئے سنا تھا۔“ اسے کہا جائے گا ”تو نے نہ تو خود عقل سے کام لیا نہ (قرآن و سنت) پڑھی۔“ آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے: ”اس نے جھوٹ کہا ہے، اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔“ چنانچہ جہنم کی گرم اور زہریلی ہوا اسے آنے لگتی ہے، اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی ایک طرف پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جاتی ہیں۔“ ❶

❶ احمد شاہ کفر فرماتے ہیں: اسنادہ صحیح۔ مسند أحمد: ۴/۲۸۷-۲۸۸، سنن أبو داؤد، کتاب السنۃ/

رقم: ۴۰۵۳، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/۳۸۰، مستدرک حاکم: ۱/۳۷۱.

۱۱۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”امام، الحافظ، علامہ، مجتہد، پرہیزگار اور امیر المؤمنین تھے۔“

☆..... سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت

پر پہنچے ﴿إِذَا الْغُلُّ فِي آعْنَاقِهِمْ وَالسَّلْسِلُ يُسْحَبُونَ﴾ فِي الْحَبِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿﴾ [غافر: ۷۱، ۷۲]

”جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی جن سے پکڑ کر وہ کھولتے پانی

کی طرف گھسیٹے جائیں گے، اور پھر جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔“

تو بار بار اسی آیت کو پڑھتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ ❶

☆..... سیدہ فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی

بیوی تھیں، فرماتی ہیں: لوگوں میں عمر رحمۃ اللہ علیہ سے نماز، روزہ زیادہ کرنے والے تو بہت تھے لیکن اپنے

رب کے ڈر سے رونے والا میں نے سیدنا عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا، جب نماز عشاء سے

فارغ ہو جاتے تو (اللہ کے حضور) ہاتھ بلند کر لیتے اور مسلسل روتے رہتے حتیٰ کہ نیند غالب

آ جاتی، جگایا جاتا تو پھر اپنے ہاتھ بلند کر کے رونا شروع کر دیتے حتیٰ کہ آنکھوں میں نیند غالب

آ جاتی۔ ❷

☆..... سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت سے قبل شہزادوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے،

خلافت کی ذمہ داری آن پڑی تو سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں پوری فرماتے اور رات کو بیٹھ کر

گریہ زاری کرتے۔ بیوی نے پوچھا تو فرمایا: میری سلطنت کے اندر جتنے بھی غریب، مسکین،

یتیم، مسافر، گمشدہ، مظلوم اور قیدی موجود ہیں ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے، اللہ تعالیٰ

❶ حلیۃ الأولیاء (۵۱/۱) احیاء العلوم (۳۵۵/۱)

❷ تذکرۃ الحفاظ: ۹۱/۱، السیر (۱۳۷/۵)

قیامت کے روز ان سب کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا، رسول اللہ ﷺ ان سب کے متعلق مجھ پر دعویٰ کریں گے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہی نہ کر سکا تو میرا انجام کیا ہوگا؟ جب ان باتوں کو سوچتا ہوں تو میری طاقت گم ہو جاتی ہے، دل بیٹھ جاتا ہے اور آنکھوں سے بے دریغ آنسو بہنے لگتے ہیں۔

☆..... ایک دفعہ اپنی بیوی سے پوچھا: ”کیا گھر میں ایک درہم ہے انکو رکھانے کو جی چاہ رہا ہے؟ بیوی صاحبہ نے کہا: ”خليفة المسلمين ہو کر کیا آپ میں ایک درہم خرچ کرنے کی استطاعت نہیں؟ فرمایا: ”ہاں! جہنم کی ہتھکڑیاں پہننے سے یہ تنگی میرے لیے زیادہ آسان ہے۔“

☆..... سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ رات بھر جاگ کر آخرت کی جواب دہی پر غور کرتے اور پھر اچانک بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ آپ کی بیوی بڑی تسلی دیتی لیکن آپ کے دل کو قرار نہ آتا اپنے جانشین کو وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی ”اب میں آخرت کی طرف جا رہا ہوں وہاں اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا، اور حساب لے گا میں اس سے کچھ چھپا نہیں سکوں گا اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو گیا، تو کامیاب رہوں گا اگر راضی نہ ہو تو میرے انجام پر افسوس، تمہیں میرے بعد تقویٰ اختیار کرنا چاہیے اور یاد رکھو تم میرے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہو گے۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت میں پڑ جاؤ اور وقت ضائع کر دو۔“ ❶

اور جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکلے تو مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور رونا شروع کر دیا، پھر اپنے ساتھ مزاحم سے کہا: کیا آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ شاید مدینہ نے ہمیں برداشت نہ کیا ہو۔“ ❷

۱۲۔ مروان بن رباب رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... جناب مروان بن رباب الاسدی رضی اللہ عنہ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے اور کبھی کبھی یہی آیت صبح تک دہراتے رہتے اور روتے رہتے۔

﴿فَقَالُوا يَلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبُ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِ مِينِ﴾

(الانعام: ۲۷)

”اس وقت وہ کہیں گے: کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں، اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔“

۱۳۔ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”امام، نمونہ سلف، عبادت گزار، کبار تابعین سے تھے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ مبارک بھی پایا ہے۔“

☆..... سیدنا ابو اہل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ بھی تھے۔ سیدنا عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے ایک نور کے پاس سے گزرے جب اس کے اندر دھکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِذَا رَأَوْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا اللَّهَ تَعَالَى وَرَفِئًا﴾

(فرقان: ۱۲)

”جب جہنم کافروں کو دور سے دیکھے گی تو کافر جہنم کا چیننا چنگھاڑنا سن لیں گے۔“

یہ سن کر ربیع بن خثیم رحمہ اللہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، لوگ انہیں چار پائی پر ڈال کر گھر لائے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس (صبح سے لے کر) ظہر تک بیٹھ کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن سیدنا ربیع رحمہ اللہ کو ہوش نہ آیا۔“

۱۴۔ ابو میسرۃ عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عبادت گزار اور اولیاء اللہ سے تھے۔“

((كَانَ أَبُو مَيْسَرَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ يَلَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلِدْنِي ثُمَّ يَبْكِي فَقِيلَ: مَا يَبْكِيكَ يَا أَبَا مَيْسَرَةَ؟ فَقَالَ: أَخْبَرْنَا أَنَا وَارِدُهَا وَلَمْ تَجِرْنَا صَادِرُونَ عَنْهَا.))^۱

”سیدنا ابو میسرہ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے بستر پر جاتے تو کہتے: ”اے کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی“ اور رونے لگتے، ان سے کہا گیا: ”اے ابو میسرہ! کیوں روتے ہو؟“ سیدنا ابو میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ”ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ہم نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ نجات ہوگی یا نہیں؟“

۱۵۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ثقات تابعین سے ہیں، اور کاتبین قرآن سے ہیں۔“

((قَالَ مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَجَبًا لِمَنْ يَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ مَصِيرُهُ وَالْقَبْرَ مَوْرَدُهُ كَيْفَ تَقْرُبُ الدُّنْيَا عَيْنُهُ وَكَيْفَ يَطِيبُ فِيهَا عَيْشُهُ؟ قَالَ ثُمَّ يَبْكِي مَالِكٌ حَتَّى يَسْقُطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ.))

”سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس شخص پر تعجب ہے جو جانتا ہے کہ موت اس کا انجام ہے، اور قبر اس کا ٹھکانہ ہے (اس کے باوجود اسے اس دنیا میں قرار حاصل ہے اور وہ سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے) راوی کہتا ہے کہ سیدنا مالک بن دینار نے یہ کہا اور زار و قطار رونے لگے حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔“^۲

۱۶۔ عطاء السلمی رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عبادت گزار اور صغیر بصری تابعین سے تھے۔“

((دَخَلَ الْعَلَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَى عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَدْ غَشِيَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَا مَرَأَتِهِ أَمْ جَعَفَرٍ مَا شَأْنُ عَطَاءٍ؟ فَقَالَتْ سَجَرَتْ جَارَتُنَا التَّنُورَ فَتَنَظَرَ إِلَيْهِ وَخَرَّ مَغْشِيًا عَلَيْهِ.))

”سیدنا علاء بن محمد رضی اللہ عنہ عطاء سلیمی رضی اللہ عنہ کے گھر آئے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا، ان کی بیوی ام جعفر سے پوچھا: عطاء سلیمی کو کیا ہوا ہے؟ بیوی نے کہا: ہمارے ہمسائے نے تنور دکھایا، عطاء سلیمی اسے دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔“^۱

فائدہ:..... یعنی انہیں جہنم کی آگ یاد آ گئی، تب بے ہوش ہو کر گر پڑے ہیں۔

۱۔ یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ کے آنسو:

☆..... علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”امام، پیشوا، حافظ الوقت اور شیخ الاسلام تھے۔“

((قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَرْفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ رَأَيْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ أَحْسَنُ النَّاسِ عَيْنَيْنِ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ بَعَيْنٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ وَقَدْ ذَهَبَتْ عَيْنَاهُ فَقُلْتُ يَا أَبَا خَالِدٍ مَا فَعَلْتَ الْعَيْنَانِ الْجَمِيلَتَانِ؟ قَالَ ذَهَبَ بِهِمَا بُكَاءُ الْأَسْحَارِ.))^۲

”حسن بن عرفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لوگوں میں سے ان کی آنکھیں سب سے زیادہ خوبصورت تھیں، ایک زمانہ کے بعد دیکھا تو ان کی ایک ہی آنکھ تھی (ایک ختم ہو چکی تھی) پھر کچھ زمانے کے بعد دیکھا تو دونوں آنکھیں ختم ہو چکی تھیں، میں نے پوچھا: اے ابو خالد! تمہاری خوبصورت آنکھوں کو

① صفة الصفوة: ۳/۳۲۶.

② صفة الصفوة (۱۸/۳)، تذكرة الحفاظ (۷۹۰/۳)

کیا ہوا؟ کہنے لگے: آہ سحرگاہی میں چلی گئیں۔“

۱۸۔ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کے آنسو:

”امام، پیشوا، زاہد، عابد، کریم اور انتہائی ذکی انسان تھے۔“ [مواہب الوفی]

☆ عمر بن نباتہ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ شافعی رحمہ اللہ نے ایک روز تلاوت کی:

﴿هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطَقُونَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ﴾

(المرسلات: ۳۵-۳۶)

”یہ وہ دن ہوگا جب وہ لوگ بات نہ کر سکیں گے، اور نہ انھیں اجازت دی جائے گی

تاکہ کوئی عذر پیش کر سکیں۔“

تو ان کا رنگ نک ہو گیا، اور رونے لگے حتیٰ کہ ان پر غشی طاری ہو گئی۔“ ❶

۱۹۔ ثابت البنانی رحمہ اللہ کے آنسو:

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

”امام، پیشوا، تابعی، ثقہ، عابد اور زاہد تھے۔“

☆ ”حماد بن وید فرماتے ہیں کہ میں نے ثابت رحمہ اللہ کو گریہ کرتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ ان کی

پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتیں۔“

☆ ”ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم جنازوں میں شریک ہوا کرتے تھے، ہم چادر اوڑھ کر رویا

کرتے تھے۔“

یاد رہے کہ یہ ان کا گریہ کرنا خوفِ الہی کی وجہ سے ہوتا تھا۔ ❷

۲۰۔ وہیب بن الورد رحمہ اللہ کے آنسو:

”وہیب، عبد اللہ بن المبارک، فضیل بن عیاض اور عبد الرزاق وغیرہم کے استاد اور

❶ مواہب الوفی، ص: ۶۶ بتحقیق حافظ حامد محمود الحضری، ومنیر أحمد الوقار.

❷ سیر أعلام النبلاء.

بڑے عابد اور زاہد آدمی تھے۔“

☆ ابن ابی حاتم نے وہیب بن الورد رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتے جاتے تھے:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (البقرة: ۱۲۷)

”اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس عمل کو قبول کر، تو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

اور روتے جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ خلیل الرحمن! آپ اللہ کا گھر بنا رہے تھے اور ڈر رہے تھے کہ کہیں آپ کا عمل قبول نہ کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ مومن مخلص عمل کرتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا عمل اس کے منہ پر نہ مار دیا جائے۔^①



صالحات کے آنسو

(۱) معاذہ بنت عبد اللہ رحمہما اللہ کے آنسو:

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عابدہ، عالمہ اور ثقہ تھیں۔“

☆ ”معاذہ رحمہما اللہ کا یہ معمول تھا کہ جب دن آ جاتا تو وہ کہتیں: آج کے دن میں مر جاؤ گی، پھر وہ شام تک نہ سوتیں، اور جب رات آ جاتی تو کہتیں: آج رات میں فوت ہو جاؤ گی، پس وہ تھوڑا سا سوتیں اور صبح ہونے تک نماز پڑھتی رہتیں، اور گریہ کرتی رہتیں، اور فرماتی کہ آنکھ کے لیے تعجب ہے جو سوئی رہتی ہے حالانکہ اسے معلوم ہے قبر کی تاریکی میں دیر تک سوئے رہنا ہے۔“^۱

(۲) منیفہ بنت ابی طارق رحمہ اللہ کے آنسو:

ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عبادت گزار، صالحہ اور لہذا قیام کرنے والی تھیں۔“

☆ عامر بن ملیک رحمہ اللہ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ ”میں ایک رات منیفہ بنت ابی طارق کے ہاں رہی (میں نے دیکھا کہ) اس نے ایک آیت کریمہ بار بار پڑھتے ہوئے اور گریہ کرتے ہوئے ساری رات گزار دی۔ (وہ آیت یہ ہے)

﴿وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ﴾

وَمَنْ يَتَعَصَّمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۰۱﴾

(آل عمران: ۱۰۱)

”اور تم کفر کو کیسے قبول کر لو گے؟ جبکہ اللہ کی آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی ہیں، اور اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں، اور جو شخص اللہ سے اپنا رشتہ استوار کر لیتا ہے، وہ سیدھی راہ پر آ جاتا ہے۔“^۱

(۳) عجزِ وہ بصریہ رحمہما اللہ کے آنسو:

ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عبادت گزار اور اپنے رب کی ابتداءِ رجحان کی فرمانبرداری تھی۔“

☆ ان کے متعلق آتا ہے کہ رات مصلیٰ پر کھڑی ہو جاتی، بہت روتی اور رب تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتی۔ (ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی کرتی تھی)

”اے اللہ! عبادت گزار لوگوں کو صرف تہجد پر اعتماد اور یقین ہے، وہ تیری رحمت اور فضل و کرم کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ لہذا اے اللہ! میں صرف تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو تیری طرف سبقت لے جانے والے ہیں، مجھے مقرب لوگوں کے درجات تک پہنچا دے، اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے، تو سب سے زیادہ تجھی، رحم کرنے والا اور بڑا ہے۔“

☆ ایک دن اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے کہا: ”تورات کچھ زیادہ سو جایا کر (یہ تیرے لیے بہتر ہے) تو وہ یہ کہتے ہوئے رو پڑی: ”موت کی یاد مجھے سونے نہیں دیتی۔“^۲



اہل جہنم کا آنسو بہانا

آخر میں ہم یہ بات بطور عبرت کے ذکر کر رہے ہیں تاکہ ہر شخص ضرور بہ ضرور اس دنیا میں آنسو بہالے اور جنت میں چلا جائے، وگرنہ ساری زندگی عیش و عشرت میں گزار کر اگر جہنم میں چلا گیا تو پھر وہاں اس کا آنسو بہانا اس کے کچھ کام نہیں آئے گا، لہذا اس فانی دنیا میں شیطان کی عبادت سے اجتناب کرنا چاہیے اور ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ بَيْنَكَ يَقُولُ: يَا وَيْلَى أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ)) •

”جب کوئی آدمی سجدہ والی آیت پڑھ کر سجدہ کر لے تو شیطان روتے ہوئے دور ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے: میرا ستیاناس! آدمی کو سجدے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کر لیا۔ اس کے لیے جنت ہے، اور مجھے بھی سجدے کا حکم ملا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا، میرے لیے جہنم ہے۔“

اگر کوئی شیطان کا کہنا مانتا ہے، اس کی اتباع کرتے ہوئے احکاماتِ الہیہ اور فرامینِ محمدیہ ﷺ کو پس پشت ڈالتا ہے تو اسے یاد رہنا چاہیے جب اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ فرمائے گا، جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے، تو شیطان جہنمیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کی زبانی تم سے سچا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اس کی اتباع کرو گے تو اللہ کے عذاب سے

علامہ زبخری اپنی تفسیر الکشاف (۵۵۲/۲) پر رقمطراز ہیں: قیامت کے دن شیطان جو کچھ کہے گا، اللہ تعالیٰ نے اسے اس لیے نقل کیا ہے، تاکہ سامعین قیامت کے دن اپنے انجام کے بارے میں غور کریں اور ابھی سے اپنی نجات کے لیے تیاری کریں جب شیطان اپنے تمام پیروکاروں سے اپنی براءت کا اعلان کر دے گا۔

﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ
وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُمُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا
بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِي إِنْ كُنْتُمْ بِمَا أَشْرَكْتُمْ مِنْ قَبْلُ
إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (إبراهيم: ٢٢)

”جب اور کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تو تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے ان کا خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں۔ ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی۔ پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ

خود اپنے تئیں ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے، یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

جو بحر میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں افترا پردازی کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس کے شرکاء ہیں، اس کی بیوی ہے، اور اس کی اولاد ہے، روزِ محشر جب عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، اور اللہ ان کی ان افترا پرداز یوں پر شدید غضبناک ہوگا، تو رعب و دہشت کی شدت سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے، اللہ، جبار و قہار کا فرمان ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وَجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ (زمر: ۶۰)

”اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟“
ان کے چہروں کی کھال نوجلی ہوگی، اور ان کے جبڑے باہر نکلے ہوئے ہوں گے۔ اللہ قادر و قدیر کا فرمان ہے:

﴿تَلْفَحُ وَجُوهُهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾ (المؤمنون: ۱۰۴)

”آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی، اور وہ لوگ اس میں نہایت بد شکل اور ڈراؤنی صورت والے ہوں گے۔“

جہنم میں کافر کا ایک دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا، اور کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ مکرم ساقی کوثر علیہ السلام نے فرمایا:

((ضُرْسُ الْكَافِرِ أَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ ، وَغُلْظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ .)) ❶

”کافر کا دانت یا اس کی کچکی (جہنم میں) اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی، اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔“

جہنم کے عذاب سے جہنمی جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو جائیں گے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صاحب قرآن نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”حساب کتاب کے بعد جنتی جنت میں چلے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ (جب چاہے گا) ارشاد فرمائے گا جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اسے بھی جہنم سے نکال دو۔ چنانچہ جہنمی نکالے جائیں گے اور وہ (جل کر کوئلے کی طرح) سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ نہر برسات یا نہر حیات (حدیث کے راوی امام مالک رحمہ اللہ کو شک ہے کہ نہر برسات ہے یا نہر حیات) میں ڈالے جائیں گے اور وہ اس طرح صحیح ہو جائیں گے جیسے کسی ندی کے کنارے دانہ اُگ آتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ (ندی کے کنارے) دانہ (کیسا خوبصورت) زرد زرد لپٹا ہوا اُگتا ہے۔“ ❶

عذابِ جہنم کی وجہ سے جہنمی اونچی اونچی بڑی خوف ناک آوازیں نکالیں گے، اور ایسا شور و غوغا ہوگا کہ کانوں میں پڑی آواز سنائی نہ دے سکے گی، جیسا اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝﴾ (الانبیاء: ۱۰۰)

”وہ لوگ (اہل جہنم) اس میں چیخیں گے، اور اس میں کچھ بھی نہیں سن پائیں گے۔“ وہاں جہنم میں انہیں نہ موت آئے گی تاکہ غم و الم سے چھٹکارا مل جائے، اور نہ ایک لمحہ کے لیے ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا

يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَافِرٍ ۝﴾ (فاطر: ۳۶)

”اور اہل کفر کے لیے جہنم کی آگ ہوگی، نہ انہیں ختم ہی کر دیا جائے گا کہ مر جائیں،

اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔“

جہنمیوں کو آگ میں اس طرح عذاب دیا جائے گا، کہ جب بھی ان کی کھالیں پک جائیں گی، اللہ تعالیٰ ان کی کھالوں کو بدل دے گا، قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (النساء: ۵۶)

”بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا، ہم انہیں آگ کا مڑا چکھائیں گے، جب بھی ان کے چمڑے پک جائیں گے، ہم ان کے چمڑوں کو بدل دیں گے، تاکہ وہ عذاب کا مڑہ چکھیں، بے شک اللہ زبردست اور بڑی حکمتوں والا ہے۔“

امام فخر الدین رازی ”تفسیر کبیر“ میں اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں: ”ممکن ہے اس میں عذاب کے دوام اور عدم انقطاع کی طرف اشارہ ہو۔“

امام ابن جریر نے اپنی تفسیر (معروف بہ تفسیر طبری) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام وغیرہم سے روایت نقل کی ہے کہ اہل جہنم کے چمڑے دن یا گھنٹے میں کئی کئی بار بدلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر جہنم کی آگ کو حرام کر دے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

اور انہیں لگا میں ڈال دی جائیں گی، شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمِ عِلْمِهِ ثُمَّ كَتَمَهُ النَّجْمُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ)) •

”جس شخص سے دین کا مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے چھپایا، قیامت کے روز اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔“

اور جہنمی بہت زیادہ روئیں گے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرور

نذیر، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ لَيَكُونَنَّ حَتَّىٰ لَوْ أُجْرِبَتِ السُّفُنُ فِي دُمُوعِهِمْ لَجَرَّتْ، وَأَنَّهُمْ لَيَكُونَنَّ الدَّمَّ يَعْنِي مَكَانَ الدَّمْعِ.))
 ”جہنمی اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں (آنسو ختم ہو جائیں گے تو) جہنمی خون کے آنسو بہائیں گے، یعنی پانی کے آنسوؤں کی جگہ۔“

بالآخر جب جنتی ان کی یہ حالت دیکھ کر ان سے سوال کریں گے تو ان کا جواب ہوگا۔

((فِي جَهَنَّمَ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِينَ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلُومِينَ ۚ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمِ الْمُسْكِينِ ۚ وَكُنَّا نَحْوُ ضَمَعٍ الْحَاطِضِينَ ۚ وَكُنَّا نُكَلِّبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الدِّينِ ۚ حَتَّىٰ آتَيْنَا الْيَقِيْنَ ۚ)) (مذثر: ۴۰-۴۷)

”کہ وہ بہشتوں میں بیٹھے ہوئے گناہ گاروں سے سوال کرتے ہوں گے: تمہیں دورخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے، اور ہم بحث کرنے والے انکاریوں کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے، اور جزا اور سزا کے دن کو بھی ہم سچا نہیں جانتے تھے۔“

اَللّٰهُمَّ لَا تَبْعَلْنَا مِنْهُمْ

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔



ہماری دیگر کتابیں



انصار السنۃ پبلیکیشنز

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17- اردو بازار لاہور

فون: 042-7357587